مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب
حسام الحرمین کا مکمل جواب

عقائد علمائے دیوبند
اور حسام الحرمین

مصنفین

حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری

الشہاب الثاقب

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

فیصلہ کن مناظرہ

مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی

پیش لفظ

مولانا محمد تقی عثمانی مدیر البلاغ کراچی

مقدمہ و ترتیب جدید

مولانا حسین احمد نجیب رفیق دار التصنیف

دار الاشاعت

باہتمام محمد رضی عثمانی
طباعت مجو گلزار پریس کراچی
قیمت روپے ○

ملنے کے پتے:

○ دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱
○ ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴
○ مکتبہ دار العلوم ڈاکخانہ دار العلوم کراچی ۱۴
○ ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

فہرست مضامین

از

مدیر البلاغ کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

تاریخ اسلام کے ہر دور میں علمائے حق نے دین کی حفاظت اور کفر و الحاد و شرک و بدعت کے مقابلے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں، اور اس مقصد کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ لیکن ان قربانیوں کے صلے میں جہاں امت نے ان پر عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کئے، وہاں بعض اوقات غلط فہمیوں، اور بعض اوقات بغض و حسد کے جذبات نے ان کے خلاف سازشوں کے طوفان بھی کھڑے کئے، اور شاید کسی بھی دور کے علمائے حق ان آزمائشوں سے مستثنیٰ نہیں رہے۔ اکابر علمائے دیوبند کے ساتھ بھی یہی ہوا، جہاں ان کے علوم و فیوض سے فائدہ اٹھانے والی امت مسلمہ نے انہیں اپنی آنکھوں کا تارا سمجھا، وہاں بعض عناصر نے ان کے مقابلے میں مخالفتوں کا طوفان بھی کھڑا کیا۔

علمائے دیوبند نے چونکہ ہندوستان میں پھیلی ہوئی بدعات اور اعتقادی گمراہیوں کے سد باب کے لئے پیہم جدوجہد کی، اس لئے بعض بریلوی حضرات نے قدم قدم پر ان کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کیں، اور ان کے خلاف سب و شتم، بہتان طرازی اور کفر کے نام نہاد فتووں کا بازار گرم کر دیا۔ بریلی کے مولانا احمد رضا خان صاحب اس معاملے میں پیش پیش رہے جنہوں نے علمائے دیوبند کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیوں کی انتہا کر دی۔

پورے عالم اسلام میں حرمین شریفین اور وہاں کے علماء کو جو قدر و منزلت ہے اس کی بناء پر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے علمائے دیوبند کے خلاف مہم چلانے کے لئے یہ ضروری سمجھا کہ ان کے خلاف علمائے حرمین سے فتویٰ حاصل کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے

لئے انھوں نے اکابر علمائے دیوبند کی نا تمام عبارتوں کی بنیاد پر ایک مفصل سوال مرتب کیا جس
میں ان حضرات کی طرف انتہائی وحشت ناک عقائد منسوب کئے گئے تھے، علمائے حرمین اصل
حقیقت سے بے خبر تھے، اس کے باوجود ان میں سے بعض حضرات کو تو شک تھا، اس لئے انھوں
نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور بعض حضرات نے قیود و شرائط کے ساتھ سوال
کے مطابق جواب دے کر اس پر دستخط کر دیئے۔ اور مولانا احمد رضا خان صاحب نے ہندوستان
میں اس فتوے کو "حسام الحرمین" کے نام سے شائع کر کے علمائے دیوبند کے خلاف پروپیگنڈا
شروع کر دیا۔

اس وقت علمائے حق کی طرف سے "حسام الحرمین" کا ہر پہلو سے مکمل جواب دے کر
اصل حقیقت واضح کر دی گئی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس فتنے کے مر جانے کے سالہا سال
بعد پاکستان میں ایک بار پھر گڑے مردے اکھیڑے جا رہے ہیں، اور یہ ارض پاک جو اسلام
کے نام پر حاصل کی گئی ہے اور جہاں امت مسلمہ کے اتحاد کی اشد ضرورت ہے وہاں انہیں تو
افتراق و انتشار کے بیج بوئے جا رہے ہیں، چنانچہ بہت سی مغالطہ انگیز، منافرانہ کتابوں کے
علاوہ "حسام الحرمین" کو بھی از سر نو شائع کر کے پھیلایا جا رہا ہے۔

اس بنا پر برادر محترم جناب محمد رضی صاحب عثمانی مالک دار الاشاعت نے یہ خواہش
ظاہر کی کہ "حسام الحرمین" کے جو جوابات اس وقت دیئے گئے تھے، ان میں سے کوئی کتاب
شائع کی جائے جو مسلمانوں کو "حسام الحرمین" کے مغالطوں سے آگاہ کر سکے۔ لیکن ایک عام
قاری کے لئے مقصود کی ایک دشواری یہ تھی کہ "حسام الحرمین" کا جواب مختلف پہلوؤں سے مختلف
کتابوں میں پھیلا ہوا تھا، مثلاً اس فتوے کی پوری تاریخ اور جس ترکیب کے ساتھ یہ فتویٰ حاصل
کیا گیا اس کی پوری داستان حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب"
میں بیان فرمائی ہے جو اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود تھے۔ اس فتوے کے بعد علمائے دیوبند
کے حقیقی عقائد پر اکابر علمائے حرمین اور علمائے مصر و شام کا تصدیقی فتویٰ حضرت مولانا
خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المہند علی المفند" میں نقل فرمایا
تھا، اور "حسام الحرمین" میں علمائے دیوبند کی جن نا تمام عبارتوں سے وحشت ناک

عقائد پر اعتراض کئے گئے تھے، ان کا جواب کچھ تو حضرت مدنیؒ کی "الشہاب الثاقب" میں بھی آ گیا تھا لیکن زیادہ مفصل، واضح اور مسلسل جواب حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم نے اپنی کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" میں دیا تھا۔ چنانچہ احقر نے تجویز کیا کہ اگر "حسام الحرمین" کا جواب شائع کرنا ہو تو ان تینوں چیزوں کو یکجا کر دینا چاہئے، تاکہ ایک عام قاری کو پوری صورت حال ایک ہی کتاب سے معلوم ہو جائے۔

البتہ "الشہاب الثاقب" کی زبان چونکہ خاصی پرانی ہے، اور اس کی ترتیب میں بھی عہد حاضر کے ذہن کے لئے قدرے الجھاؤ ہے، اس لئے احقر کی فرمائش پر برادر عزیز مولانا حسین احمد نجیب صاحب سلّمہ (رفیق دار التصنیف دار العلوم کراچی) نے ایک مفصل مقدمہ لکھا جس میں "الشہاب الثاقب" کی تمام ضروری باتوں کا خلاصہ بھی آ گیا ہے، اور بعض دوسرے ضروری مضامین بھی ہیں۔ اس طرح بفضلہ تعالیٰ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت جامع ہو گئی ہے، اور ان شاء اللہ ہر انصاف پسند انسان کے لئے اس میں تشفی کا وافر سامان موجود ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے اور اس کے ذریعے شکوک و شبہات کے وہ کانٹے دور ہوں جو اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کے خلاف خواہ مخواہ پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ

احقر
محمد تقی عثمانی
دار العلوم کراچی ۱۴

۷ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

درخلاصہ الشہاب الثاقب

مولانا حسین احمد نجیب

گذارشات

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ خیر خلقہ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین والمرسلین سیدنا وشفیعنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاہرین وعلماء امتہ الناصرین شریعتہ والعاملین علیہا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ وبعد:

علمائے دیوبند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور میں حضرات علمائے دیوبند سے اپنے دین کی جو خدمت لی ہے اور انہیں زندگی کے ہر شعبے میں جن علمی، دینی اور سیاسی کارناموں کی توفیق بخشی کسی بھی معقول انسان کو ان کا اعتراف کئے بغیر چارۂ کار نہیں۔

انگریزی استعمار نے ان حضرات کی تمام خدمات کو عوام الناس کی نظروں میں بے وقعت اور فروتر ثابت کرنے کے لئے مختلف اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے، انہی سامراجی ہتھکنڈوں میں وہ بدنام زمانہ تحریریں ہیں جن کو جناب احمد

رضا خاں صاحب بریلوی کی کوششوں سے علمائے حرمین شریفین سے حاصل کیا گیا اور "حسام الحرمین" کے نام سے اسکی بے پناہ تشہیر کی گئی۔

یہ فتویٰ نما تحریریں کس طرح اور کن حالات میں حاصل کی گئیں، اسکی تفصیلات پیش کرنے سے پہلے برطانوی استعمار کے چنگل میں محبوس ہندوستان میں اکابر علمائے دیوبند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات کا مختصر حال جان لینا ضروری ہے تاکہ ان حالات کی روشنی میں علمائے دیوبند کے خلاف انگریزی استبداد کے بعض مداحوں کے حاصل کردہ "فتاویٰ حرمین شریفین" کی صحیح پوزیشن کا جائزہ سامنے آسکے۔

علمائے دیوبند اور انکی خدمات

"دیوبند" درحقیقت اس دینی، علمی اور سیاسی تحریک کا زندہ و تابندہ قابل امتیاز ہے جس کا آغاز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سعی و جہد مسلسل سے بارھویں صدی ہجری کے اواخر میں انحطاط پذیر سلطنت مغلیہ کے دور میں ہی ہو چکا تھا۔

اور علمائے دیوبند ان نفوس قدسیہ کا دوسرا نام ہے جن کے مبارک ہاتھوں نے ملت اسلامیہ کی منجدھار میں ہچکولے کھاتی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچانے کے لئے نمایاں کردار ادا کیا۔ دین اسلام پر باطل پرستوں کے علمی حملوں کے سامنے اپنے آپ کو سد سکندری بنا دیا۔

"ولی اللّٰہی تحریک" نے "تحریک دیوبند" کا نام اختیار کیا اور جو خدمات انجام دیں ان کا مختصر جائزہ علمائے دیوبند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات کے علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ضمن میں پیش خدمت ہے۔

دینی خدمات مغلیہ سلطنت کے دور انحطاط میں روافض و ہنود نے طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عقائد اہل السنت والجماعت کے بارے میں تشکیک و مغالطہ آمیزی اس زور و شور سے شروع کر دی تھی کہ عوام الناس میں صحیح اسلامی عقائد

سے نام شامل ہوتے جا رہے ہیں، ہندوانہ بت پرستی کے مشابہ گور پرستی اہل سنت کا بنیادی
عقیدہ قرار دیا جانے لگی۔ پروپیگنڈے کی شدت نے ناواقف عوام کو ان تمام رسوم
پر ڈالنے کا کام شروع کر دیا جن کو نام تو اسلام کا دیا گیا مگر ذرا غور و تدبر سے کام
لیا جائے تو اسلام نام کی کوئی چیز وہاں نظر نہیں آسکتی تھی۔

شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبد العزیزؒ نے اس شرک و بدعت کے طوفان کے سامنے
علم توحید بلند کیا جس کی پاداش میں شاہ ولی اللہؒ کے دونوں ہاتھ پہنچوں سے کاٹ
ڈالے گئے۔ شاہ عبد العزیزؒ کو خاندان سمیت دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا۔ شاہ صاحب
نے دو ایسے جرنیلوں کی تربیت فرمائی جن کو تاریخ اسلام میں شاہ اسماعیل شہیدؒ
اور سید احمد شہیدؒ کے نام سے قیامت تک نمایاں مقام حاصل رہے گا۔

تحریک ولی اللہی کے ان دونوں جرنیلوں نے ہندوستان کے طول و عرض
کا وسیع اور طویل دورہ کیا۔ جگہ جگہ قیام کر کے درس و تدریس اور اصلاح عقائد و
رسوم کے حلقے قائم کئے۔ مسلسل بیس سال تک تبلیغ و اصلاح کا یہ سلسلہ اسی
طرح جاری رہا جس نے شرک و بدعات کے اندھیروں کو نور توحید سے پھاڑنا
شروع کیا تو شرک و بدعت کے مذہبی علمبرداروں نے وہ واویلا مچایا کہ خدا کی پناہ!
انگریزی استعمار چونکہ ہندوستان پر اپنی گرفت مضبوط کر چکا تھا اس لئے اس
نے ان موحدین کے خلاف شرک و بدعت کے شور و شغب کو خوب اچھالا۔ اور
سادات کی اس خالص دینی و اسلامی تعلیم کے ڈانڈے نجد کے وہابیوں کے ساتھ
ملانے میں استعماری پروپیگنڈہ مشینری نے بھرپور کردار ادا کیا[1] مگر۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزی سامراج نے آریہ سماجیوں

---

[1] غلام رسول مہر : سیرت سید احمد شہید ، ڈاکٹر ہنٹر : ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۹۶ ، مولانا حسین احمد مدنی :
نقش حیات ص ۲۰۲

کے ساتھ ملکر اسلامی معتقدات پر دو طرح سے حملہ کر دیا۔[1]

۱۔ انگلستان سے عیسائی پادریوں کی ایک خاص تربیت یافتہ کھیپ سرزمین ہندوستان میں محض اس مقصد کے لئے بھیجدی گئی کہ ہندوستان کے شکست خوردہ مسلمان عوام کو وسیع پیمانہ پر عیسائی مذہب اپنا لینے پر مجبور کر دیا جائے۔

۲۔ آریہ سماجیوں نے ان مسلمانوں کو مرتد بنا لینے کی کوششیں تیز تر کر دیں جن کے خاندانوں میں ابھی تک اکثریت ہندو مذہب پر عمل پیرا تھی۔

پنجاب، جنوبی ہند اور آسام کے علاقوں میں بے شمار لوگ صلیب کے سایہ تلے پہنچ گئے، شمالی ہند اور پہاڑی اضلاع میں آریہ سماج نے اپنے خاندانی اثرات کا بھرپور استعمال شروع کر دیا۔

اسکے ساتھ ساتھ اسلامی تہذیب و ثقافت سے نئی نسل کو بیگانہ کر دینے کی کوشش تعلیمی پالیسیوں کی شکل میں علیگڑھ، کلکتہ، دہلی اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں اپنے تباہ کن اثرات ظاہر کر رہی تھی۔

رہی سہی کسر بدایوں، ملتان اور بریلی کے بدعت و شرک کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے والے مذہبی ٹکسالی اداروں نے پوری کر دی تھی۔ اسلام اور اسلامی عقائد و اعمال کے برعکس ہندوانہ رسم و رواج اور رافضی عقیدہ و اعمال اہل سنت کے نام سے مسلمانوں کو پلایا جانے لگا۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مولانا عبدالغنی، مولانا محمد منیر نانوتوی، مولانا سید ابو المنصور، محمد منصور علی، مولانا فخر الحسن گنگوہی، سید احمد علی دہلوی، اور ان کے ہمرکاب، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی سرکردگی میں ان حملوں کا وہ منہ توڑ جواب دیتے ہیں کہ آریہ سماجیوں کو مرگھٹ کا ذریعہ خود انجام دیتے ہیں عیسائی پادری اپنی صلیب کے ٹکڑے سات سمندر پار پہنچا دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

---

[1] سوانح قاسمی وغیرہ کتب ملاحظہ ہوں نیز سر سید احمد خاں کی تصنیف اسباب بغاوت ہند صفحات ۲۳ بحوالہ علمائے ہند کا شاندار ماضی۔

البتہ دو دشمن باقی رہ گئے مگر امت مسلمہ کے لئے ان کی حیثیت مار آستین کی تھی اور یہ کشمکش اب تک جاری ہے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی اظہار الحق[1] اور مولانا نانوتوی کی میلہ خدا شناسی، حجۃ الاسلام، مباحثہ شاہجہانپور، تحفہ لحمیہ، انتصار الاسلام وغیرہ تصنیفات کفر و توحید کی اس کشمکش کا ایک دھندلا سا نقشہ آج بھی نگاہوں کے سامنے اجاگر کر دیتی ہیں[2]

اس کے بعد امت مسلمہ اور اس کے عقائد پر آریہ سماج، عیسائی پادریوں، انگریزیت اور بدعت و شرک کے اس متحدہ، زہریلے اور تباہ کن حملے کو روکنے کے لئے اسلامیان ہند کی رہنمائی کا فریضہ جن کاندھوں پر ڈالا گیا ان کو تاریخ مذہب اسلام رشید احمد گنگوہی، شیخ الہند محمود الحسن صاحب، حکیم الامت اشرف علی تھانوی، حسین احمد مدنی، انور شاہ کشمیری کے اسمائے گرامی سے یاد کرتی رہے گی۔

دینی عقائد و اعمال کو قرآن و سنت کی روشنی میں کفر و شرک و بدعت کی آلائشوں سے پاک رکھ کر ہندوانہ رسم و رواج سے ممتاز و منفرد حیثیت دینا اور پھیلانا اپنانا اور پھر اس کو ایک مسلسل اور مستقل اصلاحی تحریک کی شکل دینا ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس سے کسی باشعور اور حق شناس انسان کیلئے انکار کی گنجائش نہیں

علمی خدمات

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی سیاسی ناکامی کے بعد انگریزی استعمار کے ہاتھوں دہلی کے علمی مراکز برباد ہو گئے۔ علمی مراکز کی تباہی نے تحریک ولی اللٰہی کو شدید نقصان پہنچایا۔ چنانچہ اس طرف اکابرین تحریک نے پوری توجہ دی، اس سلسلے کا اسلامی علوم کی صحیح معنی میں ترویج

---

[1] اظہار الحق پاکستان میں "بائبل سے قرآن تک" کے عنوان سے اردو لباس میں طبع ہو چکی ہے۔ ۱۲ ء

[2] اس دور کی تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو: مولانا محمد میاں: علمائے ہند کا شاندار ماضی، علمائے حق کے کارنامے؛ مولانا غلام رسول مہر: سیرت سید احمد شہید، جماعت مجاہدین، سرگزشت مجاہدین؛ مولانا مناظر احسن گیلانی: سوانح قاسمی؛ سید نفیس الحسن: تذکرۃ المختار؛ اور حضرت نانوتوی کی تمام کتب۔ اختصار کے پیش نظر یہاں ہم نے محض چند اشارات کا تذکرہ کیا ہے۔ تحقیق طلب باتوں کا انشاء اللہ سیرابی کے مواقع میسر ہوں گے۔

وحفاظت کے بغیر مسلمانانِ ہند کی صحیح اسلامی خطوط پر تربیت ناممکن تو نہیں البتہ مشکل کام تھا۔

چنانچہ ۱۵ محرم سنہ ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی سنہ ۱۸۶۶ء کو دارالعلوم دیوبند (مدرسہ عالیہ دیوبند) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ترویج علوم اسلامیہ کی خاطر سہارنپور، مراد آباد، تھانہ بھون، میرٹھ، بریلی، دہلی، کانپور، آگرہ، کراچی، جالندھر، ملتان، پورا اور بے شمار شہروں اور قصبات میں دیوبندی فضلاء و علماء نے علمی مراکز قائم کر دیئے۔ قیام پاکستان کے بعد ہر چھوٹے بڑے شہر میں مزید مدارس ومکاتب کا جال بچھا دیا گیا۔ جو علمائے دیوبند کی علمی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ علوم قرآن وسنت اور فلسفہ وکلام کے ماہرین علماء کی تربیت کے ساتھ ان علمی مراکز سے قرآن وسنت اور فقہ وکلام کے علمی جواہر پارے تشنگانِ علم کی پیاس بجھانے کے لئے دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہیں ایک سرسری نظر میں ان کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:۔

■— علوم قرآن۔ قرآن کی خدمت کے لئے مکاتب و مدارس کے علاوہ چند زندہ جاوید کتب میں شیخ الہند محمود الحسنؒ کا ترجمۂ قرآن مجید اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی اس پر تفسیر، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن، مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ کی تفسیر معارف القرآن، علمی دنیا سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ حضرت تھانویؒ کے زیر نگرانی احکام القرآن عربی زبان میں اپنے موضوع پر لاجواب تصنیف ہے۔

علوم حدیث کی جو خدمت اس آخری دور میں علمائے دیوبند کے ذریعہ انجام پذیر ہوئی قرون اولیٰ کے محدثین کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی بخاری شریف کی شرح "فیض الباری" و "العرف الشذی" شرح ترمذی۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی ابوداؤد کی شرح "بذل المجہود"۔

- علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی "فتح الملہم علی صحیح مسلم"
- مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی "التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح"
- مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث مدظلہٗ کی "اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ"
- مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی "اعلاء السنن"
- مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہٗ کی "معارف السنن" شرح ترمذی، عربی زبان میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شروح ہیں جو دنیائے اسلام کے ہر خطے کے علمی حلقوں سے اپنی افادیت تسلیم کرا چکی ہیں اس کے علاوہ اردو زبان میں مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی "ترجمان السنۃ"، مولانا محمد زکریا مدظلہٗ کی "شرح شمائل ترمذی"، مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ کی "معارف الحدیث"، اپنی افادیت کا منہ بولتا ثبوت پیش کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ علوم حدیث اور حفاظت حدیث کے موضوع پر علمائے دیوبند کے علمی جواہر پارے حد و شمار سے باہر ہیں۔
- علوم فقہ، فقہ اسلامی اور خصوصاً فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں مسلک دیوبند سے وابستہ علمی مراکز نے جو خدمات انجام دی ہیں اگر ان کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو ایک مستقل تصنیف ترتیب پا سکتی ہے یہاں بطور نمونہ چند علمی جواہر پاروں کا مختصر تذکرہ کافی ہے:-

★ امداد الفتاویٰ (حضرت تھانویؒ ۶ ضخیم جلدوں میں)

★ فتاویٰ دار العلوم دیوبند (۱۲ ضخیم جلدوں میں)

★ فتاویٰ رشیدیہ (حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ)

★ کفایت المفتی (مفتی کفایت اللہؒ ۹ ضخیم جلدوں میں)

★ جواہر الفقہ (مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی دو جلدوں میں جدید فقہی مسائل کا قرآن و سنت اور فقہ کی روشنی میں حل)

★ احکام القرآن (عربی) مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ ۵ جلدوں میں۔

اس کے علاوہ فقہ حنفی پر مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں بیشمار علمی رسائل معرض وجود میں آئے جنکی افادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

● عقائد و علم کلام کے موضوع پر عربی اور اردو میں بے شمار کتب تحریر میں آئیں جن سے دین اسلام پر وارد کئے جانے والے ہر اعتراض کا کافی و شافی جواب دیا گیا ہے۔

● معاشرت، سیاست، سوانح، سیرت، تاریخ، ادب حتیٰ کہ طب و جراحت کے موضوعات اور خالص دینی علوم کی توضیح و تشریح کی حامل ان کتب کی فہرست مرتب کی جائے جو علماء دیوبند کے قلم جواہر رقم سے ظہور میں آئیں تو ایک ضخیم کتاب ان کتب کے اسماء ہی سے مرتب ہو جائے گی۔

اس پر طرۂ امتیاز یہ کہ تمام کتب کی اشاعت مسلسل ہو رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ وقت کے ہر چیلنج کے جواب میں مزید علمی جواہر پارے مرتب ہو رہے ہیں۔

سیاسی خدمات جب کبھی انگریزی استعمار سے ہندوستان کی آزادی کی بات آئے گی تو علماء دیوبند کا تذکرہ سر فہرست ہوگا۔ اکابرین دیوبند میں "تحریک سید احمد شہید" "۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں" "تھانہ بھون کی اسلامی حکومت" "شاملی کا جہاد" "تحریک شیخ الہند" "ریشمی رومال کی تحریک" ایسی حقیقتوں کے چند عنوان ہیں جن سے متعصب سے متعصب مؤرخ بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

یہاں اس مختصر مقالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں تاہم "تھانہ بھون کی اسلامی حکومت اور شاملی کے جہاد" کا مختصر تذکرہ نہایت ضروری ہے کیونکہ غالباً یہی وہ بڑا محرک ہے جس کے پیش نظر انگریزی استعمار کے لیئے بعض عناصر کی سعی نامشکور سے وہ بدنام زمانہ تحریر یں "حسام الحرمین" کے عنوان سے

معرض وجود میں آئیں جن کا جائزہ آئندہ سطور میں پیش کیا گیا ہے۔

تھانہ بھون کی اسلامی حکومت اور جہاد شاملی

تحریک سید احمد شہید[1] سے وابستہ جماعت مجاہدین آزادی کی کارروائیوں نے سرحدی علاقوں میں انگریزی افواج کے لئے مشکل ترین حالات پیدا کر رکھے تھے۔ سنہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اگرچہ غیر منظم اور وقت مقررہ سے پہلے شروع ہو جانے کی وجہ سے دور رس نتائج کی حامل نہ تھی[2] تاہم اندرون ہند مجاہدین آزادی نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

شاہ اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی خاص ہدایت پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ حجاز سے واپس ہندوستان تشریف لاتے ہیں۔ تھانہ بھون علماء مجاہدین کا ہیڈ کوارٹر بن جاتا ہے۔ ہندوستان کے سیاسی حالات کا شریعت اسلامی کی رو سے مکمل جائزہ لیا گیا۔ زبردست بحث و تمحیص کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح کی سرکردگی میں تھانہ بھون میں اسلامی حکومت قائم کر دی گئی اور جہاد کی تیاری شروع ہو گئی جس میں مندرجہ ذیل مرکزی عہدیدار تجویز ہوئے۔

---

[1] انگریز اور ان کے حاشیہ بردار مؤرخین مجاہدین آزادی کو بنگلہ "وہابی جہادیوں" کے لقب سے پکارتے ہیں جو کہ ایک سامراجی ہتھکنڈہ تھا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولانا محمد میاں کی مشہور کتاب علمائے ہند کا شاندار ماضی جلد چہارم ص ۱۴۔

[2] ہندوستان کی تحریک آزادی میں علماء کا کردار کیا رہا ہے اس کی تحقیق و توضیح کے لئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔ ● مولانا غلام رسول مہر، سیرت سید احمد شہید، جماعت مجاہدین، سرگزشت مجاہدین ● مولانا مناظر احسن گیلانی، سوانح قاسمی۔ ● مولانا محمد میاں، علمائے ہند کا شاندار ماضی، علمائے حق کے کارنامے ● [illegible] مولانا محمد میاں، تحریک شیخ الہند، شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک ● مولانا حسین احمد مدنی، نقش حیات۔ ● ڈاکٹر ہنٹر، ہمارے ہندوستانی مسلمان ● سر سید، اسباب بغاوت ہند۔

امیر :- حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

سپہ سالار افواج :- مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔

قاضی القضاۃ :- مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

دائیں بائیں بازو کے افسر :- مولانا محمد منیر نانوتوی اور مولانا حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہما۔[۱]

ان افسروں کی سرکردگی میں مجاہدین کی فوج ترتیب دی گئی۔ شاملی جو کہ انگریزی فوجوں کی چھاؤنی تھا اس پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا گیا۔ مجاہدین کی یہ فوج دہلی پر قبضہ کے لئے روانگی کی تیاری میں مصروف تھی کہ تقدیر کا فیصلہ سامنے آیا۔ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ شکست خوردہ انگریزی افواج فتحیاب ہونے لگیں، مجاہدین آزادی کو پے درپے شکستوں کا سامنا ہونے لگا۔

انگریزی افواج تھانہ بھون پر حملہ آور ہوئیں مگر شکست کھائی دوبارہ کرنل ڈنلاپ کی سرکردگی میں انگریزی فوج نے حملہ کیا اور تھانہ بھون کو فتح کر لیا۔ قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ تھانہ بھون کے بعد شاملی پر چڑھائی کی اور اسے بھی فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا۔[۲]

یہ تحریک آزادی، جنگ ہار گئی مگر جوش جہاد دبایا نہ جا سکا۔ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور، جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کا قیام اسی روح جہاد کو زندہ و تابندہ رکھنے کی غرض سے معرض وجود میں آیا۔ حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہو گئے اور وہاں بیٹھ کر آزادی ہند کی تحریک کی قیادت فرماتے رہے۔[۳]

بظاہر ان مدارس نے سیاسیات سے علیحدگی کا اعلان کر دیا تھا مگر درحقیقت آزادی وطن کے لئے سیاست اور جد و جہد آزادی دین و مذہب کی ہمہ گیر تفسیر کے

---

[۱] علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۴ ص ۲۰۳ مطبوعہ دہلی، شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک صفحہ ۱۸۲ ۔

[۲] تذکرۃ الرشید کے حاشیہ ص ۱۲۶، علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۴ ص ۳۰۲

یہاں یہ سوال خارج از بحث ہے کہ انگریزی حکومت اور خاں صاحب اور
بریلی و بدایوں کے ان حلقوں کی نظر میں اگر کوئی قوت قابل گردن زدنی قرار دی جا
سکتی ہے تو وہ علمائے دیوبند ہی کا گروہ کیوں ہے ؟ کیا دنیا میں صرف وہی گروہ
ناقابل معافی اور کفر کی حدود کو عبور کرنے والا رہ جاتا ہے جو انگریزی امپیریلزم کی
بنیادوں کو متزلزل کر ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے ؟

گزشتہ سطور میں علمائے دیوبند اور ان کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات
پر نیز علمائے دیوبند اور انگریزی استعمار کے خلاف ان کی جدوجہد آزادی کا جو
مختصر تذکرہ پیش کیا ہے اس کی روشنی میں ان حضرات کے خلاف فتویٰ بازی کا جو
بازار گرم کیا گیا تھا اس کا سمجھنا قدرے آسان ہو گیا آئندہ سطور میں احمد رضا خاں
صاحب کی اس سعی نا مشکور کو آسانی تفہیم کے لئے ہم دو ابواب میں تقسیم
کرتے ہیں۔

★ ۱۔ تصویر کا ایک رخ :- اس عنوان کے تحت ہم وہ تمام واقعات بیان
کریں گے جن میں خاں صاحب کی حجاز مقدس میں آمد، ان کے ساتھ پیش آنے
والے واقعات، علمائے دیوبند کے خلاف افترا پردازی، حسام الحرمین پر
تصدیقات کس طرح کروائی گئیں اور پھر ان تصدیقات کا حقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

★ ۲۔ تصویر کا دوسرا رخ :- اس عنوان کے تحت وہ واقعات و حالات آئیں
گے جب علمائے حرمین پر یہ حقیقت کھل گئی کہ احمد رضا خان کون تھے ؟ علمائے
دیوبند کا کیا مقام ہے ؟ اور عقائد اہل سنت والجماعت کیا ہیں ؟

تصویر کے یہ دو رخ نقاب اٹھنے سے پہلے اور بعد کے واقعات کی
ایسی سچی تصویر پیش کرتے ہیں جس کے بعد اعتراف حقیقت سے پہلو تہی
صرف کور باطن ہی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس انسان کو بھی شعور کا ذرہ برابر
عنایت فرمایا ہے وہ حق و باطل میں بآسانی فرق معلوم کر لیگا۔ وباللہ التوفیق۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر کا ایک رخ

برصغیر ہند میں انگریز اور ان کے حواریوں نے پیہم تجربات سے اس حقیقت کو جان لیا کہ اکابر علمائے دیوبند حقانی جیون کے خلاف ان کی پروپیگنڈہ مشینری کے تمام اوچھے ہتھکنڈے بیکار ثابت ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے جذبہ حریت اور شوق جہاد کو کسی طرح بھی کم نہیں کیا جا سکا نیز حرمین شریفین اور وہاں کے علماء کی قدر و منزلت عالم اسلام اور خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں موجزن ہے۔

ان حالات میں نہ جانے کون سے عظیم مقصد کے لئے انگریزی اقتدار کے سائے میں محروس ہندوستان کو دارالاسلام[۱] قرار دینے والے گروہ کے ایک اہم رکن مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حجاز مقدس کے لئے رخت سفر باندھا اور علمائے دیوبند اور تحریک آزادی کے مجاہدین کو کافر و مرتد ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا[۲] اور علمائے حرمین شریفین سے ایسے

[۱] اسی زمانہ میں انگریزی اقتدار کے مضبوط ترین حریف مسلم حکمران ترکوں کے خلاف ایسا ہی فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش کی گئی (حیات شیخ الہند کے مصنف کے الفاظ میں)۔

[۲] ہندوستان میں شریف مکہ جو ترکی خلافت کی طرف سے گورنر حجاز کے عہدہ پر تھے۔ ان کی بغاوت کی خبریں پہونچیں تو ان کی طرف سے عام بد ظنی پھیل رہی تھی اور اخبارات میں اس پر بڑی بحث ہو رہی تھی، علمائے حقانی کے فتوے شریف صاحب کے فعل کو قابل ملامت قرار دیتے تھے اور بعض لوگ گورنمنٹ برطانیہ کی ناراضی کے اندیشہ سے خاموشی حق پوشی یا مصلحت اندیشی کو ترجیح دے رہے تھے۔ بہر حال خود اس شورش

کو بعض ناخوشگوار حالات سے دوچار ہونا پڑا اور پھر علمائے حرمین سے جس طرح تصدیقات حاصل کی گئیں ـــ اس کی کہانی میں ہر معقولیت پسند ذہن کے لئے عبرت کے سامان موجود ہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے، اسلئے ان واقعات کے چشم دید گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

احمد رضا خاں صاحب کی حجاز مقدس میں آمد اور گرفتاری

سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق سنہ ۱۹۰۵ء کا زمانہ حج تھا، ہندوستان کے دیگر حجاج کے ساتھ مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی حج بیت اللہ شریف کی غرض سے سرزمین حجاز پہونچے، رضا خاں صاحب مکہ مکرمہ پہونچے ہی تھے کہ کچھ ہی دنوں بعد جناب شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی رامپوری مرحوم (جو ان دنوں مکہ شریف کے مشیروں میں شمار ہوتے تھے) کے پاس ہندوستان سے ایک طویل محضر نامہ پہنچا، جس میں ہندوستان کے بیشمار بڑے لوگوں کے دستخطوں اور مہروں کے ساتھ یہ درج تھا کہ ...... بن ...... شہر ...... کا بسنے والا ہے جو آجکل حجاز میں ہے، یہ شخص اعلیٰ درجہ کا خواہش نفسانی اور بدعات میں مبتلا ہے تمام مسلمانوں، خصوصاً علمائے کرام اور بزرگان دین کو فاسق اور گمراہ کہتا پھرتا ہے اور لوگوں میں ان حضرات کے بارے میں نفرت پھیلاتا رہتا ہے، اب تک اس نے سینکڑوں علمائے کرام کی تکفیر اور سب و شتم میں رسالے لکھ ڈالے ہیں، غلط عقائد لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے، ہر گھر میں اس کی وجہ سے لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔[1]

اس محضر نامہ بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں چونکہ انگریزی حکومت اس شخص کی پشت پناہی کر رہی ہے جس کی وجہ سے اس کے خلاف عدالت سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں آسکتی، لیکن خطۂ عرب میں چونکہ مسلمانوں کی حکومت ہے

---
[1] مولانا حسین احمد مدنی، نقش حیات ص ۱۱۵ ج ۱، الشہاب الثاقب ص ۲۴۔

اور وہ مسلمانوں اور علمائے اسلام کے ایسے بدخواہ کو قرار واقعی سزا دے سکتی ہے۔

حضرت آفندی عبدالقادر شیبی کلید بردار خانہ کعبہ شریف نے یہ محضرنامہ دیکھا تو حضرت سے کہا آپ اس شخص کو علمائے کرام کا دشمن سرزمین عرب میں موجود ہوا اور سزا سے بچ نکلے۔ چنانچہ وہ بنات خود یہ محضرنامہ شریف صاحب مکہ کے پاس لے کر گئے۔ امیر شریف محضرنامہ کو دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ اور احمد رضا خاں صاحب کو قید کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت شیبیؒ بھی اس معاملہ میں بہت سخت تھے اور امیر شریف کے ہم خیال تھے۔ مگر شیخ محمد معصوم صاحب اور مولانا منور علی صاحب (یہ دونوں حضرات امیر شریف کے مشیروں میں شامل تھے) نے حضرت شیبیؒ کو سمجھایا کہ آپ اتنی سختی سے کام نہ لیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اس طرح تمام علمائے ہندوستان کی بدنامی ہوگی۔ دنیائے اسلام کے عوام تک یہ تو بات پہنچے گی نہیں کہ یہ شخص فاسد العقیدہ اور علماء کا دشمن تھا بلکہ مطلقاً یہ مشہور ہو جائے گا کہ ہندوستان کے ایک عالم کو قید کر دیا گیا۔ یہ چیز لوگوں کی نظروں میں حرم مکہ میں مقیم ہندوستانی باشندوں کی بھی تذلیل کا باعث ہوگی۔

چنانچہ ان دونوں حضرات نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اس شخص سے اس کے عقائد و خیالات کے بارے میں دریافت کر لیا جائے شاید اس نے اپنے پہلے عقائد و خیالات سے توبہ کر لی ہو۔ شیبیؒ صاحب نے اس تجویز کو مان لیا اور شریف صاحب پر بھی زور دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے متعلق سوالات اور احمد رضا خاں صاحب کے جواب

چنانچہ تجویز کے متعلق یہ سوال پیدا ہوا کہ اس تحقیق و تفتیش کا مدار کن کتابوں کو بنایا جائے؟ کیونکہ خاں صاحب کے عقائد و نظریات کے بارے میں کوئی ایسی کتاب مکہ مکرمہ میں دستیاب نہ تھی جس سے ان کے عقائد

[1] الشہاب الثاقب ص ۲۷، ۲۰ ملخصاً

معلوم ہو سکتے۔ البتہ کسی رامپوری نام کے ایک مولوی صاحب[1] کی ایک کتاب پر انکی تقریظ موجود تھی۔ اسی تقریظ کو بنیاد بنا کر مندرجہ ذیل تین سوالات مرتب کر کے خاں صاحب کو دیئے گئے۔ آپ نے یہ لکھا ہے کہ :-

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازل سے ابد تک کی جملہ چیزیں معلوم ہیں۔

۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کائنات کی ذرہ برابر چیز بھی پوشیدہ نہیں تھی۔

۳- آپ نے تقریظ کے آخر میں یہ الفاظ لکھے ہیں "وصلی اللہ علی من هو الاول والآخر والظاهر والباطن"۔

اور حکم دیا گیا کہ ان تینوں سوالوں کے جواب فوری لکھو، اور اپنا عقیدہ بیان کرو جب تک ان سوالوں کا جواب نہ دو گے تمہیں سفر کرنے کی اجازت نہیں ——— اب خاں صاحب کے لئے "پائے ماندن نہ جائے رفتن" کے مصداق گلو خلاصی کی کوئی صورت نہ رہ گئی۔ نہ اپنے عقائد و خیالات سے دستبرداری گوارا تھی کہ اس طرح ہندوستان واپس اپنے مریدوں کے پاس کس منہ سے جائیں گے۔ اور نہ عقائد و خیالات سے انکار ممکن تھا کیونکہ کتاب پر تقریظ کے ساتھ اپنے دستخط اور مہر بھی ثبت تھے۔ آخر خلاصی کی ایک صورت نکل آئی اور یوں کہ تقریظ میں مندرج الفاظ کی تعبیرات ہی کو بدل دیا۔ چنانچہ مندرجہ بالا سوالات کے جواب یوں تحریر فرمائے :-

● جواب سوال نمبر۱: "ازل سے میری مراد وہ نہیں جو دینی کتب اور علم کلام کی کتابوں میں درج ہے۔ بلکہ میری مراد ازل سے ابتداء دنیا اور ابد سے انتہائے دنیا ہے۔"

● جواب سوال نمبر۲: "میں نے مثقال ذرہ نہیں کہا ہے۔ میری عبارت میں ذرہ برابر کا لفظ ہے جس کے عربی معنی مثقال ذرہ کرنا درست نہیں

---

[1] غالباً مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری مصنف "انوار ساطعہ" مراد ہیں۔ مجیب

ھ۔ جواب سوال ۳ :۔ طباعت کی غلطی ہو گئی ہے میں نے تو یہ لکھا تھا کہ صلی اللہ علی من ھو مظہر الاول والآخر لفظ مظہر کتابت سے رہ گیا ہے۔ مذکورہ سوالات اور ان کے جواب سنتے ہی بے ساختہ یہ الفاظ زبان پر آجاتے ہیں گے

جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے!

بہر حال یہ جواب جب شریف صاحب کی مجلس میں پیش کئے گئے تو علماء کی پوری مجلس نے ان کو ایک ڈھونگ قرار دے کر محض بات بنانے سے تعبیر کیا۔ شریف صاحب کو ان جوابات پر شدید غصہ آیا اور حکم دیا کہ فوراً اس شخص کو خطۂ عرب سے نکال باہر کیا جائے[1]

ایام ابتلاء میں علماء دیوبند پر افترا | خاں صاحب کے خلاف ایک طرف تو سرزمین حرم میں یہ کارروائی ہو رہی تھی۔ دوسری طرف انھوں نے اپنے اصلی مقصد کو بھی فراموش نہیں کیا تھا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری مکہ مکرمہ میں ہی تھے۔ خاں صاحب نے اپنے وکیل مفوض[2] شیخ صالح کمال کے ذریعہ شریف صاحب کے پاس یہ پیغام پہونچایا کہ افسوس مجھ پر تو اس طرح سے دے رہی ہے حالانکہ میں خواص اہل سنت میں سے ہوں۔ مگر ایک شخص[3] یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا (معاذ اللہ) اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا جاتا؟

مفتی صالح کمال نے جب یہ بات شریف صاحب کی مجلس میں پہنچائی تو وہاں شیخ شعیب صاحبؒ اور شیخ احمد فقیہؒ اور دیگر بہت سے علماء و ارکین مجلس موجود تھے۔ سب نے سنتے ہی فوراً جواب دیا کہ یہ محض بہتان و افتراء ہے

[1] مولانا حسین احمد مدنی، الشہاب الثاقب ص ۲۴ تا ۳۰ ملخصاً

[2] تحقیق طلب

[3] مراد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ہیں جو ان دنوں مکہ مکرمہ میں تھے۔ ۱۲

کوئی مسلمان کہلانے والا شخص ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ خان صاحب کی وکالت کرنے پر کمال صاحب بھی بہت شرمندہ ہوئے۔ [1]

مولانا خلیل احمد صاحب کا اظہار حق

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کو جب افترا پردازی کے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو چند احباب کے ہمراہ شیخ شعیبؒ اور مفتی صالح کمال صاحب کے پاس تشریف لے گئے، دوران ملاقات آپ نے ان سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے شریف صاحب کی مجلس میں کسی شخص کے بارے میں یہ شکایت پہنچائی گئی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں بہت ہی غلط عقیدہ رکھتا ہے۔

ان دونوں حضرات نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا وہ شخص میں ہی ہوں جو کچھ میرے بارے میں شریف صاحب کی مجلس میں بیان کیا گیا وہ محض افترا اور بہتان ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ جواز خلف وعد و وعید کے امتناع بالغیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب کلی" کے انکار کا میں قائل ہوں اور اس کا برملا اظہار کرتا ہوں۔

ان دونوں حضرات سے آپ کی ان دونوں مسائل پر تفصیلی گفتگو ہوئی دونوں نے مولانا سہارنپوری کی مکمل تائید کی انہی کے مختار عقیدہ کو اہل سنت الجماعت کا عقیدہ قرار دیا اور بہت سی آیات قرآن اور احادیث جواز خلف وعد و وعید بالغیر اور انکار علم غیب کلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عقیدہ اہل سنت والجماعت کی تائید میں پیش کیں۔

طویل گفتگو کے بعد مجلس برخواست ہوئی، مولانا رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے لئے عازم سفر ہوئے خانصاحب پر ابھی تک سفر کی پابندیاں بدستور عائد تھیں [2]

رسالہ حسام الحرمین کی تائید

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ مدینہ منورہ

[1] مولانا حسین احمد مدنیؒ، الشہاب الثاقب ص ۳۱۔

[2] مولانا حسین احمد مدنیؒ، الشہاب الثاقب ص ۳۱، ۳۴۲ ملخصاً

تشریف لا چکے تھے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب پر سفر کی پابندی بدستور عائد تھی۔ چنانچہ قیام مکہ مکرمہ میں انھوں نے تحریک اور چال چلی وہ یوں کہ اکابر علمائے دیوبند کی بعض کتابوں کی تحریروں میں قطع و برید کر کے اپنی طرف سے کچھ ایسی عبارتیں ترتیب دیں جن سے کفر و شرک واضح طور پر عیاں ہوتا ہے۔ رسالہ کی ترتیب میں جن امور کو خاص طور پر خیال رکھا گیا ان کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے

۱۔ علمائے دیوبند کو وہابی ظاہر کیا گیا (حسام الحرمین ص ۱۱ - ۲۸)

۲۔ دوسری چال یہ چلی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے دعاوی مجددیت و نبوت اور توہین حضرت مسیح علیہ السلام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم جیسے امور کو ابتداء میں مفصل ذکر کیا گیا۔ جس سے ہر مسلمان کا طیش میں آجانا یقینی امر ہے۔ اس کے ساتھ ہی متصل اکابر دیوبند کا تذکرہ اس ابہام کو پختہ بنیاد فراہم کر دیتا ہے کہ یقیناً مؤخر الذکر حضرات اول الذکر ہی کے ساتھ کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور پھر مختلف طریقوں سے اس تعلق کا بار بار تذکرہ بات کو اور بھی پکا کر دیتا ہے [۱] (حسام الحرمین ص ۱۱، ۱۲)

۳۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ کھلی تہمت لگائی کہ آپ آنحضرت کی خاتمیت زمانی یعنی نبی آخر الزمان ہونے کے منکر ہیں۔ اس مقصد کے لئے موصوف کی مشہور آفاق کتاب "تحذیر الناس" کی تین الگ صفحات کی عبارتوں کو سیاق و سباق سے نکال کر ان میں تقدیم و تاخیر کر کے پہلے اپنی ایک مسلسل عبارت [۳] ترتیب دی پھر ان کے عربی ترجمہ میں انتہائی علمی بددیانتی کا مظاہرہ کر کے اس کو ایسے معنی پہنا دئیے جن کے کفریہ کلمات ہونے میں کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی

---

[۱] مولانا حسین احمد مدنی: نقش حیات ص ۱۰۶، ۱۰۷ طبع اول ملخصاً

[۲] نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۷ ملخصاً

[۳] یہ عبارتیں تحذیر الناس مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کراچی ۱۳۸۵ھ کے صفحہ ۴، ۱۴ اور ۲۸ سے لی گئی ہیں۔ ۱۴۰

ذرہ برابر شک نہیں ہو سکتا اور یہ سب خان صاحب کی طبع زاد و جدت طرازی کا کرشمہ تھا۔ (حسام الحرمین ص ۱۹ تا ۲۰)

۴۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک ایسا جعلی فتوی[نمبر۱] منسوب کیا گیا جس میں آپ کی طرف اس تحریر کی نسبت کی گئی :۔

(معاذ اللہ) اگر کوئی اللہ کی نسبت یہ کہتا اور اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ جھوٹ بولتا ہے تو اسکو کافر مت کہو۔ (حسام الحرمین ص۲۱، ۲۲)

۵۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی کتاب " البراہین القاطعہ " کی ایک عبارت کا سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اپنے الفاظ میں ایسا مختصر مطلب نکالا جو سراسر کفر کے معنی پر دلالت کر رہا ہے۔ وہ یوں کہ :۔

(مولوی) موصوف اپنی کتاب براہین قاطعہ میں (معاذ اللہ) شیطان کے علم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زائد کہتے ہیں۔ اور اسکو آپ سے اعلم قرار دیتے ہیں۔ (حسام الحرمین ص۲۲، ۲۳)

۶۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف " حفظ الایمان ص۸ " کی عبارت کو قطع و برید کے بعد اپنے یہ معنی پہنا دئے کہ :۔

(معاذ اللہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید و عمرو بلکہ چوپایوں کے برابر ہے۔ (حسام الحرمین ص۲۴، ۲۵)

اکابر علمائے دیوبند کی تحریروں کو اپنے من مانے معنی و الفاظ پہنا کر اور عبارتوں میں قطع و برید اور تقدیم و تاخیر کر کے ان کو حتی الامکان بھیانک بنا کر علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے " المعتمد المستند " کے خوبصورت نام کے ساتھ پیش کر دیا

حسام الحرمین اور علمائے مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ شرفہا اللہ کے باشندوں خصوصاً علمائے کرام سے عقیدت تقریباً ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے۔ اس لئے

نمبر۱ اس فتوی کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے المہند علی المفند ص ۳۳ مطبوعہ دیوبند، فیصلہ کن مناظرہ مؤلفہ مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ ص۲۱ مطبوعہ مکتبہ مدینہ گوجرانوالہ اور زیر نظر کتاب کے ص پر ملاحظہ ہو۔

ان کا ہر قول عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، مگر حقیقت اور عقیدت کی بنیادیں
یکساں نہیں ہوتیں۔ سرزمین حرم مکہ سے منسوب ہر فردِ بشر کے لئے یہ ضروری تو نہیں
کہ علم و تفقہ اور تقویٰ و دیانت کے ایک ہی معیار پر پورا اترتا ہو۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں بھی اسی حقیقت کا مظاہرہ سامنے آیا۔ احمد رضا خاں صاحب
بریلوی نے جب اپنا رسالہ حسام الحرمین اہلِ مکہ کے اصحابِ علم کے سامنے پیش
کیا تو اس پر مختلف طبقات علمائے کرام میں علیحدہ علیحدہ ردِ عمل ہوا۔

● ۔ متوسطین علماء میں سے جن حضرات نے اپنی آرا ظاہر کیں انھوں نے کسی
حد تک احتیاط سے کام لیا اور اپنی تقریظات میں ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے
کسی خاص فرد پر حکم صرف اسی صورت میں لگایا جا سکتا ہے جب کہ وہ حسام الحرمین
میں مذکورہ عبارات اس شخص کی ہوں اور اس کا یہ عقیدہ بھی ہو۔[1]

● ۔ اکابر علمائے مکہ مکرمہ نے اوّل تو اس رسالہ کی تحریروں کو قابلِ التفات ہی نہ
سمجھا۔ اور جن بعض حضرات نے مختلف وجوہ کی بنا پر اپنی تقریظات لکھیں ان سے کسی
کی اغراضِ فاسدہ کو ذرہ برابر فائدہ بھی نہ پہونچ سکتا تھا۔[2]

ذیل میں علمائے مکہ مکرمہ کی علمی اور معاشرتی حیثیت کے ساتھ احمد
رضا خاں صاحب کی خود ساختہ تحریروں کے بارے میں ان کے ردِ عمل کا مختصر
تذکرہ پیش کرتے ہیں تاکہ معاملہ فہمی میں صحیح راہ متعین ہو سکے۔

جن علماء نے حسام الحرمین کی تصدیق سے انکار کر دیا

۱ ۔ مولانا شیخ حسب اللہ مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے تھے
علامۂ وقت، صاحبِ فہم و ذکاء، متقی و پرہیزگار، علوم فقہ و کلام اور ادب کے
ماہر تھے۔ اپنے وقت میں شافعی فقہ اور تفسیر میں سرزمینِ حرم میں ان کا ثانی
نہ تھا۔ آخر عمر میں آنکھوں کی بینائی زائل ہو گئی تھی۔ علمائے حرمین کی اکثریت ان کے

---

[1] الشہاب الثاقب ص ۲۲۔

[2] الشہاب الثاقب ص ۲۳۔

شاگردوں پر مشتمل تھی۔ ان کے بارے میں یہ مقولہ علماء کی زبان پر عام استعمال کیا جاتا تھا کہ:۔

"مکہ معظمہ میں مذہب شافعی میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں"

اسّی سال سے زائد عمر پائی۔ آپ نے رسالہ حسام الحرمین پر تصدیق کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ [1]

۲۔ مولانا شیخ شعیب مالکی رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ شریف کے خطیب و امام تھے۔ حدیث کے اتنے بڑے حافظ کہ ہزاروں احادیث آپ کو اسناد و متن کے ساتھ یاد تھیں۔ حرم محترم میں آپ کا حلقۂ درس ہوتا۔ بے شمار لوگ آپ کے تلامذہ میں شامل تھے۔ بلند پایہ محدث اور مفسر قرآن تھے۔ فقہ و تحقیق میں گہری دسترس رکھتے تھے۔

آپ نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھنے سے محض اس لئے انکار کر دیا تھا کہ اس میں حقائق کے برخلاف نفسانیت اور افتراء پردازی و بہتان تراشی کا عنصر صاف اور نمایاں نظر آتا تھا۔ [2]

۳۔ مولانا شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ حرم کعبہ کے دوسرے خطیب اور امام تھے۔ ذہین و فطین اور ذی علم شخصیت رکھتے تھے۔ علوم قرآن و حدیث، فقہ و کلام اور فلسفہ و منطق میں امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ شریف مکہ امور مملکت میں آپ سے اکثر مشورہ لیا کرتا تھا۔

حسام الحرمین پر آپ نے بھی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ [3]

۴۔ مولانا شیخ عبد الجلیل آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔ نہایت معتبر و ثقہ شخصیت کے مالک تھے۔ حرمین شریفین کے مشہور و معروف اتقیاء علماء میں شمار ہوتے تھے۔ فقہ و حدیث اور علم کلام کے امام تھے۔ علم و ادب میں ان کا نظیر نہ تھا۔ مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ سن ۱۳۲۶ھ

---

[1]، [2]، [3] الشہاب الثاقب ص ۳۴ ،

کے اوائل میں وفات پائی۔

خاں صاحب حضرت موصوف کے پاس اپنا رسالہ لے کر تصدیق کے لئے گئے۔ آپ چونکہ تجربہ کار ذی عقل و شعور بڑی عمر کے شخص تھے۔ ترتیب رسالہ اور عبارات کو دیکھ کر فوراً پہچان گئے کہ یہ ایسے شخص کا مرتب کردہ ہے جو علمی دیانت کے اعتبار سے ناقابل اعتبار ہے۔ اس لئے اس کی تصدیق کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ [1]

۵۔ الشیخ احمد رشید کی حنفی تعلیم و عمل میں بلند مقام رکھتے تھے۔ کسی بھی علمی موضوع کے بارے میں تحقیق و تفتیش کے بغیر کوئی رائے قائم نہ کرتے تھے۔ جملہ علوم و فنون کے ماہر اور بدعات کے سخت مخالف تھے۔ احیاء سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ دل میں موجزن رہتی۔ [2]

حسام الحرمین پر تقریظ سے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ احمد رضا خاں صاحب کو ذاتی طور پر پہچانتے تھے۔

۶۔ شیخ محب الدین حنفی مہاجر مکی علوم ظاہری و علمی کا بحر ذخار تھے۔ تقویٰ و تحقیق میں اپنی مثال آپ تھے۔ خاں صاحب کی حقیقت سے پہلے سے واقف تھے اس لئے حسام الحرمین پر تصدیق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ علمائے دیوبند کے عقائد کی توضیح و تشریح میں نمایاں کام انجام دیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم تھے۔ [3]

۷۔ الشیخ محمد صدیق افغانی مہاجر مکی علوم قرآن و سنت اور فلسفہ و علم کلام میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ متقی و پرہیزگار اور نہایت صالح انسان تھے۔ بے شمار لوگ آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔ حسام الحرمین کی تصدیق کرنے والے حضرات میں شامل نہ ہوئے۔ البتہ علمائے دیوبند کی تائید و تصدیق میں پیش پیش رہے۔ [4]

---

[1] الشہاب الثاقب ص ۲۳۲ [2] المہند علی المفند [3] المہند علی المفند [4] [illegible]

ان حضرات کے علاوہ بہت سے جن حضرات نے حسام الحرمین کی تصدیق وتوثیق میں حصہ لیا عمو ماً غیر معروف تھے۔

رسالہ حسام الحرمین اور علمائے مدینہ منورہ | مدینہ منورہ شرفہا اللہ کی جو قدر ومنزلت مسلمانوں کے قلوب کی گہرائیوں میں جاگزیں رہی ہے وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں، ہر وہ شخص جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویدار ہے مدینہ منورہ کے باشندوں، حتیٰ کہ خاک مدینہ سے وہ والہانہ عقیدت رکھتا ہے جس کا اندازہ کسی دنیاوی معیار سے لگانا مشکل ہے۔ علمائے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو قدر ومنزلت مسلمانوں کے قلوب میں ہونی چاہئے اس کا تو کیا حساب ہوگا۔

قدرت خداوندی کا اقتضا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاملین علوم نبوی سے کسی بھی دور میں تشنہ کامی کا شاکی نہ دکھائی دے۔ چودھویں صدی کا نصف اول بھی اس لحاظ سے قابل صد افتخار حیثیت رکھتا ہے کہ مختلف مکاتب فکر رکھنے والے علوم نبوی کے ماہرین اور دیگر نایاب قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض سے بہرہ مند ہونے کی غرض سے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اطراف عالم سے جمع ہوگئے تھے۔

علمائے مکہ مکرمہ کی حقیقت حال سے عدم واقفیت کے سبب کسی حد تک مقصد براری کے بعد احمد رضا خاں صاحب «المعتمد المستند» کے نام سے اپنی مرتب کردہ تحریر لیکر مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔

یہاں پہنچکر جسطرح کام شروع کیا اس کا جائزہ لینے سے پیشتر علمائے مدینہ منورہ سے بھی مختصر تعارف حاصل کر لینا ضروری ہے تاکہ بیان بھی معاملہ فہمی میں کسی حد تک آسانی ہو جائے۔

جن علماء نے حسام الحرمین کی تصدیق سے انکار کر دیا | صف اول میں جن حضرات علماء کا شمار ہوتا تھا ان میں کے چند یہ ہیں :-

۱۔ حضرت مولانا شیخ یٰسین مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ فقہ و حدیث کے امام اور تصوف و طریقت کے مرشد کامل تھے۔ شیخ کے وقت باب الرحمت کے پاس آپ کا تصوف و طریقت اور فقہ شافعی کی تعلیم کا حلقہ قائم ہوتا تھا ہزاروں لوگ فیضیاب ہوتے تھے۔ باقاعدہ طلباء کی تعداد اسّی کے لگ بھگ تھی جو علوم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکے تھے۔ سنہ ۱۳۳ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔[1]

۲۔ مولانا شیخ عبداللہ النابلسی رحمۃ اللہ علیہ، فقہ حنبلی، حدیث، تفسیر اور علم کلام کے امام تھے۔ نہایت معمر اور بزرگ، ذی علم و تقویٰ شخصیت کے حامل تھے۔ علمائے مدینہ منورہ کے اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ظہر، عصر اور مغرب کے بعد مسجد نبوی میں تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے۔[2]

۳۔ مولانا شیخ عبدالحکیم بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ، اپنے وقت کے عالم جلیل اور علوم ظاہری و باطنی کے ماہر عالم تھے۔ عوام و خواص میں معزز اور صاحب الرائے شخصیت کے حامل تھے۔ اپنے دور کے ابو حنیفہؒ کہلائے جانے کے مستحق تھے۔ معمر اور صالح ترین انسان تھے۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند و معتمد اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ مدرسہ اوزبکیہ کے مدرس اوّل ہونے کے ساتھ قبل الظہر و بعد الظہر اور بعد العصر حرم محترم میں فقہ و حدیث کا درس بھی دیتے تھے۔[3]

۴۔ الشیخ السید مستقر بخاری رحمۃ اللہ علیہ، فقہ حنفی کے محقق علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ زندگی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں گزری۔ آپ بدعات کے سخت مخالف تھے۔ اتباع و ذہین اور سخاوت میں بے مثال تھے۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ نہایت صالح اور متقی

---

[1] مولانا حسین احمد مدنیؒ، الشہاب الثاقب ص ۲۸ مطبوعہ دیوبند۔

[2] مولانا حسین احمد مدنیؒ، الشہاب الثاقب ص ۳۲ [3] الشہاب الثاقب ص ۳۴۔

انسان تھے۔ صبح سے شام تک مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا درس دیتے۔ ہزاروں طلباء ان کے واسطے سے علوم نبوی کی تشنگی دور کر چکے تھے۔ [1]

۵۔ مولانا شیخ سید محمد امین رضوان شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ علوم ظاہری و باطنی میں اپنے دور کے جلیل شمار ہوتے تھے۔ ذکاوت و ذہانت میں بے مثال نہایت متقی اور صالح انسان تھے۔ امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "دلائل الخیرات" کی اجازت دینے والے شخصوں میں اس وقت ان سے بڑا کوئی نہ تھا۔ صبح اور مغرب کے بعد حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ شافعی کا درس دیتے تھے۔ [2]

۶۔ مولانا شیخ آفندی اسعد ترکی رحمۃ اللہ علیہ۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطباء میں سے تھے۔ متقدمین کے نقش قدم پر چلتے۔ مدینہ منورہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ صاحب الرائے اور علوم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خزانہ تھے۔ ذہانت و فطانت کے اعتبار سے بے مثال تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد فقہ حنفی کا درس دیتے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخ الخطباء کے نائب ہونے کے علاوہ امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ [3]

۷۔ مولانا شیخ تاج ظاہری مالکی رحمۃ اللہ علیہ۔ علوم ظاہری و باطنی میں امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ زہد و ورع کے بلند مقام پر فائز تھے۔ فقہ و نحو میں آپ کی بات حجت مانی جاتی تھی۔ علوم حدیث و فقہ مالکی کے معروف و مستند عالم مانے جاتے تھے۔ آخری ایام میں بیمار ہونے کے سبب گھر پر ہی درس دیا کرتے تھے۔ [4]

۸۔ چیف جسٹس مدینہ منورہ۔ مرکزی گورنمنٹ ترکی کی طرف سے اس عہدہ پر جس شخصیت کو فائز کیا جاتا تھا اس کے لئے محقق عالم دین ہونا شرط لازمی تھی۔ ان ایام (رسالہ حسام الحرمین کی ترتیب و تالیف کے دنوں) میں جن صاحب کو اس عہدہ پر فائز کیا گیا تھا وہ بھی علوم حدیث و فقہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ عدالت

---

[1] [2] [3] [4] الشہاب الثاقب ص ۳۶

[5] [6] الشہاب الثاقب ص ۳۹ ۔

والضاف کے اعتبار سے اس عظیم عہدہ کے صحیح حقدار تھے۔ [1]

۹۔ شیخ اسماعیل آفندی ترکی رحمۃ اللہ علیہ: کبار محققین علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ عرصہ دراز سے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں علمی مشغلہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ [2]

یہاں کبار علمائے کرام کے اسمائے گرامی ہیں جو حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں علمی مشاغل میں مصروف تھے۔ اپنے وقت کے صف اول کے ائمہ دین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

صف دوم کے علمائے کرام میں یہ اسماء قابل ذکر ہیں: [3]

- مولانا سید عبداللہ اسعد حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ موسیٰ ازہری مالکی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ محمد سیدی رحمۃ اللہ علیہ۔
- مولانا مراد آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ ابوبکر آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- مفتی عمر آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- آفندی عمر شافعی کردی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ عیسیٰ آفندی بوسنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ احمد آفندی حنفی امام طابور رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ احمد کتبی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ ملا خال محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ملا عبدالرحمٰن بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ عبدالوہاب آفندی اسد نجاتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ احمد انشار کی مالکی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ ان حضرات کے اسمائے گرامی ہیں جن سے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ براہ راست متعارف تھے۔ اہل مدینہ بلکہ پورے حجاز مقدس میں ان حضرات کا جو علمی و عملی مقام تھا موصوف اس کے چشم دید گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور دیار حرم کے علمی حلقے اس گواہی کی آج بھی تصدیق کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا کبار علماء مدینہ منورہ میں سے کسی ایک نے بھی المعتمد المستند کے حسین نامی کے نیس پیرہ و افتراء پرداز کاذب کے اس مجموعہ کی تصدیق کی تہمت اپنے سر لینا گوارا نہ کیا۔

---

[1] الشہاب الثاقب ص ۳۰ [2] ایضاً ص ۳۱ [3] ایضاً ص ۳۱

جن علماء نے تصدیقات کر دیں۔ مگر پھر بھی کچھ تصدیقات بعض حلقوں سے
حاصل کر لی گئیں تھیں۔ ایک نظر ان علمائے کرام کی زندگی پر بھی ڈال لی جائے تاکہ
تصویر کا دوسرا رخ سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔

۱۔ شیخ مفتی سید احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ۔ حسام الحرمین پر تصدیقات کرنے
والے علمائے کرام میں ان کا مقام سب سے بلند ہے۔ بلند پایہ محدث، فقیہ اور
علوم عقلیہ و نقلیہ کے مسلم امام تھے۔ مدینہ منورہ کے مفتی رہ چکے تھے آپ
کے دستِ ... سے فیوض حاصل کرنے والے بہت بڑی تعداد میں مدینہ منورہ میں
موجود تھے۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خاص روابط رکھتے تھے
علمائے کرام کی صف میں شمار ہونے والے لوگوں سے بڑا حسن ظن رکھتے تھے۔
اسی حسن ظنی کی بناء پر حسام الحرمین کی تصدیق پر مجبور ہوئے [1]
(جس کی تفصیل آئندہ سطور میں آ رہی ہے)

۲۔ مفتی تاج الدین الیاس رحمۃ اللہ۔ فقہ حنفی کے بہت بڑے عالم
تھے حسام الحرمین پر تقریظات لکھنے والے علمائے مدینہ منورہ میں ان کا اسم
گرامی سرِ فہرست شمار کیا گیا ہے (اس تقریظ کی حقیقت آئندہ صفحات میں
ملاحظہ کیجئے) [2]

۳۔ مولانا سید احمد الجزائری حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مالکیہ کے شیخ اور
معزز شخصیت تھے [3]

۴۔ خلیل بن ابراہیم خربوتی استاذ حرم نبوی [4]   ۵۔ سید محمد سعید شیخ الدلائل [5]
۶۔ مولانا محمد بن احمد عمری [6]   ۷۔ سید عباس بن سید جلیل محمد رضوان [7]

۱۔ احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین ص... مطبوعہ بریلی شریف۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری: المہند علی المفند
ص... مطبوعہ دیوبند۔ مولانا حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب ص... ۳۶ مطبوعہ دیوبند۔ ۲۔ حسام الحرمین ص...
مطبوعہ لاہور۔ الشہاب الثاقب ص... مطبوعہ دیوبند۔ ۳۔ حسام الحرمین ص... المہند ص... الشہاب ص... ۴۔
حسام الحرمین ص... المہند ص... ۵۔ حسام الحرمین ص... الشہاب ص... ۶۔ حسام الحرمین ص... المہند ص...
الشہاب ص... ۷۔ المہند ص... حسام الحرمین ص... الشہاب ص...

۸۔ سید عمر بن حمدان محرسی مدنی[۹۰]   ۹۔ شیخ محمد بن محمد سنوسی مدنی[۹۱]

۱۰۔ شیخ عبدالقادر توفیق الشلبی الطرابلسی فقہ حنفی کے امام تھے۔[۹۲]

۱۱۔ مولانا محمد العزیز وزیر مالکی۔ بلند پایہ علما میں شمار ہوتے تھے۔[۹۳]

حرمین شریفین کے علمائے کرام کی ان مختصر سوانح سے جو کچھ واقفیت ہو گئی تو اب رسالہ المعتمد المستند یعنی حسام الحرمین کی ترتیب و تصویب میں جو طریقہ اختیار کیا گیا اس کا جائزہ کسی حد تک آسان ہو گیا۔

حسام الحرمین پر تقریظ و تصدیق کی کہانی اور اس کا تحقیقی جائزہ

کسی بھی دینی و علمی کام کو جس کی بنیاد اخلاص و للہیت پر رکھی گئی ہو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خفیہ طریقوں اور چور دروازوں سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ ایسے ذرائع عموماً دو وجوہ سے ہی اختیار کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ کسی نفسانی خواہش یا غلط مقاصد کی تکمیل مقصود ہوتی ہے۔

۲۔ اعداء یا دشمنانِ دین کا غلبہ و تسلط ہو جانے سے علی الاعلان کسی دینی و علمی کام کا کرنا دشوار ہو جائے۔

حسام الحرمین پر تصدیقات کے حصول میں ظاہر ہے دوسرا سبب تو موجود نہیں تھا کیونکہ حجاز مقدس پر مسلمانوں ہی کی حکمرانی تھی۔ مکہ مکرمہ میں شریف صاحب کی حکومت تھی تو مدینہ منورہ ترکی خلافت کی عملداری میں شامل تھا۔ اس صورت میں تصدیقات و تقریظات کے حصول میں انتہائی رازداری کا طریقہ

---

[۹۰] حسام الحرمین ۲۱ الشہاب ثاقب ۹۶ الشہاب صفحہ ۱۰۱ [۹۱] حسام الحرمین ۲۰ الشہاب ۹۶

[۹۲] حسام الحرمین صفحہ ۱۹ الشہاب ۹۵ الشہاب صفحہ ۱۰۲ [۹۳] حسام الحرمین ۲۳ الشہاب ۹۵

اختیار کرنا جن مقاصد کی غمازی کرتا ہے وہ نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتے ۔

دشمن دین انگریزی استعمار سے ہندوستان کی تحریک آزادی کے ہراول دستہ اور اکابر علمائے دیوبند کے خلاف علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات حاصل کرنے کے لئے جو خفیہ اور رازدارانہ طریقہ اختیار کیا گیا آسانی فہم کے لئے اس کو دو مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

پہلا مرحلہ | اکابر دیوبند کی کتابوں سے بعض عبارتوں میں قطع و برید کر کے من مانے معانی اپنے الفاظ میں اس طرح مرتب کئے جن کو سنتے ہی ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر حرارت ایمانی موجود ہو برہم ہو جائے ۔

مثال کے طور پر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر ختم نبوت زمانی کے انکار کا الزام عائد کرنے کی کوشش کی تو چونکہ ان کی کتابوں سے تو براہ راست یہ معانی نکل نہ سکتے تھے ، اس لئے آپ کی شہرۂ آفاق تالیف "تحذیر الناس" کی عبارتوں کو مختلف مقامات سے ان کے صحیح سیاق و سباق سے نکال کر اپنی طرف سے ایک عبارت اس طرح بنائی :-

> "بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہے مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ" عہ ۱؎

۱؎ حسام الحرمین ص ۲۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

عہ عبارت میں تین صفحات کے مختلف جملوں میں قطع و برید اور تقدیم و تاخیر کر کے یہ عبارت بنائی گئی ہے اس کی تفصیل یہ ہے :

۱۔ پہلا جملہ "بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ ..... بدستور باقی رہتا ہے" تحذیر الناس مطبوعہ کتب خانہ قاسم العلوم کراچی ص ۲۷

۲۔ دوسرا جملہ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم ..... کچھ فرق نہ آئے گا" تک .... ص ۳۴

۳۔ تیسرا جملہ "عوام کے خیال ..... الخ" تک .... ص ۳

عہ حجۃ الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ازالہ ... کو علمی یادداشت کے نمونہ سے تعبیر کیا ہے ۔ ۱۲

تین مختلف صفحات کی عبارتوں میں تقدیم و تاخیر کر کے اپنی مسلسل عبارت اس طرح بنا ڈالی گویا مولانا نانوتوی نے بھی اس ترتیب سے مسئلہ لکھا ہے قطع و برید اور عبارتوں کی تقدیم و تاخیر پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی اس خود ساختہ مسلسل عبارت کو علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کرنے کے لئے عربی الفاظ کا جامہ پہنایا تو علمی دیانت "کا ایک اور دردناک باب" دستیاب ہوا لکھتے ہیں :-

ولو فرض فی زمنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذلک بخاتمیته وانما یتخیل العوام انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم الی آخره[1]

حسام الحرمین کی دونوں عبارتوں خصوصاً عربی عبارت پر خط کشیدہ الفاظ کا اردو عبارت کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھئے تو یہ کن اردو الفاظ کا عربی ترجمہ قرار پائیں گے ، "اور کوئی نبی" کے الفاظ کو " نبی جدید " کا اور "مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات فضیلت نہیں الخ " کو مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم الی آخره کا لباس پہنانا علمی دیانت کا کونسا نمونہ ہے ؟ ہر وہ شخص جسے عربی زبان کے ساتھ کچھ بھی لگاؤ ہو گا اس کا اندازہ بآسانی کر سکتا ہے ۔

اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حفظ الایمان" کی عبارت کے ساتھ یہی معاملہ اختیار کیا گیا صحیح سیاق و سباق سے عبارت کو یوں نکالا ہے کہ اول اور درمیان سے مفہوم کو واضح کرنے والی عبارت کو نکال دیا اور عبارت یوں بنا ڈالی :-

---

[1] حسام الحرمین صفحہ ۱۶ ۔

عہ
آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے الی قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ [1]

اب اس کتنی سیدھی سچی عبارت کو عربی الفاظ کا جامہ پہنا یا تو یہی سیدھی سچی عبارت کس شکل کی ہو گئی ملاحظہ فرمایئے :-

بان صح الحکم علی ذات النبی المقدسۃ بعلم المغیبات کما یقول بہ زید فالمسؤل عنہ أنہ ماذا اراد بہذا البعض۔ الغیوب ام کلہا فان اراد البعض فای خصوصیۃ فیہ لحضرۃ الرسالۃ فان مثل ہذا العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو بل لکل صبی ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبہائم وان اراد الکل بحیث لا یشذ منہ فرد فبطلانہ ثابت نقلاً وعقلاً اھ [2]

---

[1] احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین ص۲۸ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء

[2] ایضاً ص ۲۰

عہ اس مذکورہ عبارت سے پہلے حضرت تھانویؒ نے علم غیب کی شرعی حیثیت کی جو تفصیل بیان کی ہے اور اس عبارت کو بطور نتیجہ بحث ذکر کیا ہے اگر یہ تمام عبارت ہی نقل کی جاتی یا صرف شروع کے تین الفاظ چھوڑ کر ہی نقل کر دیئے جاتے تو مغالطہ انگیزی کا سارا کھیل ہی بگڑ جاتا۔ پھر مزید یہ کہ "الی قولہ" ذکر کر کے وہ پوری عبارت ہی حذف کر ڈالی جس کی موجودگی میں کسی من مانے معنی پہنانے کی جرأت نہیں کی جا سکتی۔ ملاحظہ ہو حفظ الایمان ص۸ مطبوعہ دہلی ۱۲ مجیب۔

یہاں بھی تحذیر الناس کی عبارت کی طرح حفظ الایمان کی عبارت کو اس طرح مسلسل بنا کے رکھ دیا گویا حقیقۃً بھی مسلسل ہی ہے۔ درمیان میں ایک بھی لفظ منقطع نہیں ہوا۔ دوسرے جن اردو الفاظ کے ترجمہ میں عربی عبارت کے خط کشیدہ الفاظ استعمال کئے ہیں ان کی صحت اہل علم پر واضح ہے۔

ہم نے مجمل اشارات کے ساتھ بغیر کسی تبصرہ کے یہ دو تحریریں بطور نمونہ پیش خدمت کر دی ہیں۔ انہی سے بآسانی اس تجزیہ کی صحت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اکابر علماء دیوبند کے خلاف جناب احمد رضا خاں صاحب کی یہ مساعی علمی دیانت کے کس معیار کی غمازی کر رہی ہیں، کیا انصاف پسند طبیعت اس کاوش کو واقعی اخلاص و للّٰہیت کا نتیجہ قرار دے سکتی ہے؟

دوسرا مرحلہ | دوسرا مرحلہ علماء دیوبند کی طرف ان خود ساختہ تحریرات کو منسوب کر کے ان کے خلاف علماء حرمین شریفین کی تصدیقات حاصل کرنے کا تھا۔ اس مرحلہ میں جو طریقہ اختیار کیا گیا، مولانا حسین احمد مدنیؒ کی شہادت اس معاملہ میں سب سے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ فرماتے ہیں:-

"... مولوی احمد رضا خاں صاحب مدینہ منورہ پہنچے۔ وہ مکہ معظمہ میں بعد از حج اپنے ایک رسالہ حسام الحرمین پر دستخط کرانے کے لئے ٹھہر گئے تھے۔ ان کی آمد پر یہ زعمی جماعت[1] ان کے اردگرد جمع ہو گئی اور ہماری بڑھتی ہوئی وجاہت اور رفعت سے جو خطرات انہوں نے اپنے معتقدات اور خیالات کے متعلق اور اپنی پوزیشنوں کے بارے میں تصور کئے تھے پیش کیا۔ نیز یہ کہا کہ رسالہ حسام الحرمین کے خلاف اگر حسین احمد نے کوشش کی تو کامیابی نہ ہو سکے گی اور یہی عظیم الشان مقصد مولوی احمد رضا خاں صاحب کا تھا۔ یعنی یہ کہ اس رسالہ کی تصدیق علماء مدینہ

---

[1] احمد رضا خاں صاحب جیسے ہم خیالات رکھنے والے لوگ مراد ہیں یہ لوگ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے ہجرت کر کے یا کاروباری مقاصد کے تحت مدینہ منورہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ۱۲

منورہ کر دیں۔ اسلئے مشورہ ہوا کہ بڑے بڑے حکام سیاسی اور مذہبی
سے ملاقات اور تعارف کرایا جائے۔ اور انکی خدمات میں تحفہ جات
پیش کئے جائیں۔ وظائف مہیا کئے جائیں۔ متعدد رسائل مولوی صاحب
موصوف کے پیش کر کے انکی علمیت سے مرعوب کیا جائے اور
کوشش کی جائے کہ اس فیض آبادی[1] خاندان کو شہر بدر اور جلاوطن
کر دیا جائے۔ ایسا پہلے بہت مرتبہ ہو چکا تھا کہ کسی آفاقی[2] عالم کا شہرہ
علمی ہوا اور اس سے علماء بیاہ اہل مدینہ کو نفسانی یا واقعی خلافت پیش
آیا تو اس کو بذریعہ حکومت جلاوطن کرا دیا۔ چنانچہ علامہ شیخ محمود شنقیطی
اور سید برزنجی وغیرہ سے ایسا معاملہ پیش آیا تھا کہ نفسانی اغراض مذہبی رنگ
میں ظاہر ہوئی تھیں جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے۔ [3]

---

[1] مولانا حسین احمد مدنی اور ان کا خاندان مراد ہے۔ آپ
کا خاندان سادات ٹانڈہ ضلع فیض آباد سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کے والد ماجد نے ہندوستان
کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کو مسکن بنایا تھا۔ ۱۲

[2] وہ علماء کرام جو مدینہ منورہ میں کسی دوسرے ملک سے آکر قیام پذیر ہو گئے تھے۔ ۱۲

[3] اہل حق کے خلاف اہل باطل پرستوں کا یہ کوئی نیا اور انوکھا ہتھکنڈہ نہیں ہے بلکہ بقول اقبال
مرحوم ؎ ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز ۔۔۔ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی۔
سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات تو ایک طرف اسلام کی تاریخ کے چودہ سو سالہ دور کا ہی سرسری
جائزہ لیا جائے تو اس قدر تذکرے بیشمار نمونے جمع کئے جا سکتے ہیں سب سے اول یہ طریق کار
بانی اسلام ختم المرسلین فخر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اختیار کیا گیا۔
امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، شمس الائمہ سرخسیؒ
شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ وغیرہ ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین، حضرات کے واقعات تو ہر ایک کے معلومات
کی بات قرار پا چکے ہیں۔
حضرت مجدد کو دیکھئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اسی انداز کو

یہاں یہ امر قابل غور ہو جاتا ہے کہ جب ایک جماعت کے کفر و فسق میں کوئی شبہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے اکابرین کے کفریات روز روشن کی طرح واضح موجود ہیں۔ اور اسلامی دنیا میں علمائے حرمین شریفین کی دینی و علمی آراء مستند مانی جاتی ہیں۔ اور ان کی علمی حیثیت کسی شک و شبہ سے بالاتر قرار دی جاتی ہے تو پھر ایک خالص علمی و دینی معاملے کو انتہائی پُر اسرار اور ذاتی اثر و رسوخ کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کیا معنی رکھتی ہے؟ جب کہ علمائے حرمین شریفین علمائے دیوبند کے عقائد و نظریات سے تو کیا ان کی شخصیات سے بھی متعارف نہیں۔ پھر جن کے خلاف یہ کارروائی ہو رہی ہے وہ سیاسی اعتبار سے اپنے وقت کی سب سے مضبوط ترین قوت، سلطنت برطانیہ کے بھی معتوب ہیں۔

بات در حقیقت یہ ہے کہ صحیح معاملہ کو جب غلط رنگ دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو دل کا چور قدم قدم پھونک پھونک کر رکھنے پہ مجبور کر دیا کرتا ہے اور یہاں جو چور چھپا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ منورہ میں موجودگی کی صورت میں اگر اس انتہائی راز دارانہ طریق عمل کو اختیار نہ کیا جاتا تو آپ کو اس جد و جہد کا علم ہو جاتا۔ آپ کی علمی و دینی حیثیت سے علمائے مدینہ منورہ پوری طرح آگاہ تھے اور اس حقیقت سے یہ لوگ بھی پوری طرح آگاہ تھے۔

بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ حضرت مدنی کے عقائد و نظریات سے پوری طرح واقف لوگ ان برگزیدہ ہستیوں پر فسق و کفر کا جھگڑا اچھالنے کے کاروبار میں شریک گوارا کرتے جن کی جوتیاں سیدھی کرنے کے طفیل حسین احمد کو یہ مقام بلند حاصل ہوا کہ علمائے حرمین شریفین آپ کی مجلس درس میں بیٹھنا اپنے لئے باعث صد افتخار خیال کرتے تھے۔

اگر شعد ستر ہو حاشیہ پر ملے مولانا حسین احمد مدنی: نقش حیات، ج ۲ ص ۱۴۱ مطبوعہ دیوبند۔ الشہاب الثاقب ص ۲۲ مطبوعہ دیوبند۔

دجل و فریب کا یہ کاروبار آخر کب تک پس پردہ رہ سکتا تھا۔ بقول حضرت مدنیؒ آخر سرکار ہو۔

> دو بڑی مشکلوں سے رسالہ حسام الحرمین بعض ان شخصوں کے پاس سے جن کے پاس تصدیق کے لئے گیا ہوا تھا، دیکھنے کو مل گیا۔ جس پر ہم نے فوراً اس غلط بیانی اور افترا پردازی کا پول کھولنے کا تہیہ کر لیا۔[1]

غرضیکہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب خبر ہوئی تب تک کئی ایک حضرات سے حسام الحرمین کے مضامین پر تصدیق کروائی جا چکی تھی۔

شیخ احمد برزنجی کا رجوع

مولانا سید احمد برزنجی مفتی شافعیہ نے بھی خانصاحب کی علمی دیانت پر اعتماد کر کے دستخط کر دیئے تھے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے بھی جناب برزنجی صاحب سے ملاقات کی اور ان کو علمائے دیوبند کی حقیقت اور ان کے عقائد کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے کے بعد یہ بتایا کہ جن حضرات کے خلاف آپ نے تصدیقات کی ہیں وہ میرے اساتذہ و اکابر ہیں۔

اس سے قبل خانصاحب سے ان کی آخری ملاقات سید عبداللہ مدنی کے مکان پر ہو چکی تھی جس میں مسئلہ علم غیب پر گفتگو ہوئی تھی۔ مفتی صاحب نے اس ملاقات میں خان صاحب کے عقائد معلوم ہو جانے پر حسام الحرمین پر ثبت شدہ اپنی تصدیق سے دستخط اور مہر مٹا ڈالی۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ سے ملاقات میں مفتی برزنجیؒ نے یہ واقعہ خود یوں بیان کیا کہ :-

> اس واقعہ کے دوسرے روز خان صاحب نے اپنے فرزند حامد کو میرے پاس بھیجا اور اس نے آتے ہی میرے ہاتھ چومے اور دوبارہ تصدیق پر دستخط کر دینے کی اپیل کی۔ اس لئے یہ دلیل

---

[1] مولانا حسین احمد مدنیؒ، نقش حیات، ج ۱ ص ۱۰۱، مطبوعہ دیوبند ۱۹۵۳ء

پیش کی کہ ٹھیک ہے علم غیب کے مسئلہ میں تو آپ کا اور ہمارا اختلاف ہے مگر جن تحریروں کی بنا پر حسام الحرمین کی تصدیق آپ نے کی تھی ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر بڑی عجز و انکساری کا مظاہرہ کیا۔ میں نے اُسے بہت سخت سست کہا۔ مگر اس کی دلجوئی اور عجز و انکساری سے متاثر ہو کر دوبارہ دستخط کر دئیے مگر ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ میں نے ایسی شرط لگا دی ہے جس سے تمھارا کوئی غلط مقصد اس تصدیق سے پورا نہ ہو سکے گا۔ ۱؎

علمائے مدینہ منورہ کا ردِ عمل: شیخ عبد القادر شلبی طرابلسیؒ سے بعد نماز عشاء گفتگو ہوئی تو انھوں نے خاں صاحب کو خوب لتاڑا کہ کس ہوشیاری اور بددیانتی کے ساتھ ان سے حسام الحرمین پر دستخط لئے گئے ہیں۔

شیخ عبد اللہ نابلسی حنبلیؒ، شیخ عبد الحکیم بخاریؒ، سید ملا سنقر بخاریؒ، سید امین رضوان شافعیؒ، شیخ فاتح ظاہری مالکیؒ، شیخ اسماعیل آفندیؒ جیسے کبار علمائے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسام الحرمین کی تحریروں پر تصدیق کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ۲؎

اصل حقیقت کی وضاحت کے لئے حضرت مدنیؒ کی کوشش اور ان کے نتائج

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا کہ احمد رضا خاں صاحب اور ان کے رسالہ حسام الحرمین کی حقیقت کو آشکارا کر دیا بلکہ آپ نے سید اسحاق صاحب بردوانی کے ذریعہ اس رسالہ حسام الحرمین میں لکھے گئے علمائے دیوبند کی طرف منسوب عقائد سے متعلق تحریروں کی صحت پر مناظرہ کا پیغام بھیجا تو جواب یہ دیا گیا کہ تم ہمارے قرین نہیں ہو۔ اپنے اساتذہ کو لاؤ ہم کو مناظرہ سے فرار کا بہترین راستہ تھا کیونکہ ہندوستان سے اکابر علمائے دیوبند کا حجاز پہنچنا آسان نہ تھا۔ ۳؎

۱؎ مولانا مدنی: الشہاب الثاقب ص۲۷ ۲؎ ایضاً ص۲۲۳ ۳؎ ایضاً ص۲۷

مفتی احمد برزنجی صاحب سے آخری ملاقات اور علمائے کبار مدینہ منورہ
کی طرف سے حسام الحرمین پر تصدیق کرنے سے انکار شروع کر دیا اور جن لوگوں نے
غلطی سے تصدیق کر دی تھی انھوں نے بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو اب خاں صاحب
نے یہی غنیمت جانا کہ جو کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں تصدیقات حاصل ہو گئیں ہیں
اسی پر اکتفا کیا جائے۔ اور جلد واپس چلا جانا چاہیئے۔ اگر مدینہ منورہ میں مزید قیام
کیا تو حقیقت حال واضح ہو چکی ہے لہٰذا یہ لوگ کہیں اپنی اپنی تقریظات واپس ہی
نہ لینا شروع کر دیں، چنانچہ فوراً واپسی کا رخت سفر باندھا اور ہندوستان
واپس آپہنچ گئے تھے۔

حسام الحرمین کی تالیف اور اس پر تصدیقات کا یہ کام ایسی صورت حال میں
مکمل ہوا کہ علمائے حرمین علمائے دیوبند اور ان کے عقائد کے بارے میں صحیح
معلومات نہ رکھتے تھے، نہایت راز داری کے ساتھ اسے تکمیل تک پہنچایا گیا اور ابھی
کھلا نہ تھا اور خاں صاحب کے علمی اور سیاسی حدود اربعہ سے حرمین شریفین کے
علمی حلقے اب تک آشنا نہ تھے۔

حقیقت حال کھل جانے کے بعد ان علمی حلقوں میں جو رد عمل ہوا اس کا
تذکرہ کرنے سے پیشتر حسام الحرمین پر ثبت شدہ تصدیقات کا ایک نظر
جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ علمائے دیوبند کے صحیح عقائد
و نظریات سے ناواقفیت کے باوجود علمائے حرمین نے اصل فتوای پر
کس حد تک اعتماد کیا۔

علمائے حرمین کی تقریظات کا جائزہ

حسام الحرمین پر ثبت شدہ تقریظات و تصدیقات کو ان کے اپنے اصل الفاظ

۱؎ مولانا مدنی ج ؛ الشہاب الثاقب ص مطبوعہ دیوبند۔

میں اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو مندرجہ ذیل چار امور سامنے آتے ہیں :-

۱- تقریباً تمام علمائے حرمین شریفین نے جو کچھ بھی حکم لگایا ہے اس کی بنیاد حسام الحرمین (جس کا اصل نام المعتمد المستند تھا) میں درج شدہ وہ عبارتیں ہیں جنھیں خان صاحب نے قطع و برید اور تقدیم و تاخیر کی خراد پر چڑھا کر اپنی مسلسل عبارتیں بنا لیا ۔ پھر ان کو خود ساختہ عربی الفاظ کا جامہ پہنا کر اس قدر خوفناک بنا دیا تھا کہ اپنی موجودہ شکل میں واقعی طور پر وہ ایسے کلمات تھے جن کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لہ

۲- اپنی تصدیقات میں یہ حکم اس وقت کا ہے جب کہ ان حضرات کے (جن پر حکم لگایا گیا) صحیح عقائد و نظریات کے بارے میں صحیح معلومات علمائے حرمین شریفین کو حاصل نہیں ہوئی تھیں ۔

۳- بیشتر حضرات نے اپنی تقریظات میں ایسی شرائط و قیود لگا دی ہیں کہ اس کے بعد کسی گروہ کے دوسرے کے خلاف غلط اور ناپسندیدہ عزائم پورے نہیں ہو سکتے۔ لہ

لہ ملاحظہ ہو حسام الحرمین مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء صفحات ۱۹، ۲۸، ۳۵، ۳۶، ۴۱، ۴۵، ۴۹، ۵۵، ۵۶، ۶۱، ۶۵، ۶۶، ۷۳، ۷۵، ۷۹، ۸۱، ۸۳، ۸۸، ۹۱، ۹۵، ۹۶، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۶، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۴۳، ۱۴۳، ۱۴۶، ۱۵۵ ۔

قارئین حضرات کی توجہ اور سہولت کے لئے حسام الحرمین کے ان تمام صفحات کی تخریج کر دی گئی ہے جن میں وہ الفاظ درج ہیں جو ہمارے دعوے کی تائید کرتے ہیں تاکہ معاملہ فہمی میں آسانی ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ علمائے حرمین نے اپنے فرض منصبی میں کس حد تک احتیاط سے کام لیا کہ کسی گروہ کے کفر و اسلام کے بارے میں اتنی جلدی رائے کے اظہار سے پہلے اس گروہ کے صحیح اور حقیقی عقائد کے بارے میں اتنی معلومات حاصل کرنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی جو ایک وسیع النظر مفتی کے لئے انتہائی ضروری ہوتی ہیں۔ تاہم انھوں نے فتویٰ کے اس اصول کی کسی حد تک رعایت ضرور رکھی کہ تصدیقات کی بنیاد المعتمد المستند کی تحریر پر محمل کو قرار دیا۔ ۱۲ مجیب

۴۔ بعض حضرات نے غیر محتاط طریقے پر غیر مشروط تقریظ لکھ دی ہے مگر ان حضرات کی خود حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں کوئی خاص اہمیت نہیں تھی اگر ہوتی بھی تب بھی کسی ایک دو کا ہزاروں علماء کے خلاف فتویٰ کفر و اسلام کا معیار تو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کفر و اسلام کا اگر یہی معیار قرار دیدیا جائے تو انصاف کی نظر سے دیکھئے تو پوری تاریخ اسلام میں کون بڑا شخص مسلمان نظر آئے گا۔ اور پھر تاریخ اسلام کے کیا معنیٰ باقی رہ جائیں گے [1]

مندرجہ بالا امور کی روشنی میں اب ان الفاظ کو دیکھئے جو ان تقریظات میں استعمال کئے گئے ہیں۔ چنانچہ جس امر کی طرف ہم نے سب سے اول اشارہ کیا ہے وہ یہ الفاظ ہیں :۔

تقریظات و تصدیقات کا مدار المعتمد المستند کی عبارات ہیں

● فقد نظرت الی ما حررہ و نمقہ ۔۔۔۔ فی کتابہ الذی سماہ المعتمد المستند الخ صفحہ ۳

---

[1] امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، امام بخاریؒ، شمس الائمہ سرخسیؒ، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدثؒ، شاہ عبد العزیزؒ، شاہ عبد القادرؒ، شاہ اسحٰقؒ، شاہ رفیع الدینؒ، مرزا مظہر جان جاناںؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ اور اس پائے کے بے شمار حضرات کو کس صف میں شمار کیا جائے گا۔ تاریخ اسلام تو انہی حضرات کی جدوجہد اور قربانیوں کا دوسرا نام ہے۔ الغرض ان کو اگر اس صف سے نکال دیا جائے تو کیا عباسی، عثمانی اور مغلیہ دور کے بادشاہوں کی عیاشیوں کا نام تاریخ اسلام قرار پائے گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۱۲ منجیب

- … ولقد اجبت فاصبت وحققت فيما كتبت … والحال ما ذكرت الخ ص۴۱ . .
- … ما جاء به هذا النجم اللامع الخ ص۴۳ .
- فقد اطلعت على هذه الرسالة . الخ ص۴۳ ص۴۴ ص۵۳ ص۸۵ ص۱۰۱ ص۱۱۴ ص۱۲۶ .
- فنقول ان هؤلاء الفرق الواقعين في السؤال الخ ص۴۳
- وقد تفضل على الفاضل المذكور متعه الله له الاجور بروية هذا التاليف الجليل، والتصنيف النبيل الذى ذكر فيه الفرق الضالة الحديثة الخ ص۴۶
- والوقوف على رسالته الخ ص۴۷
- … اطلعني على مرقيات الخ ص۸۲ .
- فاني قد اطلعت على كلام الفاضلين الحادثين الخ ص۸۶
- فلا شك ان القوم المسئول عنهم الخ ص۸۸
- من وجد هؤلاء الاصناف الذين حكى عنهم حضرت الفاضل الخ ص۹۱ .
- العلم… حضرة المؤلف لكتابه الذى سماه المعتقد المنتقد الخ ص۹۴، ۹۵ .
- وكما صرح به صاحب هذه الرسالة المسطورة الخ ص۹۵
- ان قبض الشيخ إلى جماعة الامين رقبته اقل الطلقية بل لا شيء في الحقيقة الخ ص۹۸، ۹۹
- فقد طالعت هذه النبذة التي هي انموذج المعتقد المنتقد الخ ص۱۰۱
- فقد اطلعت على ما حرره العالم النحرير الخ ص۱۰۳، ص۱۲۳ و
  افتى به في حقهم في كتابه المعتمد المستند الخ ص۱۰۵ .

۔ ثم فقد اطلعت علی ما تضمنہ ھذا السؤال الخ ص۱۱۱ ۔

۔ حبیب حقیقۃ ... فی کتابہ المعتمد المستند الخ ص۱۱۳ ۔

۔ نقل اجاد فی ردہ فی کتابہ المعتمد المستند الخ ص۱۱۴ ۔

۔ اطلقت عنان نظری فی میادین براعۃ ھذہ الرسالۃ الخ ص۱۲۵

۔ فقد سرحت نظری فی رسالۃ الشیخ ... المسماۃ بالمعتمد المستند الخ ص۱۲۵ ۔

۔ فقد اطلعت علی ما سطرہ العلامۃ النحریر الخ ص۱۲۶

۔ انی وقفت ایضا العلامۃ النحریر ... علی خلاصۃ من کتابہ المسمی بالمعتمد المستند الخ ص۱۳۳ ۔

۔ فقد طالعت ما حررہ فی ھذہ الرسالۃ السنیۃ الخ ص۱۳۳ ۔

۔ فاذا ثبت وتحقق ما نسب ھؤلاء القوم الخ ص۸۵

علمائے حرمین کی تصدیقات میں جس چیز کو اصل مدار اور مبنی قرار دیا گیا ہم نے بالتفصیل ذکر کر دیا۔ اب ایک نظر وہ الفاظ بھی ملاحظہ کرتے جائیں جن میں اس مبنی و مدار پر حکم لگایا گیا ہے تاکہ یہ وضاحت بھی ہو جائے کہ علمائے حرمین نے کن الفاظ کے ساتھ حکم لگایا ہے۔

علمائے حرمین کی تصدیقات کا انداز

۔ شیخ احمد میرداد لکھتے ہیں:۔

فان من قال بھذہ الاقوال معتقدا لھا کما ھی مبسوطۃ فی ھذہ الرسالۃ لا شبھۃ انہ من الکفرۃ الضالین المضلین الخ (حسام ص۴۹)

۔ شیخ کمال صالح فرماتے ہیں:۔

وان ائمۃ الضلال الذین سبق ذکرھم کما ذکرت ومقالاتہم الخ ص۴۲

○ سید اسماعیل خلیل رقمطراز ہیں :-

فاقول ان ھؤلاء الفرق الواقعین فی السؤال الخ صفحہ ۲۳ ۔۔۔ الواقعین فی السؤال کے ضمن میں حسب حال رسالہ المعتمد المستند تفصیل لکھنے کے بعد کہتے ہیں
والحاصل انی وجدت بأرض الهند الفرق کلها وهذا بحسب الظاهر ۲۳

○ علامہ سید مرزوقی ابو حسین لکھتے ہیں :-

ولا شک ان ما هم علیه من الاعتقاد الخ صفحہ ۴۵ اور انہی کا یہ قول صفحہ ۴۵ پر ہے ۔ ۔ ۔ وطرح تلک الاعتقادات الباطلة (یعنی المعتمد المستند میں مذکور ہے)

○ شیخ عمر بن ابوبکر رقمطراز ہیں :-

اطلعنی ورقات بین فیها کلام من حدث فی الهند من ذوی الضلالات ۔ ۔ ۔ وجعلوا منهم من ذوی الضلال والکفر الجلی الخ صفحہ ۲۱۔

○ المعتمد المستند کی تعریف میں اسعد بن احمد دہان لکھتے ہیں :-

هذا الموهوب الثابت الذی یفتخر به العالمون ولمثل هذا فلیعمل العاملون [1] صفحہ ۴۶ ۔

○ شیخ عبدالرحمٰن دہان رقمطراز ہیں :-

فلا شک ان القوم المسئول عنهم اهل الحمیة الجاهلیة ۔ صفحہ ۴۹

○ شیخ مولانا محمد یوسف افغانی نے قرآن الفاظ کے ساتھ اپنے سر سے بوجھ اتار پھینکا۔ لکھتے ہیں :-

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اذ هی مسلمة عند اولی الالباب الخ صفحہ ۴۸

○ شیخ محمد ضیاءالدین مہاجر مکی اپنی رائے کے طور پر امام غزالیؒ کے الفاظ میں یہ قاعدہ کلیہ بیان کرتے ہیں :-

---

[1] سبحان اللہ :- خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ان من التنقص فی شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ص ۹۱

- شیخ محمد یوسف خیاط لکھتے ہیں :-

من وجد من ھؤلاء الاصناف الذین حکی عنھم حضرۃ الفاضل المؤلف احمد رضا خان شکر اللہ سعیہ ما فی ھذہ الرسالۃ الخ ص ۹۱

- محمد صالح بن محمد بافضل احمد رضا خان صاحب کی دیانت علمی پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

وبیّن فی رسالتہ ھذہ التی تصفحتہا مختصر کتابہ المذکور وبیّن لنا اسماء رؤساء الکفرۃ المبتدعۃ والضلال مع ما ھم علیہ من القبائح فی اکبر المصائب الخ ص ۹۵

- عبدالکریم ناجی خان صاحب ہی کی صراحت پر اعتماد ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں :-

وکما صرح بہ صاحب ھذہ الرسالۃ المسطرۃ الخ ص ۹۵ -

- عمر بن حمدان المحرسی نے یوں لکھا ہے :-

فھؤلاء ان ثبت عنھم ما ذکرہ ھذا الشیخ الخ ص ۱۲۵ -

- شیخ احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے کہ :-

وان من ادعی ذلک فقد کفر -

ثبوت کا یہ کمرہ و مدارہ میں یوں کر دیا بلکہ الفاظ کہنے والے کے گلے کا طوق بنا دیا۔

- محمد عزیز وزیر مالکی نے بھی مفتی احمد برزنجی کی مکمل تائید کی ہے۔

- علمائے مدینہ منورہ میں سے مفتی تاج الدین الیاس، عبدالسلام داغستانی، سید احمد الجزائری، خلیل بن ابراہیم الخربوطی، سید محمد سعید شیخ الدلائل، محمد بن احمد عمری، سید عباس بن محمد رضوان، محمد السوسی الخیاری اور سید محمد حبیب الغرداوی وغیرہ حضرات نے اپنی تصدیقات میں بلیغ ذمہ سے بوجھ کو ہلکا کرنے کی غرض سے اطلاعات دہندہ کی صحت و سقم کی تمام تر ذمہ داری المعتمد المستند

اور اس کے مصنف کے سر منڈھ دی کہ اگر یہ کتاب اور اس کا مصنف سچ کہہ رہے ہیں تو حکم یہ ہوگا جو ہم نے لگایا ہے اور اگر اس کتاب کا مصنف غلط بیانی اور افترا و بہتان تراشی سے کام لیتا ہے تو وہ دروغ بر گردن راوی کے مصداق وہی ذمہ دار ہے ہم لوگ نہیں۔

- شیخ توفیق شلبی نے تو سب سے آخر میں تصدیق کی اور سب سے زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ:

فاذا ثبت و تحقق ما نسب هو الى القوم .... الى ... مما هو مبين في السؤال فمن ذلك يحكم بكفرهم الخ ص ۱۵۱ -

تقاریظ کے ان مذکورہ الفاظ و عبارات کو ذرا غور سے ملاحظہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ علمائے حرمین شریفین نے جو کچھ بھی حکم لگایا وہ خان صاحب ہی کی موضوعہ تحریروں پر لگایا ہے۔ فی الواقع ایسے حضرات جن کی یہی تحریریں اور عقائد ہوں ان کا وجود دنیا میں موجود ہو یا نہ ہو۔ واللہ اعلم

تصویر کا دوسرا رخ

گذشتہ سطور میں جو حالات مذکور ہوئے ان سے تصویر کا دو رخ بتانا مقصود
تھا جب کہ علمائے حرمین شریفین نے المہند اسے تصدیق اور اس کے مصنف کی
دیانت پر اعتماد کر کے اس کی تصنیف شدہ کتاب پر اپنی آرا اور تصدیقات ثبت
کر دی تھیں۔ اس وقت تک علمائے دیوبند کی دینی علمی اور سیاسی خدمات کے
بارے میں ان حضرات کی معلومات مختصر ہی تھیں۔

مگر تقدیر کے معاملات پر کسے اختیار حاصل ہے؟ حالات ایسے انداز سے
بدلنے شروع ہوئے کہ ایک طرف تو مولانا حسین احمد مدنی کی طرف سے حقیقت
حال کی وضاحت نے حرمین کے علمی حلقوں کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔ ان حلقوں کو بڑی
ندامت کے ساتھ اس بات کا احساس ہوا کہ کس ہوشیاری اور چالبازی کے ساتھ
ان کو ہندوستان کے علمائے حق کی اس واحد متحد جماعت کے خلاف استعمال
کیا جا چکا ہے جو اپنی بے لوث جدوجہد کے طفیل سرزمین ہند ہی نہیں پوری دنیائے اسلام
کو انگریزی استعمار کے چنگل سے آزاد کرنے کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ دینی علوم و معارف
پر مغربی مفکرین اور عیسائی پادریوں کی علمی یلغار کا مردانہ وار دفاع کر رہی ہے۔

دوسری طرف مدینہ منورہ میں پتہ چلا کہ آخری ایام میں احمد رضا خاں صاحب
نے اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقیدہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف
روافض کے "عقیدہ امامت" اور ہندوؤں کے "عقیدہ تناسخ" کی بعض جزئیات
سے قریب تر ایک عقیدہ وضع کیا اور علمائے حرمین کو خوابیدہ تصور کر کے اس کی

اسی طرح تائید و تصدیق کرا لینا چاہی جس طرح علمائے دیوبند کے خلاف انکی عدم واقفیت اور معلومات نہ ہونے کے سبب "حسام الحرمین" کی خود ساختہ تحریروں پر من مانی کارروائی کروا چکے تھے۔

خاں صاحب کی اس کوشش نے ان کی اصلیت کا بھانڈا بیچ چوراہے کے پھوڑ ڈالا۔ علمائے حرمین اب پوچھنے لگے کہ العتمد المستند کا مصنف کس علمی و اعتقادی حدود اربعہ کا مالک ہے؟!

"حسام الحرمین" کا تیر تو نکل چکا تھا۔ اب کیا کیا جائے؟ اس سوال نے علمائے حرمین کو باہم مل بیٹھنے اور سوچنے پر مجبور کر دیا۔

اس باہم مل بیٹھنے اور سوچنے سے جو نتیجہ برآمد ہوا وہی اس تصویر کا دوسرا رخ ہے۔ علمائے حرمین شریفین نے نادانستگی میں حسام الحرمین کی جو تصدیق کر دی تھی اسکی تلافی کے لئے انھوں نے بیک وقت دو کام کئے۔

تلافی مافات کیلئے علمائے حرمین کا پہلا اقدام | پہلا کام یہ کیا کہ خاں صاحب کی علم غیب سے متعلق تصنیف کو بنیاد بنا کر حسام الحرمین کی تصدیق کرنے والے علمائے مدینہ منورہ کے سرخیل حضرت شیخ مفتی احمد برزنجی نے "غایۃ المامول" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں اہل سنت والجماعت، معتزلہ اور خوارج وغیرہ کے عقائد کا موازنہ کرکے خاں صاحب کے عقیدہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھرپور تنقید کی اور ان کے اہل سنت میں سے ہونے کے دعوے کا تار پود بکھیر ڈالا جس سے انکی ساری علمی و اعتقادی حیثیت کا کچا چٹھا کھل کر سامنے آگیا۔

مفتی برزنجی کی تالیف "غایۃ المامول" کی تمام علمائے حجاز نے مکمل تائید کی جس سے کم از کم ارض مقدس میں یہ فتنہ پنپ نہ سکا۔

دوسرا اقدام | دوسرا کام یہ کیا گیا کہ باتفاق رائے عقائد اہل سنت والجماعت کی توضیح و تشریح کے لئے چھبیس سوالات مرتب کئے اور علمائے دیوبند کے عقائد کی تحقیق و توضیح کی غرض سے ان کو دیوبند روانہ کر دیا۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کے نمائندے اور ترجمان کی حیثیت سے ان کے جوابات تحریر کئے۔ جن پر تمام اکابر علمائے دیوبند نے تصدیقی دستخط اور مہریں ثبت کر دیں۔ یہ جوابات جب حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں پہنچے تو ان حلقوں کے اکابرین نے انکی مکمل تائید کی۔ علمائے دیوبند کے عقائد کو عین عقائد اہل السنۃ والجماعۃ قرار دیا اور ان کے خلاف عقیدہ رکھنا اہل سنت والجماعت سے خروج کا مترادف قرار دیا۔ اس مجموعۂ جوابات پر اپنی تصدیقات و تقریظات تحریر فرمائیں۔

زیر بحث مسئلہ کے اس دوسرے رخ میں ہم علمائے حرمین شریفین کی تلافی مافات کی اپنی دو کاوشوں کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ علمائے حرمین شریفین کی روشنی اور تحقیقی رائے جو علمائے ہندوستان و پاکستان کے دونوں بڑے مکاتب فکر کی بابت عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کی روشنی میں اہل السنۃ والجماعۃ کے اندر جگہ و مقام متعین کرتی ہے، واضح ہو کر سامنے آجائے۔ آسانی تفہیم کی غرض سے اس پوری بحث کو ہم دو عنوانات کے تحت ذکر کرتے ہیں:-

علم غیب کے مسئلہ پر احمد رضا خان صاحب کے عقیدے کے رد میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدۂ علم غیب کی توضیح و تشریح کے لئے علمائے مدینہ منورہ نے "غایۃ المامول" کے عنوان سے جو کتاب لکھی تھی اسکی مناسبت سے ہم احمد رضا خان صاحب اور غایۃ المامول کے تحت انکی حیثیت علمائے حرمین کی نظر میں واضح کریں گے۔[1]

---

[1] ان مکاتب فکر میں سے ایک کے سرخیل جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی ہیں۔ یہ مکتبہ فکر ماضی میں رضاخانی فرقہ کے نام سے مشہور تھا مگر اب علمی حلقوں میں بریلوی مکتب فکر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس فرقہ کو اپنے اہل السنۃ والجماعۃ ہونے پر اصرار ہے۔ دوسرا مکتب فکر علمی حلقوں میں "دیوبندی" کے نام سے معروف ہے۔ اسکی قیادت مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری جیسے علم و فضل کے مخصوص حلقوں کے ہاتھ میں رہی ہے۔ ۱۲ [illegible] حاشیہ نمبر ۲ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

جن تصدیقات علمائے حرمین کے عنوان سے عقائد علمائے دیوبند پر علمائے
حرمین اور دیگر اسلامی ممالک کے علماء کی تصدیقات کا تذکرہ ہوگا۔

۱۔ احمد رضا خان صاحب اور غایۃ المامول

المعتمد المستند کے مصنف اور حسام الحرمین کے روح رواں جناب احمد رضا خان صاحب دیارِ حرم میں اپنا مشن پورا کر کے ہندوستان واپس ہوئے تو علمائے حرمین نے اپنی غلطی پر متنبہ ہونے کے بعد خان صاحب کی شان جن الفاظ میں بیان کی ان کو مختصراً ہم ان حضرات کے اسماء کی فہرست کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ مفتی الشافعیہ سید احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں جن کا تعارف خود خان صاحب نے حسام الحرمین میں اس طرح کرایا ہے:۔

"حائز العلوم النقلیۃ و فائز الفنون العقلیۃ الجامع بین شرف النسب والحسب ووارث العلم والمجد أباً عن أب المحقق الألمعی والمدقق اللوذعی مفتی الشافعیۃ بالمدینۃ المحمیۃ مولانا السید الشریف احمد البرزنجی عمت فیوضہ کل روی وذی"[1]

علمائے مدینہ منورہ پر جب خان صاحب کی علمی و اعتقادی حقیقت واضح ہو گئی تو انہی مفتی برزنجی صاحب نے جن الفاظ میں آپ اور آپ کے عقیدہ پر تبصرہ کیا وہ قابلِ ملاحظہ ہے۔ لکھتے ہیں :۔

"ورد الی المدینۃ المنورۃ رجلٌ من علماء الہند یدعی احمد رضا خان[2]۔ ثم اطلعنی احمد رضا خان المذکور علی رسالۃ لہ ؟ مثلہ

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ ؂ مکمل مسئلہ ملاحظہ ہو جہاں بحث مقصود نہیں صرف خان صاحب کا تعارف کرانا ہے یہ مکمل بحث غایۃ المامول میں دیکھی جا سکتی ہے جو عنقریب طبع ہو جائے گی ان شاء اللہ ۱۲ مجیب
[1] احمد رضا خان، حسام الحرمین ص۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء [2] سید احمد البرزنجی، غایۃ المامول ص۔

ان دونوں جملوں میں خاں صاحب کی شخصیت کا جو مقام حقیقتاً مفتی برزنجی صاحب کی نظر میں تھا واضح ہو رہا ہے کہ خاں صاحب کی شخصیت تو حقیقت میں یہ تھی کہ علمائے کرام کے معزز لباس میں ایک غیر معروف آدمی تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ ظاہری شکل و شباہت سے متاثر ہو کر مفتی صاحبؒ نے آپ کی شان میں وہ جملے لکھ دیئے جن کو حسام الحرمین کی زینت بنایا گیا۔ اسکی حقیقت بھی یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بارے میں نیک گمان رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے اور جب حقیقت حال اس کے برعکس ثابت ہو جائے تو پھر حسن ظنی کے کیا معنی؟ چنانچہ جب مفتی شافعیہ کو احمد رضا خاں صاحب کے عقائد معلوم ہوئے تو انہوں نے ان الفاظ سے یاد فرمایا۔ لکھتے ہیں

"اصرّ و عاند"[۵] (اپنے عقائد باطلہ پر اصرار و عناد سے چلتا رہا)۔

"وقد جاهر بالكذب لبعض من يدعي في زماننا العلم وهو متشبع بما لم يعط"[۶] (علم کی طرف خود کو منسوب کرنے والے ایک شخص نے کھلم کھلا کذب و افترا سے کام لیا۔ حالانکہ وہ چیز (یعنی علم) جس کا وہ دعویدار ہے اسے دی بھی نہیں گئی)

"تحريفه عن موضعه"[۷] (اس نے آیت قرآنی میں تحریف کر کے اس کے اصل معنی سے ہٹا دیا) اور سید برزنجیؒ صاحب کی تحریف و تاویل پر یوں تبصرہ کیا کہ:-

"هذا من اعظم الجهل و اقبح التحريف"[۸] (اسکی یہ تاویل و تحریف انتہائی قبیح اور کھلی جہالت کی غماز ہے) اور پھر ان تحریفات و تاویلات پر خاں صاحب کو "هذا الجاهل" (یہ جاہل انسان) "والمحرف"[۹] (اور تحریف کرنے والا) کے خطاب سے نوازا۔ اور اس قسم کے عقائد رکھنے والوں کو یہود و نصاریٰ کے طریقوں کی پیروی

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ۱؎ ۲؎ ۳؎ (مختصر یہ) ۴؎ ایضاً ص۲۰، الشہاب الثاقب ص۱۰ ۵؎ ایضاً ص۲۰ ۶؎ ایضاً ص۲۰ والشہاب الثاقب ص۱۱ ۷؎ سید احمد البرزنجی، غایۃ المامول ص۲۴ بحوالہ الشہاب الثاقب ص۱۲ مطبوعہ دیوبند ۸؎ ایضاً ص۲۱ الشہاب ص۱۲ ۹؎ ایضاً

کرنے والا قرار دیا۔

۲۔ شیخ عبد القادر توفیق الشلبی الطرابلسی رحمۃ اللہ علیہ جن کا تذکرہ خانصاحب ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

...... من في العلم لقصد رد في الدرس لقد رد وحقق النظر ورددو صدر بتوفيق من القادر الشيخ الفاضل عبد القادر توفيق الشلبي الطرابلسي المحقق المدرس بالمسجد الكريم النبوي متعه الله تعالى من فيضه القوي [ﷺ]

خان صاحب کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد مفتی شلبی صاحب نے مفتی دیوبند کی تائید کرتے ہوئے خان صاحب کو جاہل [ﷺ] (جھگڑالو) اور ان کے عقائد کو "الزور" (جھوٹ کا پلندا)، الہذیان [ﷺ] (واہیات بکواس)، توہمات الغی والطغیان [ﷺ] (ذہنی بیماری، سرکشی وگمراہی کا پلندا)، خان صاحب کے دعوی کے دلائل کو اباطیل [ﷺ] (باطل کی جمع، خرافات، بیہودہ ولغویات) اور ایجاد الارتیابات [ﷺ] (شکوک وشبہات پیدا کرنے کا سبب) قرار دیا۔

۳۔ شیخ تاج ظاہری رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ محدث اور فقہ مالکی کے محقق عالم تھے۔ گذشتہ اوراق میں علمائے مدینہ منورہ کے اسمائے گرامی کی فہرست میں آپ کا تذکرہ آچکا ہے آپ نے حسام الحرمین پر تصدیق کرنے سے انکار کر دیا تھا مفتی دیوبند کی تائید کرتے ہوئے خان صاحب پر تبصرہ کیا:۔

من سعی خلافہ [ﷺ] (خلاف حق کا طالب)

اور آپ کے عقائد کے مظہر رسائل کی تحریروں پر یوں رقمطراز ہیں:۔

[ﷺ] احمد رضا خان صاحب: حسام الحرمین ص ۱۵ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

[ﷺ] غایۃ المامول ص ۳۲، [ﷺ] [ﷺ] [ﷺ] [ﷺ] [ﷺ] ایضاً ص ۳۳، الشہاب الثاقب ص ۱۱۱

[ﷺ] غایۃ المامول ص ۳۳، الشہاب الثاقب ص ۱۱

العمید الرشید مولینا السید محمد سعید شیخ الدلائل
لا زال بالفضل فضله[1]

۶۔ سید عباس رضوانؒ کے متعلق خاں صاحب نے اس رائے کا اظہار کیا ہے:۔

السید الشریف النظیف الطاهر العریف ذو العز والتشریف
الغنی عن التوصیف حضرت مولانا السید عباس ابن
السید الجلیل محمد رضوان شیخ الدلائل عاملهما الله
تعالی فی الیوم العبوس بالرضوان[2]

۷۔ شیخ عمر حمدانؒ کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے:۔

الفاضل العقول احد الفحول الطیب الزکی الفطن الذکی
الغصن المزین بالطیب المغرسی مولینا عمر بن حمدان
المحرسی ذکرہ الفوز والفلاح والمرسی[3]

۸۔ سید احمد الجزائریؒ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:۔

الفاضل الکامل باهر الفضائل ظاهر الفواضل طاهر الشمائل
شیخ المالکیة ذو الهمة الملکیة السید الشریف السری مولانا
السید احمد الجزائری دام بالفیض الباطنی والظاهری[4]

۹۔ شیخ خلیل خربوتیؒ کی شان خاں صاحب نے یوں بیان فرمائی ہے:۔

کبیر العلماء وکریم الکرماء کنز العوارف ومعدن المعارف
ذو شیبة العلماء الموفق من السماء وذو الفیض الملکوتی
مولانا الشیخ خلیل بن ابراهیم الخربوتی ایده الله بالنصر
اللاهوتی[5]

---

[1] احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین ص۸۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
[2] احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین ص۸۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
[3] ایضاً ص۸۳ [4] ایضاً ص۹۲ [5] ایضاً ص۱۱۲

یہ وہ حضرات ہیں جنکی تقریظات و تصدیقات پر خان صاحب پھولے نہیں سماتے ، جب تک خان صاحب کی حقیقت و اصلیت واضح نہ تھی تب تک ان حضرات نے حسن ظن سے کام لیتے ہوئے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو خود کو علماء کے لبادے میں چھپائے تھا ان الفاظ میں اسے خوش آمدید کہا مگر جب اس کی حقیقت عیاں ہو کر سامنے آئی تو پھر جن الفاظ میں اُسے یاد کیا ملاحظہ ہوں۔ لکھتے ہیں:

غبی مفاتن[1]   غبی باطل[2]

اور خان صاحب کے متقاعدے کے مجموعہ کو ترھات المبطلین[3] اور وساوس الشیاطین اور ہفوات[4] سے تعبیر فرماتے ہیں۔

پھر بتا کر خود کو چھپائے گا کس طرح

اب تو تری نظر سے تجھے دیکھتا ہوں میں

حقیقت حال کھل جانے کے بعد جو رسیار کس علماء نے مدینہ منورہ نے خانصاحب کے بارے میں تحریر فرمائے ان کا موازنہ حسام الحرمین کی تقریظات کے الفاظ سے کیا جائے تو چنداں تعجب نہیں ہوتا ، بلکہ علمائے حرمین شریفین کے لئے کلمات تحسین زبان پر بے ساختہ جاری ہو جاتے ہیں کہ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار لوگ علمائے کرام کے بارہ میں آنے والے شخص کی کس طرح قدر و منزلت کرتے ہیں ، اسکی ہر بات کی محض اس لئے تائید کرتے ہیں کہ علماء کی شان تو بہت بلند ہے ایک عام مسلمان سے بھی جھوٹ اور مکر و فریب کا ارتکاب انکی نظر میں انہائی مشکل تھا ، مگر اصل حقیقت منکشف ہو جاتی ہے تو پھر زلیخۂ حق گوئی سے یوں ہمکنار ہوتے ہیں جسکا کچھ حال مذکور ہوا اور باقی کا اختصار آئندہ سطور میں پیش خدمت ہے ۔

---

[1] ملاحظہ ہو کتب غایۃ المامول صـ [illegible] مطبوعہ [illegible] الشہاب الثاقب صـ [illegible] مطبوعہ دیوبند
[2] ایضاً صـ [illegible] والشہاب صـ [illegible] [3] ایضاً صـ [illegible] [4] ایضاً صـ [illegible]۔

۲ - تصدیقات علمائے حرمین

جیسا کہ گزشتہ سطور میں معلوم ہو چکا کہ علمائے حرمین نے احمد رضا خاں صاحب کی حقیقت واصلیت کھل جانے کے بعد تلافی مافات کا جو طریقہ اختیار کیا اس میں ایک تو خاں صاحب کی ذات اور ان کے عقائد پر تبصرہ شامل تھا جس کا اقتباس غایۃ المامول اور الشہاب الثاقب کے حوالے سے آپ نے ملاحظہ فرمایا، دوسرا کام علمائے دیوبند کے عقائد معلوم کرنے کا تھا۔

اسلامی معتقدات کے بارے میں علمائے حرمین کا علمائے دیوبند سے استفسار

چنانچہ علمائے حرمین نے اس سلسلہ میں چھبیس سوالات مرتب کر کے علمائے دیوبند کے پاس جواب کے لئے ارسال کئے ان کے ابتداء میں مکر و فریب کے گزشتہ واقعات کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔ لکھتے ہیں:۔

ما ایہا العلماء الکرام والنجہا بذۃ العظام قد نسبہ الی ساحتکم الکریمۃ اناس عقاید الوہابیۃ فاتوا باوراق ورسائل لا نعرف معانیہا لاختلاف اللسان فنرجوا ان تخبرونا بحقیقۃ الحال ومرادات المقال ونحن نسئلکم عن امور اشتہر فیہا خلاف الوہابیۃ عن اہل السنۃ والجماعۃ[1]

(اے علمائے کرام اور سرداران عظام تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے جن کا مطلب غیر زبان ہونے

[1] الحاج مولانا خلیل احمد سہارنپوری: المہند علی المفند مع مطبوعہ دیوبند و زیر نظر کتاب ص

کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لئے امید کرتے ہیں ہمیں حقیقت حال اور قول کے مراد سے مطلع کرو گے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اور اہل السنت والجماعت سے خلاف مشہور ہے۔

۲۹

جوابات پر جن علمائے ہند نے دستخط کیے

اس ابتدائیہ کے ساتھ جو چھبیس سوالات علمائے دیوبند کو ارسال کیے گئے مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے جن کے جواب تحریر کیے وہ تمام علمائے دیوبند کے عقائد کا خلاصہ تھا چنانچہ اس وقت کے اکابرین دیوبند نے (جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں موجود تھے) اپنی کامل تائید کا اظہار کر کے تحریر میں مندرج عقائد کو اپنے اور اپنے شیوخ و اکابرین کے عقائد قرار دیا۔ جن علمائے ہند نے اس جواب پر تصدیق و توثیق کی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

۱۔ قدوۃ العلماء والمحدثین اور علمائے دیوبند کے رہنما شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہویؒ۔

۳۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

۴۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔

۵۔ مولانا الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ خلیفہ حضرت گنگوہیؒ۔

۶۔ مولانا الحاج حکیم محمد حسن صاحبؒ۔

۷۔ مولانا الحاج قدرت اللہ صاحب مراد آبادیؒ۔

۸۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ۔

۹۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب ابن حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ۔

۱۰۔ مولانا الحاج غلام رسولؒ مدرسہ عالیہ دیوبند۔

۱۱۔ حضرت مولانا محمد سہول صاحبؒ دیوبند۔

۱۲۔ مولانا عبدالصمد صاحب بجنوریؒ۔

۱۳۔ مولانا محمد اسحاق صاحب دہلویؒ۔

۱۴۔ مولانا الحاج ریاض الدین صاحبؒ مدرسہ عالیہ میرٹھ۔
۱۵۔ مفتی اعظم دیار ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ۔
۱۶۔ مولانا ضیاء الحق صاحبؒ امینیہ دہلی۔
۱۷۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ امینیہ دہلی۔
۱۸۔ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۹۔ مولانا سراج احمد صاحبؒ میرٹھی۔
۲۰۔ مولانا محمد اسحاق صاحبؒ۔ مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔
۲۱۔ مولانا الحاج محمد مسعود احمدؒ ابن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب قدس سرہٗ۔
۲۲۔ استاذ العلماء مولانا محمد یحییٰ سہارنپوریؒ۔
۲۳۔ حضرت مولانا الحاج کفایت اللہ سہارنپوریؒ سلہ

ان اکابرین علمائے دیوبند کے دستخطوں کے ساتھ جب علمائے دیوبند اور ان کے اکابرین کے مصدقہ عقائد سے متعلق تحریر علمائے حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں پہنچی تو یکایک باطل پرستوں کی پھیلائی ہوئی ساری سیاہی کے بادل بھاپ بن کر منتشر ہو گئے۔

بغیر کسی خاص جد وجہد اور کوشش کے جن اکابرین	عقائد علمائے دیوبند ہی اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں، علمائے حرمین کا اعلان ؎

حرمین شریفین اور پھر تمام دنیا سے اسلام کے نمائندہ علمائے کرام نے عقائد علمائے دیوبند سے متعلق اس تحریر کو جس تحسین آفرین نظر سے دیکھا اس کا عکس آئندہ صفحات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ان حضرات کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں :-

---

سلہ جن حضرات کے اسمائے گرامی مذکور ہوئے ان کی تصدیقات المہند علی المفند کے صفحات پر بالترتیب صـ۳۳، صـ۳۴، صـ۳۴، صـ۳۸، صـ۳۹، صـ۴۰، صـ۴۱، صـ۴۳، صـ۴۴ اور صـ۴۵ پر ملاحظہ ہوں۔ مطبوعہ دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی المہند علی المفند صـ۴۱ عـ

۲۳۔ محمود عبدالجوادؒ   ۲۴۔ احمد لبساطیؒ استاذ حرم نبویؐ۔

۲۵۔ محمد حسن سندھیؒ استاذ حرم نبویؐ

۲۶۔ عبداللہ الطیبیؒ   ۲۷۔ محمد بن عمر الفلاقیؒ۔

۲۸۔ احمد بن احمد اسعد استاذ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۹۔ شیخ یٰسین الدمشقی استاذ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۰۔ شیخ احمد بن محمد الشنقیطی المالکی استاذ از اساتذہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ تو ان علمائے ربانی کے اسمائے گرامی ہیں جو اپنے وقت کے کبار علماء میں شمار ہوتے ہیں اور حرمین شریفین میں علوم نبوت کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔

علمائے دیوبند اور علمائے حرمین کے متفقہ عقائد کی علمائے عالم اسلام کی طرف سے توثیق و تصدیق

اب ایک نظر عالم اسلام کے ان علماء کے اسمائے گرامی پر بھی ڈال لیں جنہوں نے اکابر علمائے حرمین شریفین اور علمائے دیوبند کی طرف سے سوال وجواب کے طریق سے عقائد اہل السنۃ والجماعت کی ترتیب وتدوین کی تکمیل تائید و تصدیق کرکے عقائد کے اس مجموعہ کو چودھویں صدی ہجری میں تمام عالم اسلام کا اجماعی عقیدہ قرار دیا جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ چودھویں صدی میں اہل السنۃ والجماعت اور دیگر فرقوں میں امتیازی فرق ان عقائد کو تسلیم کرنے یا انکی مخالفت کرنے پر ہے۔

اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ الشیخ سلیم البشریؒ شیخ الجامعۃ الازہر الشریف مصر۔

۲۔ شیخ محمد ابراہیم القایاتیؒ ازہر مصر۔

۳۔ سلیمان العبدؒ ازہر مصر۔

۴۔ الشیخ محمد بن احمد بن عبدالغنی ابن عمر عابدین الشامیؒ دمشق۔

۵۔ الشیخ مصطفیٰ بن احمد الشطی الحنبلی دمشق۔

۶ - الشیخ محمود رشید العطار تلمیذ شیخ بدر الدین شامیؒ۔

۷ - الشیخ محمد اسعد شیخ الحمویؒ ازہری شام۔

۸ - الشیخ محمد سعید الحمویؒ شام

۹ - الشیخ علی بن محمد المدلال الحموی شام۔

۱۰ - الشیخ محمد ادیب الحورانی الحموی شام۔

۱۱ - الشیخ عبد القادرؒ شام۔

۱۲ - الشیخ محمد سعیدؒ شام۔

۱۳ - الشیخ محمد سعید لطفی حنفی شام۔

۱۴ - الشیخ حضرت فارس بن احمد شقفۃ الحموی شافعیؒ شام۔

۱۵ - حضرت الشیخ مصطفیٰ الحداد شام۔

اہل السنت والجماعت کے عقائد کیا ہیں؟ چودھویں صدی ہجری مطابق بیسویں صدی عیسوی کے ان علماء کبار کے اسمائے گرامی کی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے انصاف پسند قارئین کرام بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ عالم اسلام کے مشہور علمی مراکز جن میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ و شہر ہائے حجاز مقدس، دمشق اور ممالک شام، ازہر یونیورسٹی مصر، دیوبند، دہلی، مراد آباد اور مع حدود علیحدہ ہندوستان سر فہرست شمار کئے جاتے ہیں، ان کے عقائد و نظریات کو متفقہ طور پر قبول کرتے ہیں اور اجماعی طور پر انہی عقائد کو اہل السنت والجماعت کے عقائد قرار دے کر حق اور غیر حق میں حد فاصل قائم کر دیتے ہیں اس کی مخالفت میں ایک فرد یا ایک شہر ——— اور وہ بھی علمی مراکز میں شمار ہونے کے بجائے سیاسی حیثیت سے معروف ہو ——— کے رہنے والوں کے عقائد کو کس پلڑے میں رکھا جا سکے گا۔

علمائے امت کے اس طریق کار کی قیامت تک رہنمائی اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی رہے گی۔ آپ نے فرمایا:

کہ میری اُمت گمراہی پر کبھی متحد و مجتمع نہیں ہوگی۔ او کما قال

اس فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عقائد علمائے دیوبند اور احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے متبعین کے عقائد کا موازنہ کیجئے، خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے دل سے سوال کیجئے کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے، جو گواہی قلب سلیم دے گا اسکی روشنی میں ہمارا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ ۔۔۔

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم!!

الاحقر الاثیم راجی رحمۃ ربہ الکریم

حسین احمد نجیب

رفیق دار التصنیف والتالیف دار العلوم کراچی ۱۴

سنیچر ۲ / شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ

فیصلہ کن مناظرہ

تالیف

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بریلی کا تکفیری فتنہ

ماضی اور حال

از

مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

اس دنیا میں بعض واقعات اس قدر عجیب و غریب اور بعید از قیاس ہوتے ہیں کہ عقل ہزار سر مارے مگر ان کی کوئی معقول توجیہ کرنے سے عاجز ہی رہتی ہے — حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی دینی دعوت کے ساتھ ان کی قوموں نے عام طور سے جو سلوک کیا وہ بھی دنیا کے ایسے ہی عجیب و غریب اور بعید از قیاس واقعات میں سے ہے — خود اس دنیا کے پیدا کرنے والے اور چلانے والے خالق و پروردگار نے کتنے عجیب انداز میں اس پر حسرت کا اظہار کیا ہے —

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ [1]

مثال کے طور پر حضرت خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سرگزشت کو اس نظر سے حدیث و سیر کی کتابوں میں دیکھ لیا جائے۔ آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پلے بڑھے، بچپن ہی سے صورت میں دلکشی و محبوبیت اور عادات میں محبوبیت تھی۔ اس لئے ہر ایک محبت و احترام کرتا تھا، گویا آپ پوری قوم کو پیارے اور اس کی آنکھ کے تارے تھے، پھر جب عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے صورت و سیرت کی اس محبوبیت و مخصوصیت کے ساتھ نبوت کا کمال اور رسالت کا جلالی و جمالی منصب بھی عطا فرما دیا جس کے بعد سیرت اور زیادہ بلند ہو گئی، زبان سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹنے لگے اور پیدائشی حسین و جمیل چہرہ پر اب نبوت

---

[1] ہائے کیسی حسرت ہے ان بندوں پر، ہماری جانب سے جو رسول بھی ان کے پاس پہنچے وہ ان کے ساتھ تمسخر و استہزاء سے ہی پیش آئے۔

کا وقت بھی آپہنچا ــــــ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنی قوم کو توحید اور اسلام کی دعوت
دیں۔ آپ نے پورے اخلاص، دلی محبت اور انتہائی حکمت کے ساتھ ہمدردانہ سوز سے بھری ہوئی
اس آواز میں جس سے پتھر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اپنی قوم کے سامنے توحید و اسلام
کی وہ دعوت پیش کی جس کا حق اور معقول ہونا اور آپ کی قوم اور ساری انسانیت کے لئے سراسر
رحمت ہونا گویا بالکل بدیہی تھا ــــــ عقل کا فیصلہ اور قیاس کا تقاضا یہی تھا کہ پوری قوم
جو پہلے ہی سے آپ کی گرویدہ تھی اور آپ کو صادق اور امین کہتی اور سمجھتی تھی وہ آپ کی اس نئی
دعوت پر یک زبان ہو کر لبیک کہتی اور پروانہ وار آپ پر ٹوٹ پڑتی اور کم از کم مکہ میں تو ایک
بھی مکذب اور مخالف نہ ہوتا۔ لیکن ہوا یہ کہ گنتی کے چند سعادت مندوں کے سوا ساری قوم آپ
کی تکذیب اور مخالفت پر متفق ہو گئی جو ہمیشہ سے صادق و امین کہتے اور عقیدت کے پھول برساتے
تھے۔ وہی شاعر و مجنون اور ساحر کذاب کہنے لگے اور آپ کے خلاف نفرت و عداوت کی آگ
بھڑکانا ان کا محبوب ترین مشغلہ بن گیا۔ پھر تو تقریباً دس سال تک آپ کے اور آپ کا ساتھ دینے
والوں نے اس قدر ستایا اور ایسی ایسی تکلیفیں دیں کہ خود ارشاد فرماتے ہیں: « مَا أُوذِيَ
فِي اللَّهِ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوذِيتُ » (اللہ کی راہ میں اس کے کسی بندہ کو کبھی اتنا نہیں ستایا گیا
جتنا کہ مجھے ستایا گیا ہے)

ہماری عقل حیران ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان دنوں مکہ میں دماغوں کو خراب
کرنے اور آدمیوں کو پاگل بنا دینے والی کوئی خاص ہوا چل رہی تھی جس کے اثر سے ساری قوم کی قوم
پاگل ہو گئی تھی اور آپ کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا، وہ پاگل پن کی وجہ سے کیا۔

اس کی دوسری مثال امت ہی میں لیجئے! حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت
عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہم اجمعین) یہ چاروں بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ سے کچھ بھی واقفیت
رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ و رسول کے ساتھ اور ان کے مقدس دین کے ساتھ
ان چاروں بزرگوں کی وفاداری اور ان کا اخلاص ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اللہ کے
ان صادق بندوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جاں نثاروں نے حضور کے زمانہ میں اور

آپ کے بعد اسلام کے لئے جو کچھ قربانیاں کیں اور اللہ کے مقدس دین کی جو خدمات انجام دیں وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور دنیا کے زیادہ سے زیادہ مشہور و مسلّم واقعات سے زیادہ مسلّمہ مستند ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مواقع پر اپنے ان چاروں جانثاروں کی خدمات اور قربانیوں کا جس محبت اور قدر دانی کے ساتھ اعتراف فرمایا اور ان کے مقبول اور جنتی ہونے اور جنت میں بھی اپنے پاس اور اپنے ساتھ ہونے کی بار بار جو بشارتیں اور بشارتیں دیں وہ اپنے تواتر کی وجہ سے قریب قریب ایسی ہی یقینی اور ناقابل شک ہیں جیسا کہ عقیدہ توحید و عقیدۂ قیامت اور نماز اور روزہ اور حج و زکوٰۃ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ہونا قطعاً غیر مشتبہ اور یقینی ہے —— لیکن غور کیجئے اس امت کی تاریخ کا یہ کیسا عجیب و غریب اور ناقابل فہم واقعہ ہے کہ اسلام کے بالکل ابتدائی دور ہی میں خود مسلمانوں میں ایسے مستقل فرقے پیدا ہوئے جن کی خصوصیت اور جن کا امتیاز صرف یہی ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جلیل القدر اور ممتاز صحابہ کے ایمان ہی سے انکار تھا اور وہ (معاذ اللہ) ان کو مرتد و منافق اور گمراہی و بے دینی پر مُصر سمجھتے تھے اور اب تک بھی یہ فرقے دنیا میں موجود ہیں —— کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کے قدیم ترین فرقہ شیعہ کی خصوصیت اور اس کا امتیاز یہی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی عداوت و دشمنی اور ان کے مومن و مخلص ہونے سے انکار ان کے مذہب کی بنیاد بلکہ ان کا مذہبی شعار ہے اور اس معاملہ میں ان کا غلو اور تعصب اس حد کو پہنچا ہوا ہے کہ ان کے بہت سے چوٹی کے مجتہد اور تعلیم یافتہ افراد تہذیب و رواداری کے اس دور میں بھی اپنے اس غلو کے اظہار سے نہیں شرماتے کہ ان بزرگوں کی تعریف و مدح میں کسی اور کو بھی کچھ کہنا ان کے لئے ناقابل برداشت ہے اور اس کے برعکس ان پاک ہستیوں پر تبرّا بازی ان کا محبوب ترین مشغلہ اور ان کے نزدیک کار ثواب ہے۔

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے!

خلافت عقلی مجادلوں کی بحثوں کو تو چھوڑ دیجئے اور صرف ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ کیا کسی کی عقل بھی ان لوگوں کے اس طرز عمل کی کوئی معقول توجیہ کرسکتی ہے؟

کون کہہ سکتا ہے کہ اس فرقہ والے سب پاگل اور عقل و علم سے محروم ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ پڑھے
لکھے دانشور اور ایک سے ایک ذہین و فطین ہوشمند بھی ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ بلکہ اس
فرقہ کے بعض ممتاز عالموں اور مصنفوں نے خاص اسی موضوع یعنی اصحابِ خلفاءِ ثلاثہ پر ضخیم ضخیم کتابیں
لکھی ہیں۔ ان کی یہی کتابیں شاہد ہیں کہ وہ پاگل ہیں نہ سیدھے جاہل ہیں، بلکہ ——— "اَضَلَّهُ
اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ" کا قابلِ عبرت نمونہ ہیں۔

یہی حال ان کے اصل حریف اور دوسرے متقابل فرقہ یعنی خوارج و نواصب کا ہے۔ ان بدبختوں
کے نزدیک سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ (معاذ اللہ) ایسے بے دین اور اس درجہ کے دشمنِ اسلام
ایسے مجرم اور گردن زدنی تھے کہ ان کو ختم کر دینا صرف کارِ ثواب بلکہ ان کے قاتل کے جنت
میں پہنچنے کا یقینی ذریعہ تھا۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب شقی ابن ملجم نے سیدنا حضرت علی
رضی اللہ عنہ پر تلوار سے وار کیا اور اس کو معلوم ہو گیا کہ وار بھرپور پڑا اور حضرت ممدوح کی زندگی
ختم کرنے کے اپنے منصوبہ میں وہ کامیاب ہو گیا تو گرفتار ہونے کے باوجود وہ کہتا تھا کہ فُزْتُ
وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ (اس جملہ کا مطلب یہ تھا کہ سیدنا علی کو خاک و خون میں تڑپا کے اور
اُن کی شمعِ حیات گُل کر کے میں نے نجات اور جنت حاصل کرنے کا سامان کر لیا، اور خواہ اس
زندگی میں اب مجھ پر کچھ بھی گزرے۔ لیکن مرنے کے بعد آخرت کی کبھی نہ ختم ہونے والی
زندگی میں میرا یہ عمل مجھے جنت میں ضرور پہنچا دے گا) ——— بتلائیے اگر عقل
رہتے ہوئے اس گمراہی اور عقل باختگی کی کیا توجیہ کر سکتے ہیں؟ ——— جو لوگ تاریخ کے ذریعہ
ابن ملجم اور اس کے فرقہ کے حالات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ فرقہ بھی پاگلوں اور اَن پڑھ
جاہلوں کا فرقہ نہ تھا، بلکہ ان میں بہت سے اچھے خاصے علم و فہم والے بھی تھے۔ اصل بات یہ ہے
کہ جب کوئی شخص حبِّ مال یا حبِّ جاہ جیسے ہی کسی اور غلط جذبہ کے تحت کسی معاملہ میں اللہ
کی ہدایت کی بجائے اپنے نفس کی خواہشات اور اپنے ذاتی جذبات و خیالات کی پیروی کا فیصلہ
کر لیتا ہے تو اللہ کریم اس خاص معاملہ میں فہم و فراست اور حق بینی کی صلاحیت اور فہمِ سلیم کی دولت اس
سے چھین لی جاتی ہے۔ اور پھر بظاہر عقل و ہوش رکھنے کے باوجود اس سے اس معاملہ میں ایسی
ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں کہ عقلِ سلیم ان کی کوئی توجیہ بھی نہیں کر سکتی۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق

قرآن کا بیان ہے: لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ بِهٖ

حقِ ظہور کی گواہی کی ایسی مثالیں اسلامی تاریخ کے بعد کے دوروں میں بھی بکثرت ملتی ہیں اور مختلف زمانوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جنھوں نے اپنے زمانہ کے اچھے سے اچھے اور نہایت نیک سیرت بندوں کی عداوت و دشمنی و بدگوئی و ایذا رسانی کو اپنا خاص مشغلہ بنایا بلکہ علمائے امت کے اکابر و اصاغر میں سے شاذ و نادر ہستیاں ہی ایسی ہوں گی جن کو خبث کی اس بیماری سے حصہ نہ ملا ہو۔

شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں رنج اور حسرت کے ساتھ لکھا ہے

ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون۔	امت کا کوئی امام ایسا نہیں ہے جس کو طعن کرنے والوں نے اپنے طعن کا نشانہ بنایا ہو اور جس کی شان میں گستاخیاں کرکے ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوئے ہوں

اس وقت جس افسوسناک اور تکلیف دہ واقعہ کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

حقیقتوں کا پورا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن جہاں تک بشری معلومات اور اطلاعات کا تعلق ہے اپنے دل کے پورے اطمینان کے ساتھ اور بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ و شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد تیرھویں صدی ہجری (اور انیسویں صدی عیسوی) میں ان کے خلفاء و وارثین حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ و حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے اللہ کی راہ میں جو قربانیاں دیں اور اسلام کے فروغ اور اس کی سربلندی کے لیے جو محنتیں کیں جیسا

ــہ ان کے دل ہیں مگر ان سے سمجھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں، آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں، وہ بس جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اور زیادہ گمراہ ہیں۔

تک کہ بالاکوٹ کے معرکہ میں اسی راہ میں اپنی جانیں بھی قربان کر دیں اور پھر ان کی ان محنتوں اور قربانیوں کا یہاں کے مسلمانوں پر جو اثر پڑا اور اس ملک میں دین کی جو تجدید ظہور میں آئی اور اصلاح و تقویٰ اور تعلق باللہ اور دین جہاد اور اتباع سنت کی صفات کو جو نئی زندگی اس ملک میں ملی اور ان صفات میں خود ان بزرگوں کا جو حال تھا ان سب چیزوں کو پیش نظر رکھنے کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ یہ حضرات اس دور میں اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول بندوں میں سے تھے ——

پھر بعد کے دور میں (یعنی تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں) ان ہی مجاہدین ملت اور مصلحین امت کے علمی و روحانی وارثین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور ان کے خاص رفقاء کو اللہ تعالیٰ نے جو اس ملک میں اپنے مقدس دین کی حفاظت و خدمت کی جو توفیق دی اور آپ کی جدوجہد سے توحید و سنت اور عام اسلامی تعلیمات کی اس ملک میں جو اشاعت ہوئی اور علم و عمل اور عشق و فنائیت کی جامعیت کے لحاظ سے خود ان بزرگوں کا جو حال تھا اور یہ مبارک صفات ان کے ذریعہ امت کے مختلف طبقات تک جس پیمانہ پر پہنچیں، ان سب چیزوں کو اور ان کے اثرات و ثمرات کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد دل کو اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ حضرات اس دور کے خاصان خدا میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت اور توحید و سنت کی اشاعت کے لئے اور ان کے قلوب کو اپنے خاص تعلق کے واسطے چن لیا تھا —— لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کی وراثت و نیابت میں ان بندگان خدا کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ اس دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ان حضرات کو بدنام کرنا اور ان پر جھوٹی تہمتیں لگا لگا کر مسلمانوں میں ان کے خلاف نفرت پیدا کرنا اپنا مشغلہ بنا لیا ——

تیرھویں اور چودھویں صدی کے ان مجاہدین فی سبیل اللہ اور محافظین سنت و شریعت و مصلحین امت کے خلاف فتویٰ بازی اور تہمت انگیزی و افترا پردازی میں اس دور کے جن صاحب نے سب سے زیادہ حصہ لیا اور جو " وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ " کے مصداق ہیں وہ بریلی کے مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں جو اپنی اس تکفیر بازی ہی کی وجہ سے یہ مقام حاصل کر چکے ہیں کہ ایمان والوں کی بے پناہ تکفیر کی مثال میں عام طور سے ان ہی کا نام بطور ضرب المثل

کے زمانوں پیدا ہوا ہے ۔

ان خاں صاحب نے پہلے تو عرصہ تک حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو اپنی بدگوئی اور تکفیر بازی کا نشانہ بنایا اور اپنے رسالوں اور فتووں میں ایسے ایسے گندے اور خبیث عقیدے ان کی طرف منسوب کئے جن کی نقل سے بھی ایمان لرزتا ہے ۔ برسوں ان بزرگوار کا یہی مشغلہ رہا۔ ایک ایک رسالہ اور فتوے میں دار ہوا کے اس شہید کو ستر ستر اور بہتر بہتر وجوہ سے کافر ثابت کر کے یہ اپنے شوقِ تکفیر کا مظاہرہ کرتے رہے ۔

اس کے بعد انہوں نے اسی ولی اللٰہی خاندان کے علمی و روحانی وارثین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وغیرہ اکابر جماعت دیوبند کو اپنی مشقِ ستم کے لئے انتخاب کیا اور پھر زندگی بھر ان ہی بزرگوں کی بدگوئی اور تکفیر کر کے ان کے حسنات میں اضافہ اور درجات میں ترقی کا سامان کرتے رہے ۔ —— سب سے پہلے ۱۳۲۰ھ میں اپنی کتاب "المعتمد المستند" میں ان حضرات کو انکار ختم نبوت اور تکذیب رب العزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و اہانت کا مجرم قرار دے کر ان کی قطعی تکفیر کی ۔ لیکن ان کی فتوے بازی اور کافر سازی چونکہ نہایت بدنام اور رسوا ہو چکی تھی اس لئے اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جن بزرگوں کی تکفیر کی گئی تھی انہوں نے بھی کوئی نوٹس نہیں لیا ۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنے فتوے کا یہ حشر دیکھ کر ایک نیا منصوبہ بنایا ۱۳۲۳ھ میں انہی بزرگوں کی تکفیر کا ایک فتویٰ انہوں نے مرتب کیا جس میں وہی انکار ختم نبوت اور تکذیب رب العزت اور اہانت حضرت رسالت جیسے صریح کفریات کو ان بزرگوں کی طرف منسوب کر کے ان کی قطعی تکفیر کی ۔ ایسی قطعی تکفیر کہ جو شخص ان کو مسلمان مانے یا ان کے کافر ہونے میں شک بھی کرے اس کے بارے میں بھی لکھا کہ وہ بھی قطعی کافر و دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے ——

تکفیر کی اس سراسر جعلی اور مفتریانہ دستاویز کو لے کر مولوی احمد رضا خاں صاحب اسی سال حجاز گئے اور مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے حضرات علماء و مفتیین کے پاس پہنچ کر نہایت ہی عیارانہ اور پُر فریب انداز میں ان حضرات سے فریاد کی کہ ہندوستان میں اسلام پر بڑا سخت وقت آگیا ہے مسلمانوں ہی میں بعض لوگ ایسے ایسے کافرانہ عقائد رکھنے والے پیدا ہو گئے ہیں اور عام مسلمانوں پر ان کا اثر

فتنہ تکفیر یہ کہ ایک فتویٰ جس کی بنیاد محض غلط بیانی اور افترا پردازی پر تھی ہندوستان لا کر
حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا گیا اور ایک شور و ہنگامہ برپا کر دیا گیا کہ ہندوستان کے ان مشاہیر علماء
کرام اور جماعت دیوبند کے اکابر یعنی امام ربانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد
گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ
کے متعلق مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء و مفتیین نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ (معاذ اللہ) یہ سب
ایسے قطعی کافر اور مرتد ہیں کہ جو شخص ان کے کفر اور عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر
اور جہنمی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی اس چال نے ہندوستانی مسلمانوں
میں ایک طوفانی فتنہ کھڑا کر دیا اور شاید ہزاروں یا لاکھوں سادہ دل بندے جو مولوی احمد رضا خاں
صاحب کی فتوے بازی سے بالکل متاثر نہ تھے، علماء حرمین کے نام سے اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے
ہمارے وہ بزرگ جن کی تمام تر توجہ اس وقت ہندوستان میں اسلام کی حفاظت کے بنیادی کاموں
درس و تعلیم اور اصلاح و تربیت وغیرہ پر مرکوز تھی اور جنہوں نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی
تکفیری سرگرمیوں کی طرف کبھی کوئی توجہ نہیں کی تھی بلکہ ایسے لوگوں سے الجھنا اور ان کی افترا پردازانہ
کا جواب دینا بھی حق کے اصول اور ذوق کے خلاف تھا، جب انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے بندوں
کو علماء حرمین کے ناموں سے دھوکہ دیا جا رہا ہے اور وہ بیچارے اس فریب میں آ کر فتنہ میں مبتلا ہو
رہے ہیں تو ان حضرات نے بھی اس فریب کا پردہ چاک کر کے اصل حقیقت کا ظاہر کرنا اپنے لئے
ضروری سمجھا ——— چنانچہ حسام الحرمین میں جن چار مذکورہ صدر بزرگوں کی طرف عقائد کفریہ
منسوب کر کے تکفیر کی گئی تھی ان میں سے جو دو بزرگ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب
تھانویؒ اور مخدوم الملت حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اس وقت اس دنیا میں رونق
افروز تھے، انہوں نے اسی زمانے میں اپنے بیانات دیئے جن میں ان کفریہ عقائد سے اپنی
براءت ظاہر کی اور صاف لکھا کہ حسام الحرمین میں ہماری طرف جو عقائد مولوی احمد رضا خاں صاحب
نے منسوب کئے ہیں وہ ان کا ہم پر محض افترا ہے۔ ایسے عقیدے رکھنے والوں کو ہم خود بھی کافر
سمجھتے ہیں ——— ان بزرگوں کے یہ بیانات اسی دور کے رسائل "السحاب المدرار" اور

"حفظ الایمان" وغیرہ بھی اسی وقت شائع ہو گئے تھے بلکہ حضرت تھانوی کا بیان تو ایک مختصر اور
مستقل رسالہ کی صورت میں "بسط البنان" کے نام سے بھی شائع ہوا تھا۔

اسی زمانہ میں ایک خاص واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے حجاز سے
واپس آجانے کے بعد حرمین شریفین میں خاص کر مدینہ طیبہ میں اس کا چرچا ہوا کہ ہندوستان کے
اس مولوی نے بعض لوگوں کی تکفیر کی قصہ بیچیں کرائی ہیں ان کے عقائد کے بارہ میں اس نے غلط بیانی
کی ہے۔ یہ سن کر وہاں کے بعض علمائے کرام نے خود علمائے دیوبند کی طرف رجوع کر کے
معاملہ کی تحقیق کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے "حسام الحرمین" میں
ان حضرات کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اور علماء حرمین کے قلوب میں ان کی طرف سے بدگمانی و نفرت
پیدا کرنے کے لئے جو کچھ اس کے سوا زبانی بھی کہا تھا اس سب کو پیش نظر رکھ کر ان حضرات
نے ۲۶ سوالات مرتب کئے اور علمائے دیوبند سے ان کا جواب چاہا۔ یہ سب سوالات علمائے دیوبند
کے عقائد اور ان کے مسلک و مشرب ہی سے متعلق تھے۔ یہاں سے حضرت مولانا خلیل احمد
صاحب سہارنپوری نے ان کا مفصل اور مدلل جواب تحریر فرمایا، جس پر اس دور کے علماء
دیوبند کے قریباً سب ہی اکابر و مشاہیر نے تصدیقات لکھیں اور یہی جوابات حرمین شریفین
اور ان کے علاوہ مصر و شام وغیرہ ممالک اسلامیہ کے علماء اور اہل فتویٰ کے پاس بھی بھیجے گئے، یعنی
کہ ان تمام حضرات نے بھی تصدیق اور تائید فرمائی اور لکھا کہ یہی عقیدے اہل السنۃ والجماعۃ کے
ہیں اور ان میں کوئی ایک عقیدہ بھی عقائد اہل سنت کے خلاف نہیں ہے ——

یہ سارے سوالات و جوابات نیز ہندوستان اور حرمین شریفین اور دوسرے ممالک
اسلامیہ کے علمائے کرام کی تصدیقات اسی زمانہ میں اردو ترجمہ کے ساتھ ایک ضخیم رسالہ کی صورت
میں "التصدیقات لدفع التلبیسات" کے نام سے شائع ہو گئے تھے۔ پھر اس وقت
سے اب تک بار بار یہ رسالہ چھپتا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ خدا ترس طالبانِ حق کے لئے صرف یہی
رسالہ اس سلسلہ میں کافی تھا اور اب بھی کافی ہے۔

اس کے علاوہ ان حضرات اکابر کے تلامذہ اور خدام میں سے حضرت مولانا سید حسین احمد
صاحب مدنی اور حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری نے بھی اسی وقت جماعت رضائیہ

کے نوجوان علماء و فضلاء میں سے تھے) مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اس جعلی فتوے "حسام الحرمین" کے جواب میں "السحاب المدرار"، "الشہاب الثاقب"، [illegible] اور "توضیح البیان" وغیرہ مستقل رسائل لکھے، جن میں پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دکھلایا کہ بریلوی خاں صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے بارہ میں "حسام الحرمین" میں کیا کیا غلط بیانیاں اور ان کی عبارات میں کیسی کیسی تحریفیں کی ہیں اور علماء حرمین کو کیا کیا دھوکے دیئے ہیں —— ان رسالوں نے معاملہ کو اور بھی زیادہ صاف کر دیا، اور گویا بحث ختم کر دی گئی —— لیکن مولوی احمد رضا خاں صاحب کی طرف سے تکفیر و تفسیق کی مہم اسی طرح جاری رہی۔ مگر ان جوابات کے بعد اس میں کوئی جان نہیں رہی، اور بازار سرد پڑ گیا۔

پھر ۱۳۴۵ھ (۲۷-۱۹۲۶ء) میں، یعنی حسام الحرمین کی پہلی اشاعت سے قریباً بیس بعد مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اخلاف نے اس فتنہ کو پھر ایک دفعہ بڑے شور سے اٹھایا اور پھر فتوے بازی، چیلنج بازی اور اشتہار بازی کے ذریعہ ہنگامہ آرائی اور گرمی پیدا کرنے کی کوشش کی اور رنج و افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ بیچارے عام مسلمانوں کو پھر دیکھا گیا کہ مذہب سے ناواقفیت اور سادہ لوحی کی وجہ سے یہ فتنہ پردازوں کا شکار ہو رہے ہیں، اور ایسے ایسے جاہل جن کو کلمہ بھی نہیں آتا، ان فتنہ پردازوں کی باتوں سے متاثر ہو کر اور ثواب سمجھ کر اکابر علماء دیوبند کو کافر کہتے پھر رہے ہیں، گھر گھر خانہ جنگیاں ہیں اور مسجدیں اور عیدگاہیں تک میدان جنگ بنی ہوئی ہیں۔

اس عاجز راقم سطور نے اسی سال دار العلوم دیوبند میں دورۂ حدیث ختم کیا تھا، اور حسن اتفاق سمجھئے یا سوء اتفاق کہ میرے وطن اور قرب و جوار میں اس وقت اس فتنے کے شعلے خوب بھڑک رہے تھے —— حالات کا تقاضا بھی تھا اور جوانی کے جوش کو بھی اس میں ضرور کچھ دخل تھا کہ اس آگ کے بجھانے اور اس کے لگانے والوں کا آخری حد تک مقابلہ اور تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر قریباً دس سال تک اپنے دوسرے کاموں درس و تصنیف وغیرہ کے ساتھ یہ شغل بھی سرگرمی سے جاری رہا اور یہاں بغیر کسی تواضع اور انکسار کے اس کا ذکر کر دینا بھی مصلحت ہے کہ

لیکن امید تھی کہ اس بحران سے ایک صلاحی جذبہ پیدا ہوگی کہ ہندوستان کے عام مسلمانوں کو
کچھ عقل آجائے گی اور دین و دنیا کے لحاظ سے اپنے کو بہتر اور قوی تر بنانے والے تعمیری
تعمیری کاموں میں وہ سرگرمی سے لگ جائیں گے اور پھر کوئی بہکانے والا آکر ان کو غلط راہوں پر نہ لگا سکے گا اور یہ کہ تکفیری فتنہ جب
تو فتنہ ایمان میں نہیں اٹھ سکے گا ۔ لیکن — خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم — معلوم ہوا کہ اس ہولناک انقلاب
انقلاب سے بھی یہاں کے بہت سے مسلمانوں نے سبق نہیں لیا ، اور اپنے نفع و نقصان اور بھلائی برائی
کو سمجھنے کی کوئی صلاحیت اپنے اندر پیدا نہیں کی —— جیسے ہی حالات میں کچھ سکون پیدا
ہوا اور یہی سب تباہ کن مشغلے اور وہی بے فکری ۔ ہاں اور سب کے وہ فتنے پھر شروع ہو گئیں ۔ یہ
لکھ کر تقریباً دو تین سال سے جب سے کہ ہندوستان میں حالات کچھ معتدل ہوئے ہیں
بہت سے علاقوں میں یہ پایا کہ اس تکفیری فتنہ کے علمبرداروں کے دورے اور
ان کی وہی تقریری سرگرمیاں اور فساد انگیزیاں پھر شروع ہو گئیں ————

قریباً دو ڈھائی سال سے یہ حال ہے کہ کم ایسے دن ہوتے ہیں جن میں اس فتنہ و فساد
سے متعلق خطوط ملک کے مختلف حصوں سے نہ آتے ہوں ، ان خطوط میں عام طور سے یہی
لکھا ہوتا ہے کہ " بریلوی مسلک کے فلاں مشہور مقرر مولوی صاحب جا بجا یہاں آئے
ہوئے ہیں اور یہاں ان کی تقریروں سے فتنہ و فساد کا ایک طوفان بپا کر رکھا ہے ، ان کی
وجہ سے مسلمانوں میں خانہ جنگی اور سر پھٹول کی صورت پیدا ہو گئی ہے ۔ وہ ہندوستان
کے فلاں فلاں اکابر علماء اور بزرگان دین کا نام لے لے کر ان کی طرف ایسے ایسے گندے
عقیدے منسوب کر کے بر سر عام ان کی تکفیر کرتے ہیں اور ہندوستان میں دینی کام
کرنے والی جماعتوں پر خاص کر جمعیۃ العلماء اور تبلیغی جماعت کے خلاف جھوٹے
بہتان لگا کر عام مسلمانوں میں ان کے خلاف نفرت اور اشتعال پیدا کرتے ہیں اور اپنے جاہل
سامعین سے ہاتھ اٹھوا اٹھوا کر ان جماعتوں کی مخالفت کا عہد لیتے ہیں ، اس کا نتیجہ یہ ہوا ؛
ہے کہ عام مسلمانوں میں دین سے وہ بیگانگی پیدا کر دی ہے جو کام ہم لوگ کرتے تھے اس کے
راستے میں رکاوٹیں پڑ رہی ہیں اور جن کی ہم خدمت کرنا چاہتے ہیں وہ ہماری دشمنی اور ہماری
مخالفت کو کار ثواب سمجھتے ہیں ؛

تقریباً دو تہائی صدی سے ملک کے مختلف حصوں سے اس طرح کے خطوط کا تانتا بندھا ہوا ہے، اور قریب قریب ہر خط میں یہ اصرار اور تقاضا ہوتا ہے کہ اس شر اور فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے اور ان مفتریوں کی افتراپردازی کا جواب دینے کے لئے فوراً بہ عجلت اس سلسلہ کی اپنی فلاں فلاں کتابیں چھپوا دو۔

اس موضوع پر لکھی ہوئی اپنی کتابوں کا معاملہ تو یہ ہے کہ عرصہ سے قریب قریب وہ سب نایاب ہیں۔ اور اپنے دل کا حال یہ ہے کہ اس میں یہ یقین اللہ تعالیٰ نے بھر دیا ہے کہ اپنے نفس کی خبرگیری اور اصلاح کی فکر کے بعد اپنے وقت اور اپنی قوتوں کا سب سے بہتر اور صحیح مصرف ——— خاص کر اس زمانہ میں جب کہ عام مسلمانوں کے ایمان تک کو ختم کرنے کی سازشیں ہی نہیں بلکہ ——— اعلانیہ کوششیں ہو رہی ہیں[1] ——— ——— یہی ہے کہ امتِ محمدیہ کے عوام میں دینی شعور، ایمانی ذوق اور اسلامی زندگی پیدا کرنے کا اصلی اور بنیادی کام کیا جائے، یہی اس وقت کا جہادِ عظیم ہے۔

علاوہ ازیں اپنے پچھلے دور کے دس سالہ تجربہ کے بعد یہ چیز میرے لئے حق الیقین بن چکی ہے کہ اس تبلیغی تحریک کے جو بہت سے کھلے طور پر مخالف اور معترض ہیں، ان کو کوئی غلط فہمی اور کوئی علمی مغالطہ ہرگز نہیں ہے، وہ خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن بزرگوں کی طرف جن کفریہ عقیدوں کی وہ نسبت کرتے ہیں ان سے بحمد اللہ ان بزرگوں کا دامن بالکل پاک ہے۔ الغرض مجھے اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے کہ یہ ناخدا ترس محض اپنے دنیوی منافع اور مصالح کے تحت، بلکہ دوسروں کے اشارے پر یہ افتراپردازیاں اور تہمت تراشیاں کرتے ہیں ——— ——— اس لئے اس کی کوئی امید نہیں کہ اگر انہیں تحریر یا تقریر کے ذریعہ بات سمجھائی جائے تو یہ فتنہ ختم ہو جائے گا ——— ——— ایک دو دفعہ نہیں بار بار تحریر کے ذریعہ بھی اور تقریر اور زبانی گفتگو کے ذریعہ بھی ان کو سمجھانے کی کوشش کی جا چکی ہے، کتابیں لکھی گئیں، مناظرے بھی کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسکی توفیق و مدد سے ان کتابوں اور ان مناظروں

---

[1] ناظرین حضرات کو معلوم ہوگا کہ چند سال پہلے اور بار بار ... تبلیغی تحریک ... جانے کا ...

میں بات کو اس طرح سمجھایا اور سمجھا پائی کو اگر فی الحقیقت کوئی غلط فہمی ہوتی یا کوئی بھی مغالطہ ہوتا تو یہ فتنہ اب سے بہت پہلے بالکل ختم ہو چکا ہوتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ چونکہ یہ فتنۂ تکفیری اب ان کا پیشہ اور معاشی ذریعہ ہے اس لئے انھیں اگر ہزار دفعہ بھی سمجھایا جائے تو یہ ان سے نہ ہوں گے۔ ان کا حال بالکل ان عناد پیشہ دشمنانِ حق کا سا ہے جن کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: "وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ" (انھوں نے نہ مانا اور انکار ہی پر جمے رہے، حالانکہ ان کے دل مان چکے تھے)

اس لئے میرا یقین ہے کہ ان پیشہ وروں کو مخاطب بنا کے سمجھانے کی کوشش کرنا اب صرف اپنے وقت کو ضائع کرنا اور ان کے کاروبار کو فروغ دینا ہے، لہٰذا میری قطعی رائے یہ ہے کہ اب بالکل صرفِ نظر کر لیا جائے اور قرآن مجید کے الفاظ میں ان کے بارے میں اپنی اس پالیسی کا صاف اعلان کر دیا جائے کہ:

لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ (شوریٰ ع ۲)
(یعنی ہماری طرف سے حجت تمام کی جا چکی۔ اب اس کے بعد ہمارے تمہارے درمیان کسی حجت اور بحث کی کوئی گنجائش نہیں رہی، اب ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن احکم الحاکمین کے دربار ہی میں ہوگا)

الغرض اس تکفیری فتنہ کے جو علمبردار اور سرغنے ہیں جنھوں نے اس فتنہ انگیزی کو اپنا پیشہ اور کاروبار بنا لیا ہے، ان کی طرف تو اب رُخ کرنے سے بالکل ترک کیا جائے۔ البتہ جو بیچارے عام مسلمان ان کی مولویانہ صورتوں اور مولویانہ کپڑوں سے دھوکہ کھا کر اس تکفیری فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ان کا بیشک حق ہے کہ مناسب طریقوں سے انھیں سمجھایا جائے اور اس فتنہ سے ان بیچاروں کو نکالنے کی کوشش کی جائے۔

اس سلسلہ میں ایک بنیادی اور عمومی طریقِ کار تو یہ ہے کہ جس جگہ یہ فتنہ نمودار ہو وہاں کے پڑھے لکھے سمجھدار مسلمانوں کو اس فتنہ کی اصل حقیقت اور ان فتنہ گروں کی واقعی حیثیت سمجھا دی جائے اور پھر وہ اپنے یہاں کے عوام کو سمجھانے کی کوشش کریں۔

نیز ضرورت ہو تو خاص اس مقصد کے لئے جلسے بھی کئے جائیں اور ان میں ان حضرات

سے تقریریں کرائی جائیں جو اس فتنہ کے ان فتنہ گروں سے واقفیت رکھتے ہوں ۔

نیز اس سلسلہ میں ایک دو ایسی کتابوں کا چھپ جانا بھی ضروری ہے جن میں ان ناخدا ترس مفتریوں کے ان بہتانوں کا جو یہ ہمارے اکابر اور بزرگان دین پر لگاتے ہیں پوری تحقیق اور تفصیل کے ساتھ سنجیدہ اور عام فہم انداز میں کافی شافی جواب دیا گیا ہو، جس کا مطالعہ کر کے ہر پڑھا لکھا طالب حق اصل حقیقت سمجھ سکتا ہو اور دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہو۔ الحمد للہ اس مقصد کے لئے کسی نئی کتاب کی تالیف اور تیاری کی بالکل ضرورت نہیں، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا اس سلسلہ میں جو کام پچھلے دور میں ہو چکا ہے وہ ہمیشہ کے لئے کافی شافی ہے۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ اس سلسلہ کی جو اہم اور زیادہ مفید کتابیں عرصہ سے نایاب ہو گئی ہیں ان کے چھپنے کا کوئی انتظام ہو جائے۔

اگرچہ اس قسم کا کوئی کام کرنا اب اپنے ذوق پر گراں ہوتا ہے، لیکن دو ڈھائی سال سے اس سلسلہ کے شعلوں کا جو تسلسل ہے اور اس فتنہ کے متعلق جو اطلاعات ملک کے مختلف حصوں سے آ رہی ہیں ان سے متاثر اور مجبور ہو کر اتنا کام اس عاجز نے کر دیا ہے کہ اب سے ۲۴ سال پہلے مولوی احمد رضا خان صاحب کے فتوے "حسام الحرمین" کا جو آخری جواب "معرکۃ القلم" کے نام سے اس عاجز نے لکھا تھا جس کا لقب اور دوسرا نام "فیصلہ کن مناظرہ" تھا ______ (وہ جو تقریباً بیس برس سے بالکل نایاب تھا یہاں تک کہ اس کا کوئی نسخہ میرے پاس بھی محفوظ نہ تھا) کسی طرح ایک نسخہ اس کا فراہم کر کے اور ایک سرسری نظر اس پر ڈال کر اور کچھ لفظی ترمیم کر کے اس کو طباعت کے لئے تیار کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ فتنہ گر مفتری حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ پر جو خبیث اور گندے بہتان لگاتے ہیں، اب سے ۱۹، ۲۰ سال پہلے چند مقالات ان کے جواب میں لکھے تھے، ان میں کا ہر مقالہ گویا ایک مستقل رسالہ تھا، یہ تمام مقالات بھی اسی زمانہ سے نایاب تھے۔ اب جب ضرورت محسوس ہوئی اور کوشش کی گئی تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ سب مقالات بھی دستیاب ہو گئے اور نظر ثانی کر کے ان سب کو بھی ایک مستقل کتاب کی شکل میں مرتب کر کے تیار کرا دیا۔

بریلوی سلسلہ کے عام تکفیری مباحث، کلامیہ کے متعلق جن بیانوں کو اپنی تقریروں میں زیادہ تر دہراتے اور اچھالتے ہیں اور جن پر تکفیر کی بنیاد رکھتے ہیں، ان کے جواب کے لئے بفضلہ تعالیٰ یہی دو رسالے امید ہے کہ کافی ہوں گے جو تیار کر کے ایک عزیز کے حوالے کر دیئے گئے ہیں، وہ عزیز ان کو چھاپنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر وہ انتظام کر سکے تو توقع ہے کہ ان شاء اللہ دو تین مہینے میں یہ دونوں رسالے تیار ہو جائیں گے۔[1]

ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں کے جو احباب بریلی کے اس تکفیری فتنہ کی اس نئی شورش سے پریشان ہیں وہ برابر اس عاجز کو خطوط لکھتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ میں پھر اس کی طرف توجہ کروں، ان سے گزارش ہے کہ اپنے موجودہ حالات و مشاغل میں اس فتنہ کے شر سے عام مسلمانوں کو بچانے کے سلسلہ میں اس وقت صرف اتنی ہی خدمت اس عاجز نے اپنے ذمہ ضروری سمجھی کہ اپنی رائے اور اپنا مشورہ اور اپنا تجربہ تفصیل سے ان صفحات میں عرض کر دیا اور اس مسئلہ میں جن دو کتابوں کی اشاعت ضروری سمجھی نظر ثانی کر کے ان کو طباعت کے لئے تیار کر دیا، جو عزیز ان کو چھاپنا چاہتے ہیں ان کو اجازت دے دی۔

اس سے زیادہ جس قسم کی توجہ کے لئے احباب اپنے خطوط میں اصرار کرتے ہیں اس عاجز کے اوقات اور مشاغل و مصروفیات میں اب اس کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ اَللّٰہُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی۔

---

[1] ان میں سے پہلا رسالہ "فیصلہ کن مناظرہ" چھپ کر ناظرین کی خدمت میں پیش ہو چکا ہے اور دوسرا رسالہ بھی ان شاء اللہ عنقریب تیار ہو جائے گا۔

تعارف اور معذرت

"فیصلہ کن مناظرہ" ــــ جو در اصل مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوے ــــ "حسام الحرمین" ــــ کا مفصل جواب اور مدلل رد ہے۔ ناظرین کو مطالعہ سے پہلے اس کی دلچسپ تاریخ اور اس کی خاص نوعیت بتا دینا ضروری ہے۔

اب سے ۲۱ - ۲۲ سال پہلے کی بات ہے۔ شوال سنہ ۱۳۵۲ھ میں "حسام الحرمین" کے مضامین پر ایک خاص نوعیت کا مناظرہ لاہور میں ہونا قرار پایا تھا۔ اس کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ فریقین کے ان مقامی نمائندوں نے جن کو ابتدائی بنیادی امور طے کرنے کے لیے فریقین نے اپنی اپنی طرف سے نامزد کیا تھا، اس مناظرہ کو "فیصلہ کن مناظرہ" بنانے کے لیے تین نہایت اہم اور ممتاز شخصیتوں کو اس مناظرہ کا حکم بھی تجویز کر لیا تھا ــــ ایک ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال مرحوم، دوسرے علامہ اصغر علی صاحب روحی مرحوم پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، تیسرے شیخ صادق حسن صاحب بیرسٹر ایٹ لاء امرتسر، اور ان تینوں حضرات نے فریقین کی درخواست پر حکم بننا منظور بھی فرما لیا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ بریلی کے تکفیری فتنہ کی پوری تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ بریلویوں کے نمائندوں نے اس نزاع کے فیصلہ کے لیے تحکیم کے اصول کو مانا اور مذکورہ بالا تینوں شخصیتوں پر اتفاق بھی ہو گیا۔ ہم نے اس موقع کو بہت ہی غنیمت جانا اور طے کر لیا کہ جس طرح بھی ہو یہ مناظرہ ہو ہی جانا چاہیے۔

اس مناظرہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کے تکفیری فتوے "حسام الحرمین" کے

کے متعلق یہ ثابت کرنے کی ذمہ داری کہ وہ غلط و باطل ہے اور اس کی بنیاد جعلسازی اور افترا پردازی پر ہے۔ جماعت دیوبند کے نمائندہ اور وکیل کی حیثیت سے راقم سطور کے سپرد تھی اور اس سلسلہ میں مجھے جو کچھ اپنے پہلے بیان میں حکم صاحبان کے سامنے کہنا تھا اور حسام الحرمین پر جو بحث کرنی تھی، اس کو میں نے اس خیال سے قلمبند بھی کر لیا تھا کہ اس کی ایک کاپی اسی وقت حکم صاحبان کو اور ایک فریق مخالف کو دی جا سکے۔

لیکن اس مناظرے کا حشر یہ ہوا کہ جب وہ تاریخ قریب آئی اور ہم لوگ (یعنی راقم سطور محمد منظور نعمانی اور جناب مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری و جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب سنبھلی جو اس زمانہ میں بریلی کے اس تکفیری فتنہ کے مقابلہ میں اکثر ایسے موقعوں پر ساتھ رہا کرتے تھے) لاہور پہونچے تو بریلوی شاگردوں نے اس مناظرہ میں اپنی شکست بلکہ پیچ پرسے کو اپنے سر پر آتے ہوئے تکفیری فتنہ کی موت دیکھتے ہوئے اپنی روایتی حیلہ بازیوں کے ذریعہ پہلے تو تحکیم کی طے شدہ قرارداد سے انحراف کیا اور اس کے بعد اپنے مفسدانہ ہتھکنڈوں اور اشتعال انگیزیوں کے ذریعہ اس نے ذمہ دار حکام کو اس پر مجبور کر دیا کہ وہ سرے سے مناظرہ ہی نہ ہونے دیں ...... بالآخر یہی ہوا اور ہماری ہر طرح کی کوششوں کے باوجود وہ مناظرہ نہیں ہو سکا ـــــ ان تمام واقعات کی پوری تفصیل چونکہ اسی زمانہ میں رسالہ "الفرقان" کے ابتدائی نمبروں میں اور اس رسالہ "فیصلہ کن مناظرہ" کے پچھلے ایڈیشن میں شائع ہو چکی ہے اس لئے اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قصہ مختصر جب لاہور میں یہ مناظرہ نہیں ہو سکا تو اس عاجز نے اپنا بیان جو اس مناظرہ کے لئے قلمبند کر لیا تھا۔ پہلے قسط وار "الفرقان" میں اور اس کے بعد مستقل کتابی شکل میں "فیصلہ کن مناظرہ" ہی کے نام سے شائع کرا دیا۔

لاہور میں ہونے والے اس مناظرہ میں بریلوی جماعت کی طرف سے اصل فریق چونکہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے خلف اکبر و جانشین جناب مولوی حامد رضا خان صاحب ہی قرار پاسکتے تھے، اس لئے میرے بیان میں روئے سخن ان ہی کی طرف تھا اور

جا بجا ان کے نام کے ساتھ ان سے خطاب تھا لیکن اب ۲۱-۲۲ سال کے بعد جب اس
کی پھر ضرورت محسوس ہوئی اور اسی غرض سے میں نے اس کو دیکھا تو اس خطاب خاص
اور ان کے نام کو نکال دینا مناسب سمجھا۔ اگر بالفرض کہیں باقی رہ گیا ہو تو اس کو سہو سمجھا جائے۔
اس کے علاوہ بھی بعض مقامات پر کچھ لفظی ترمیمیں کی ہیں ——— مگر اس کے بعد
بھی میں ناظرین سے بطور معذرت یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر فرصت میسر ہوتی تو میں
اس کی زبان اور طرز بیان کو یکسر بدل ڈالتا اور خالص تفہیمی انداز میں نئے سرے سے لکھتا
——— لیکن کتاب کی اشاعت چونکہ جلد سے جلد ضروری تھی اور میرے اوقات
میں اس کی بالکل گنجائش نہ تھی کہ میں پوری کتاب کو نئے طرز پر اور نئی زبان میں از سر نو لکھوں
اس لئے مجبوراً اسی حال میں اشاعت کے لئے دے رہا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جن مقبول بندوں کی طرف سے اس میں مدافعت اور جواب دہی
کی گئی ہے، ان کے حسن اعمال و اخلاص سے ان کا رب کریم راضی ہے، ان کا کوئی ذرہ اس ناچیز
کو بھی نصیب فرمائے اور انہی کی برکت سے اس کتاب کو نافع بنائے ——— آمین!

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی

پر

انکارِ ختم نبوت کا بہتان

مولوی احمد رضا خاں صاحب حسام الحرمین صفحہ ۱۲ و ۱۳ میں (جہاں سے اکابر علمائے اہل سنت کی تکفیر کا سلسلہ شروع ہوا ہے) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ دار العلوم دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں :-

قاسم النانوتوی صاحب تحذیر	قاسم نانوتوی جس کی تحذیر الناس ہے
الناس وهو القائل فیه لو فرض	اور اس نے اپنے اس رسالہ میں لکھا ہے بلکہ
فی زمنه صلی الله تعالی علیه وسلم	بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور
بل لو حدث بعده صلی الله تعالی	کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور
علیه وسلم نبی جدید لم یخل	باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی
ذلك بخاتمیته وانما یتخیل العوام	بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی
انه صلی الله تعالی علیه وسلم خاتم	میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال
النبیین بمعنی آخر النبیین مع انه	میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں
لا فضل فیه اصلا عند اهل	معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر
الفهم الی آخر ما ذکر من الهذیانات	اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ

ملہ تحذیر الناس میں یہ بات رسول اللہ کے بعد مطلقاً چھپی ہوئی ہے ہر شخص اس کو بھی دیکھ سکتا ہے۔ لیکن مولوی احمد رضا خاں صاحب نے مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے اپنی طرف سے آگے پیچھے الٹ دیا ہے ۱۲ -

وقد قال في التتمة والاشباه وغيرهما اذا لم يعرف ان محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم آخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات۔

(حسام الحرمین ص ۱۲)

میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ حالانکہ فتاویٰ یتیمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہا میں تصریح فرمائی کہ اگر کوئی یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریات دین سے ہے۔

(ترجمہ حسام الحرمین ص ۱۲)

یہ بندہ عرض کرتا ہے کہ خان صاحب بریلوی نے اس عبارت میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے متعلق کفر کا جو حکم لگایا ہے، اس عاجز کے نزدیک وہ دھوکا اور فریب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ خان صاحب موصوف ایسے بے علم اور کم سمجھ بھی نہیں تھے کہ ان کے اس فتوے کو ان کی کم علمی اور ناسمجھی کا نتیجہ سمجھا جا سکے۔ واللہ اعلم!

اس فتوے کے غلط اور محض تلبیس و فریب ہونے کے چند وجوہ یہ ہیں:۔

پہلی وجہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس تحذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک تحریف سے کام لیا ہے، جس کے بعد کسی طرح اس کو تحذیر الناس کی عبارت نہیں کہا جا سکتا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت "تحذیر الناس" کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں کو جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس طرح کہ ایک فقرہ صفحہ ۳ کا ہے اور ایک صفحہ ۱۴ کا ہے، اور ایک صفحہ ۲۸ کا ہے۔ اور صفحات کا نمبر دیئے بغیر ان فقروں کے درمیان امتیازی نشان (ڈیش) تک نہیں دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے کسی طرح دیکھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ مختلف مقامات کے فقرے ہیں بلکہ وہ یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ یہ مسلسل ایک عبارت ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ خالص کفر کا مضمون بنانے کے لیے خان صاحب موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے صفحہ ۱۴ کا فقرہ لکھا ہے، اس کے بعد صفحہ ۲۸ کا، پھر صفحہ ۳ کا۔

خان صاحب کے اس ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہوا کہ تحذیر الناس کے تینوں

فقروں کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی جگہ پر دیکھا جائے تو کسی کو انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا لیکن
یہاں انھوں نے جس طرح تحذیر الناس کی عبارت نقل کی ہے اس سے صاف ختم نبوت کا
انکار معلوم ہوتا ہے ۔ اور یہ صرف آپ کی قلم کاری کا نتیجہ ہے ورنہ مصنف تحذیر الناس
کا دامن اس سے بالکل پاک ہے ۔ جیسا کہ انشاء اللہ ہمارے آئندہ بیان سے مفصل معلوم ہو
جائے گا اور تحذیر الناس کی ان عبارات کا جو عربی ترجمہ آپ نے علماء حرمین کے سامنے پیش
کیا ہے ۔ اس میں تو اور بھی غضب ڈھایا ہے اور بڑی دلیری کے ساتھ جعلسازی کی انتہا
کر دی ہے ۔ حرکت یہ کی ہے کہ صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے پہلے دونوں فقروں کو توڑ کر کے ایک ہی
فقرہ بنا ڈالا ہے اس طرح کہ پہلے فقرہ کا مسند الیہ حذف کیا اور دوسرے ہی کا مسند الیہ
کو پہلے کا بھی مسند الیہ بنا دیا جس کے بعد کسی کو وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ مختلف جگہ کی عبارتیں
ہیں اور ایسی ہی کارروائیوں کو قرآن کی زبان میں تحریف کہتے ہیں۔

قرآن عزیز میں بنی اسرائیل کی تحریف کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے ۔ یُحَرِّفُوْنَ
الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ ۔ اور محمود خاں صاحب موصوف نے بھی ایک جگہ اس قسم کی ایک
کو خوفناک تحریف ، بتلایا ہے ۔ کسی شخص نے جس کا فرضی نام خان صاحب کے رسالہ برق المنار
میں زید لکھا گیا ہے ، مُتَّخِذُوْنَ عَلَیْہِمْ مُسَیْطِرٌ کو قرآن عظیم کا لفظ لکھ دیا تھا۔
اس کے متعلق موصوف اسی ، برق المنار کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ :-

"سب سے زیادہ خوفناک تحریف یہ ہے کہ مُتَّخِذُوْنَ عَلَیْہِمْ مُسَیْطِرًا
کو قرآن عظیم کا کلمہ بنا لیا حالانکہ یہ جملہ قرآن عظیم میں کہیں نہیں یہ تینوں
لفظ متفرق طور پر قرآن عظیم میں ضرور آئے ہیں"

خان صاحب کی اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا ہے کہ کسی کتاب کے متفرق
جگہ کے الفاظ کو جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنا کر اس کتاب کی طرف منسوب کر دینا
نہایت خوفناک تحریف ہے اور اس قسم کی تحریفات سے اصل مضمون کا بدل جانا بلکہ کبھی
اسلامی کلام کا خالص کفر ہو جانا بالکل بعید نہیں۔ تحذیر الناس تو بہرحال ایک بشر کی کتاب
ہے اگر کوئی بدنصیب کلام اللہ میں بھی اس قسم کی تحریف کر کے کفریہ مضامین بنانا چاہے تو

بنا سکتا ہے بلکہ اس کو شاید اتنی محنت بھی کرنی نہ پڑے۔ جتنی خاں صاحب نے کی کہ ایک فقرہ صفحہ ۳ کا لیا اور ایک صفحہ ۱۴ کا اور ایک صفحہ ۲۸ کا۔ وہ قرآن حکیم کی ایک ہی سورۃ بلکہ ایک ہی آیت میں اس قسم کا رد و بدل کر کے کفریہ مضامین نکال لے گا۔ مثلاً قرآن عزیز میں ارشاد ہے ۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیک جنت میں رہیں گے اور بدکار دوزخ میں۔ اب اگر خاں صاحب کا کوئی مرید یا شاگرد خاں صاحب کی سنت پر عمل کر کے اس آیت کریمہ میں صرف اس قدر تحریف کرے کہ نعیم کی جگہ جحیم پڑھے اور جحیم کی جگہ نعیم تو مطلب بالکل الٹا ہو جائے گا اور کلام صریح کفر ہو گا حالانکہ اس میں سب لفظ قرآن ہی کے ہیں صرف دو لفظوں کی جگہ بدل گئی ہے ——

یہ صرف ایک مثال عرض کر دی گئی ہے۔ اگر اہل علم غور فرمائیں تو اس قسم کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں مثالیں نکل سکتی ہیں بلکہ یہاں تو الفاظ کی جگہ بدلی ہے۔ بعض صورتوں میں تو صرف حرکت کی جگہ بدل جانے سے بھی کفر کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں ہے وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی۔ اگر کوئی بے تمیز دیدہ و دانستہ ۔ آدم کی میم اور ربہ کی با کی حرکتیں بدل دے اس طرح کہ میم پر پیش کی جگہ زبر پڑھے اور با پر زبر کی جگہ پیش تو یہی پاکیزہ کلام جس کی تلاوت باعث ثواب ہے صرف اس قدر رد و بدل سے خالص کفر ہو جائے گا۔

بہر حال یہ حقیقت بالکل ظاہر ہے کہ بعض اوقات کلام میں معمولی سی تحریف کر دینے سے مضمون بدل جاتا ہے اور اس میں اسلام اور کفر کا فرق ہو جاتا ہے اور جب کہ اس قدر زبردست الٹ پلٹ کی جائے کہ مختلف صفحات کے فقروں کو توڑ جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی جائے اور فقروں کی ترتیب بھی بدل دی جائے۔ پس چونکہ خاں صاحب نے تحذیر الناس کی عبارتوں میں اس قسم کی تحریف کر کے کفر کا حکم لگایا ہے اور ان کی اس تحریف اور الٹ پلٹ نے تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب بالکل بدل دیا ہے اور اس میں ختم نبوت زمانی کے انکار کے معنی پیدا کر دیئے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے اس فتوے کو دانستہ فریب اور مغالطہ

نہیں سمجھنے پر مجبور ہیں۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ اور دوسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے کہ خاں صاحب نے عبارت تحذیر الناس کے عربی ترجمہ میں ایک نہایت افسوسناک خیانت یہ کی ہے کہ تحذیر صفحہ ۳ کی عبارت اس طرح تھی:

"مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

تو ہر چند کہ اس میں صرف فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے جو بطور مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے[1] مگر خاں صاحب نے اس کا عربی ترجمہ اس طرح کر دیا۔

"مع انہ لا فضل فیہ اصلاً عند اہل الفہم"

جس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہل فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں، اور اس میں ہر قسم کی فضیلت کی نفی ہو گئی اور ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے (کما لا یخفی)

تیسری وجہ

تیسری وجہ اور تیسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے کہ تحذیر الناس کے جو فقرے خاں صاحب نے اس موقع پر نقل کئے ہیں، ان کا سباق و سیاق (جس سے ان کا صحیح مطلب واضح ہو جاتا اور ناظرین کو غلط فہمی کا موقع نہ رہتا) حذف کر دیا ہے (اس کا ثبوت آگے آتا ہے)

چوتھی وجہ

ہمارے خیال کی چوتھی وجہ اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ خاں صاحب کے اس حکم کفر کی تمام تر بنیاد اس پر ہے کہ تحذیر الناس میں ختم نبوت کا انکار کیا گیا ہے، حالانکہ اس میں اول سے آخر تک ایک ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے

---

[1] یہ مسئلہ مسلم ہے کہ مفہوم مخالف مصنفین کے کلام میں معتبر ہے۔ علامہ شامی رد المحتار میں ارشاد فرماتے ہیں: وفی النہر ان مفہوم التصنیف حجۃ (رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۲۴۴) اور اہل علم میں [illegible] [illegible] مشہور ہے [illegible] ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کا انکار نکل سکے، بلکہ تحذیر الناس کا تو موضوع ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی خاتمیت ذاتی، زمانی، مکانی وغیرہ کی حمایت اور حفاظت ہے اور بالخصوص ختم زمانی کے متعلق تو اس میں نہایت صاف اور واضح تصریحات ہیں، چنانچہ تحذیر الناس صفحہ ۹ پر اس فقرہ کے بعد جس کو فاضل بریلوی نے سب سے آخر میں نقل کیا ہے مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

"بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تأخر زمانی اور سدِ باب مذکور (یعنی سدِ باب مدعیانِ نبوت) خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔"

نیز اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۰ پر مولانا مرحوم اپنے اصل مدعا کی توضیح سے فارغ ہو کر تحریر فرماتے ہیں:-

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوتِ خاتمیت زمانی ظاہر ہے، ورنہ تسلیم لزومِ خاتمیت زمانی بدلالتِ التزامی ضرور ثابت ہے، ادھر تصریحاتِ نبوی مثل: انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي او كما قال۔ جو بظاہر بطرزِ مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے[1]، اس باب میں کافی ہے، کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو الفاظِ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواترِ الفاظ با وجود تواترِ معنوی یہاں

---

[1] یعنی یہ بات خاص طور سے قابل لحاظ ہے کہ ختم زمانی پر صراحۃً دلالت کرنے والی "لا نبی بعدی" جیسی حدیثیں بھی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے نزدیک قرآن کریم کے لفظ خاتم النبیین ہی سے ماخوذ ہیں یعنی مولانا مرحوم کا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حدیثوں میں اپنا سب سے آخری نبی ہونا اور اپنے بعد کسی اور نبی کا نہ آنا بیان فرمایا ہے وہ قرآن پاک کے لفظ خاتم النبیین ہی سے ماخوذ ہے اور گویا اسی کی تفسیر اور تشریح ہے، اس صاف اور واضح تصریح کے ہوتے ہوئے حضرت مولانا پر ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دینا یا یہ کہنا کہ وہ قرآنی لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت زمانی کا مطلب نہیں لیتے کس قدر ظلم ہے۔ لیکن بد فہمی کی بات ہے مولانا نے تو صرف بحر کو عوام کا خیال بتایا ہے کہ تفصیل اور تعمیم اگلا

ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔"

اس عبارت میں مولانا مرحوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کو پانچ طریقوں سے ثابت فرمایا ہے :-

۱ - یہ کہ حضور اقدس کے لئے خاتمیت زمانی نص خاتم النبیین سے بدلالت مطابقی ثابت ہو اس طور پر کہ خاتم کو ذاتی بعد زمانی سے مطلق مانا جائے۔

۲ - یہ کہ بطور عموم مجاز لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابقی ہو۔

۳ - یہ کہ دونوں میں سے ایک مطابقی ہو اور دوسرے پر التزامی ان تینوں صورتوں میں خاتمیت زمانی نص قرآنی سے ثابت ہوگی۔

۴ - یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی احادیث متواترۃ المعنی سے ثابت ہے۔

۵ - یہ کہ خاتمیت زمانی پر امت کا اجماع ہے۔

ان پانچ طریقوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی ثابت کرنے کے بعد مولانا مرحوم نے یہ بھی تصریح فرما دی ہے کہ خاتمیت زمانی کا منکر ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ دوسرے ضروریات و قطعیات دین کا۔

تحذیر الناس کی ان واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اس میں ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے، صریح ظلم اور فریب نہیں تو کیا ہے؟

پھر اس قسم کی تصریحات تحذیر الناس میں ایک دو جگہ ہی نہیں، بلکہ مشکل سے اس کا کوئی صفحہ اس کے ذکر سے خالی ہوگا۔ اس وقت ہم تحذیر الناس کی صرف ایک عبارت اور بھی ناظرین کرتے ہیں جس میں مولانا نانوتوی مرحوم نے ایک نہایت ہی عجیب و غریب فلسفیانہ انداز میں ختم نبوت زمانی کو بیان فرمایا ہے۔ تحذیر الناس کے صفحہ ۱۲ پر ہے :

"درصورتیکہ زمانے کو حرکت کہا جائے تو اس کے لئے کوئی مقصود بھی ہوگا، جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جائے، سو حرکت سلسلۂ نبوت

کے لئے نقطۂ ذات محمدی حقیقی ہے اور یہ نقطہ اس سابق زمانی اور سابق مکانی
کے لئے ایسا ہے جیسے نقطۂ ماس زاویہ کا راس۔ پس شناسان حقیقت کو یہ
معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کون و مکان و زمین و زمان کو شامل ہے۔"

پھر اس کے چند سطر بعد اسی صفحہ پر فرماتے ہیں کہ:-

"غرض منتہائے حرکات حرکت سلسلۂ ختم نبوت بھی تھی سو بعد حصول مقصود
اعظم ذات محمدی صلعم وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی
ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے۔"

(تحذیر الناس، صفحہ ۲۱)

پھر تحذیر الناس ہی پر منحصر نہیں حضرت مرحوم کی دوسری تصانیف میں بھی بکثرت
اس قسم کی تصریحات موجود ہیں۔ مثلاً بطور نمونہ مناظرۂ عجیبہ کی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔ مناظرۂ
عجیبہ کا مضمون جہاں سے شروع ہوتا ہے، اس کی پہلی سطر یہ ہے:

"حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب
کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ ——
اول المخلوقات ہیں۔"

پھر اسی کے صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں:-

"خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے، ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج
نہیں۔"

پھر اسی کے صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں:

"خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں، بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے
گنجائش انکار نہ چھوڑی، افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں
جما دیئے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے، پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔"

پھر اسی کے صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں:

"ہاں یہ مسلم ہے کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔"

پھر اسی کے صفحہ ۳۰ پر ہے:

"بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔"

یہ پانچ عبارتیں صرف مناظرہ عجیبہ کی ہیں۔ اس کے بعد حضرت نانوتوی مرحوم کی دوسری تصنیف "قبلہ نما" سے ایک عبارت اور نقل کی جاتی ہے۔ "قبلہ نما" کے صفحہ ۱۱ پر ہے:

"آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے اور چونکہ دین حکمنامہ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہوگا وہی شخص سردار ہوگا کیونکہ اسی کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے۔"

حضرت قاسم العلوم قدس سرہ کی یہ کل دس عبارتیں ہوئیں۔ کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی صاحب دیانت اور صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص ختم نبوت زمانی کا منکر ہے؟ لیکن افترا پردازی کا کوئی علاج نہیں۔ ایسے ہی مفتریوں کے متعلق عارف رومی نے کہا ہے:

چنیں کردند طعنے در صحابہ   ہمیں گفتند با شاہ شہ ما شا
کزیں روئے بگو بد کاری آمد   وزیں بد طالع دل آزاری آمد

حضرت نانوتوی مرحوم کی مختلف تصانیف کی مذکورہ بالا تصریحات اور دوسرے علمائے دیوبند کی وہ علمی اور عملی مساعی جو قادیانی جماعت کے مقابلہ میں اس مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اب تک کتابوں اور مناظروں کی شکل میں ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور جن سے تمام اسلامی دنیا واقف ہے، ختم نبوت کے متعلق بانی دار العلوم دیوبند اور جماعت علمائے دیوبند کی پوزیشن واضح کرنے کے لئے انصاف والی دنیا کے نزدیک کافی سے زائد ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحذیر الناس کے

ان تینوں تقریروں کا صحیح مطلب بھی عرض کر دیا جائے جن کو توڑ موڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس کے مصنف پر ختم نبوت زمانی کے انکار کا بہتان لگایا ہے، لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ اختصار کے ساتھ قرآن مجید کے لفظ "خاتم النبیین" کی تفسیر کے متعلق مولانا نانوتوی مرحوم کا مسلک اور نقطۂ نظر واضح کر دیا جائے۔

حضرت نانوتوی مرحوم اور تفسیر "خاتم النبیین"

تمہید | اولاً بطور تمہید گزارش ہے کہ رسول خدا (روحی فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نفس الامر میں دو قسم کی خاتمیت ثابت ہے، ایک زمانی جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہے اور آپ کے بعد اب کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

دوسرے خاتمیت ذاتی جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف ہیں، اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) بالعرض، یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست نبوت عطا فرمائی، اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور کے واسطے سے، جس طرح (بطور تشبیہ) خداوند تعالیٰ نے آفتاب کو بغیر کسی واسطے کے روشن فرمایا اور اس کی روشنی عالم اسباب میں کسی دوسری روشن چیز سے مستفاد نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ کو کمالات نبوت براہ راست بلا کسی واسطے کے عطا فرمائے، اور آپ کی نبوت کسی دوسرے نبی کی نبوت سے مستفاد نہیں ——— اور جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مہتاب اور دوسرے ستاروں کو آفتاب کے واسطے سے منور فرمایا، اور وہ اپنی نورانیت میں آفتاب کے نور کے محتاج ہیں، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو کمالات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے عطا فرمائے گئے، اور وہ حضرات باوجودیکہ حقیقۃً نبی ہیں لیکن اپنی نبوت میں آفتاب آسمان نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے

است تحریر میں (وَهٰذَا حَسَنٌ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی) اور جس طرح کہ ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ کسی موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اور آگے نہیں چلتا، مثلاً چند خانوں میں آئینوں کے ذریعہ جو روشنی پہنچائی گئی ہے، اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ آئینہ سے آئی اور آئینہ کی روشنی کو کہا جا سکتا ہے کہ وہ آفتاب کا عکس ہے لیکن آفتاب پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور کوئی نہیں کہتا کہ آفتاب کی روشنی عالم اسباب میں فلاں روشن چیز کا عکس ہے، کیونکہ آفتاب کو اللہ تعالیٰ نے خود روشن بنایا ہے، اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء کی نبوت سے مستفاد ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور آپ کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی نبوت فلاں نبی کی نبوت سے مستفاد ہے، کیونکہ آپ باذن اللہ تعالیٰ نبی بالذات ہیں، بس اسی کو ختم ذاتی کہا جاتا ہے، اور اسی مرتبہ کا نام خاتمیت ذاتیہ ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد عرض ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی مرحوم اور بعض دوسرے محققین کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن عزیز میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے، اس سے آپ کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے ذاتی بھی اور زمانی بھی اور عوام اس سے صرف ایک قسم کی خاتمیت مراد لیتے ہیں یعنی صرف زمانی۔

بہرحال حضرت مولانا مرحوم اور عوام کا نزاع ختم نبوت زمانی میں نہیں ہے، نہ اس میں کہ قرآنی لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت زمانی مراد لی جائے کیونکہ مولانا کو یہ دونوں چیزیں تسلیم ہیں، بلکہ نزاع صرف اس میں ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت زمانی کے ساتھ خاتمیت ذاتی بھی مراد لی جا سکتی ہے یا نہیں۔ حضرت مولانا اس کے قائل اور مثبت ہیں اور انہوں نے اس کی چند صورتیں لکھی ہیں:

ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیت زمانی اور ذاتی کے لئے مشترک معنوی مانا جائے اور جس طرح مشترک معنوی سے اس کے متعدد افراد مراد لئے جاتے ہیں، اسی طرح یہاں بھی کہ یہاں بھی دونوں قسم کی خاتمیت مراد لی جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور

آیۂ کریمہ میں لفظ خاتم سے بطورِ عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لئے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہوں۔

ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے، مگر چونکہ اس کے لئے بدلائل عقلیہ ونقلیہ خاتمیت زمانی لازم ہے لہٰذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آیۂ کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی۔

ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد "تحذیر الناس" کے صفحہ ۹ پر حضرت مولانا نے جس کو خود اپنا مختار بتلایا ہے، وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس قرار دیا جائے اور ختم زمانی وختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں بیک وقت مراد لے لی جائیں جس طرح کہ آیۂ کریمہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ میں بیک وقت رِجْسٌ سے ظاہری و باطنی دونوں قسم کی نجاستیں مراد لی جاتی ہیں بلکہ غور کیا جائے تو یہاں ختم زمانی اور ختم ذاتی میں اسقدر تجانس ہے جس قدر شراب کی نجاست اور جوئے کی نجاست میں۔

لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا خلاصہ صرف اس قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی، اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لئے قرآن کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔

تحذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مطلب اس کے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں جن کو جوڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کفر کا مضمون بنا لیا ہے۔

ان میں سے پہلا فقرہ صفحہ ۱۴ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورۂ بالا تحقیق کے مطابق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔ اس موقع پر تحذیر الناس کی پوری عبارت

اس طرح تھی :

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

خاں صاحب نے اس عبارت کا خط کشیدہ حصہ جس سے ہر شخص یہ سمجھ سکتا کہ مولانا کی یہ عبارت خاتمیت ذاتی کے متعلق ہے ذکر زمانی کے متعلق حذف کر کے ایک اتمام شدہ نقل کر دیا اور پھر غضب یہ کیا کہ اس کو صفحہ ۲۸ کے ایک فقرہ کے ساتھ اس طرح جوڑا کہ صفحہ کے نمبر کو تو ذکر ہی کیا ہے درمیان میں ختم فقرہ کی علامت (ڈیش) بھی نہیں دیا اور پھر اس دوسرے فقرہ کی نقل میں بھی صریح خیانت کی۔ اس موقع پر اصلی عبارت اس طرح تھی :

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اس عبارت میں بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب نے یہ کاروائی کی کہ اس کا ابتدائی حصہ جس سے ناظرین کو صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے ذکر زمانی کا نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے متعلق بھی مصنف تحذیر الناس کا عقیدہ واس سے معلوم ہو جاتا تھا اس اہم حصہ کو خاں صاحب نے یک قلم حذف کر کے صرف آخری خط کشیدہ فقرہ نقل کر دیا اور دوسری کاروائی یہ کی کہ اس نا تمام فقرہ کو بھی صفحہ[۲]

۲؎ یہ بالفرض کا لفظ بھی قابل لحاظ ہے۔

کے ایک نا تمام فقرہ سے اس طرح جوڑ دیا کہ وہاں بھی درمیان میں بظاہر کچھ شک نہیں رہا۔

بہر حال صفحہ ۳ اور صفحہ ۲۸ کے ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ رہی خاتمیت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ایک عام فہم مثال سے مولانا نانوتوی کے مطلب کی توضیح

بلا شبہ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کسی ملک میں کوئی وبائی مرض پھیلا۔ بادشاہ کی طرف سے یکے بعد دیگرے بہت سے طبیب بھیجے گئے اور انہوں نے اپنی قابلیت کے موافق مریضوں کا علاج کیا۔ اخیر میں اس رحیم و کریم بادشاہ نے سب سے بڑا اور سب سے زیادہ حاذق طبیب جو پہلے تمام طبیبوں کا استاد بھی ہے بھیجا اور اعلان کر دیا کہ اب اس کے بعد کوئی طبیب نہیں آئے گا۔ آئندہ جب کبھی کوئی مریض ہو وہ اسی آخری طبیب کا نسخہ استعمال کرے اسی سے شفا ہوگی۔ بلکہ اس کے بعد جو شخص طبیب ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور واجب القتل ہے۔ چنانچہ دنیا کا یہ آخری طبیب آیا اور اس نے آکر اپنا شفاخانہ کھولا۔ جوق جوق مریض وہاں کے دار الشفا میں داخل ہو کر شفایاب ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے اس طبیب کو ایک حکمنامہ میں خاتم الاطباء کا خطاب بھی دیا۔ اب عوام تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ طبیب زمانہ کے اعتبار سے سب سے آخری طبیب ہے اور اس کے بعد اب کوئی اور طبیب بادشاہ کی طرف سے نہیں آئے گا اور اہل فہم کا ایک گروہ جو بالیقین جانتا ہے کہ یہ طبیب فی الواقعہ آخری ہی طبیب ہے یہ کہتا ہے کہ اس عظیم الشان طبیب کو خاتم الاطباء صرف اسی وجہ سے نہیں کہا گیا کہ وہ آخری طبیب ہے بلکہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تمام پہلے طبیبوں کی حتیٰ طب کا سلسلہ اسی جلیل القدر طبیب پر ختم ہے یعنی وہ سب اس کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے فن طب اسی سے سیکھا ہے۔ لہٰذا اس دوسری وجہ سے بھی خاتم الاطباء ہے اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت اسی خاتم الاطباء کے لفظ سے نکلتی ہے۔ بلکہ اگر تم غور کرو گے

تو تم کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ بادشاہ نے اس حاذق طبیب کو جو سب سے آخر میں بھیجا ہے اس کی وجہ یہی بتایا ہے کہ وہ فن طب میں سب سے فائق، سب سے ماہر اور سارے طبیبوں کا استاد ہے اور قاعدہ ہے کہ بڑے سے بڑے طبیب کی طرف اخیر ہی میں رجوع کیا جاتا ہے۔ مقدمات تمام تحتانی مراحل طے کرنے کے بعد ہی بادشاہ معظم کی عدالت عالیہ میں پہونچتے ہیں۔ بہر حال یہ طبیب صرف زمانہ ہی کے اعتبار سے خاتم نہیں ہے بلکہ اپنے فن کے کمال کے اعتبار سے بھی خاتم ہے اور یہ دوسری خاتمیت ایسی ہے کہ اگر بالفرض اس کے زمانہ میں یا اس کے بعد بھی کوئی طبیب آجائے تو اس کی اس خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اہل فہم کے اس گروہ کے متعلق ان کے کسی معاند دشمن کا یہ کہنا کہ یہ لوگ اس خاتم الاطباء کو آخری طبیب نہیں مانتے اور اس کی اس حیثیت کے منکر ہیں کتنی بڑی بے بنیاد اور کس قدر عریاں بے حیائی ہے۔ جب کہ اہل فہم کا یہ گروہ اس شاہی طبیب کو ذاتی اور مرتبی حیثیت سے خاتم الاطباء ماننے کے ساتھ یہ بھی صاف صاف کہتا ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے بھی یہی آخری طبیب ہے اور اس کے بعد اب کوئی طبیب شاہی کی طرف سے نہیں آئے گا، بلکہ جو کوئی اس کے بعد شاہی طبیب ہونے کا دعویٰ کرے وہ واجب القتل ہے۔

یہاں تک تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴، ۲۸ کے فقروں کا صحیح مطلب عرض کیا گیا ہے رہا تیسرا فقرہ جس کو خاں صاحب نے سب سے اخیر میں نقل کیا ہے: وہ تحذیر الناس کے تیسرے صفحہ کا ہے اور یوں سمجھنا چاہیے کہ گویا تحذیر الناس وہیں سے شروع ہوئی ہے الفاظ یہ ہیں:

> "بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنا چاہیے تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم

یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں؛

اس عبارت میں دو چیزیں قابلِ لحاظ ہیں. ایک یہ کہ یہاں مولانا مرحوم مسئلہ ختمِ نبوت پر کلام نہیں فرما رہے ہیں، بلکہ لفظِ خاتم کے معنی پر کلام فرما رہے ہیں. دوسرے یہ کہ خاتم سے ختمِ زمانی مراد لینے کو مولانا نے عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختمِ زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور عوام کے اسی نظریہ سے مولانا کو اختلاف ہے ورنہ خاتمیتِ زمانی مع خاتمیتِ ذاتی مراد لینا خود مولانا مرحوم کا مسلک مختار ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اور تحذیر الناس کے صفحہ ۹ پر مولانا نے پوری تفصیل کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے۔

بہرحال چونکہ خود حضرت مولانا کے نزدیک لفظ خاتم النبیین سے ختمِ زمانی بھی مراد ہے[ط] اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہاں صرف حصر کو مولانا نے عوام کا خیال بتلایا ہے اور مولانا کا مطلب صرف یہ ہے کہ عوام تو یہ سمجھتے ہیں کہ حضور کے لیے لفظ "خاتم النبیین" سے صرف خاتمیتِ زمانی ہی ثابت ہوتی ہے۔ اس سے سوا کچھ نہیں ثابت ہوتا اور اہلِ فہم کے نزدیک اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کے اس لفظ سے حضور کے لیے خاتمیتِ زمانی بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیتِ ذاتی بھی۔

یہیں سے مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اس اعتراض کا بھی جواب ہو گیا جو انھوں نے تحذیر الناس کی اسی عبارت پر "الموت الاحمر" میں کیا ہے کہ "اس میں خاتم النبیین سے خاتمِ زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال بتلایا گیا ہے حالانکہ خاتم کے یہ معنی خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام سے بھی مروی ہیں، پس مصنفِ تحذیر الناس کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تمام صحابۂ کرام عوام میں داخل ہو گئے (معاذ اللہ)"

جواب کی تقریر و تفصیل یہ ہے کہ صاحبِ تحذیر الناس نے خاتم سے خاتمِ زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختمِ زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور آنحضرت

[ط] اس پر پوری روشنی اوپر ڈالی جا چکی ہے اور مولانا مرحوم کی وہ تقریر بھی چند صفحے پہلے گزر چکی ہے کہ ان کے نزدیک ختمِ نبوتِ زمانی پر صراحۃً دلالت کرنے والی "لا نبی بعدی" جیسی سادی حدیثیں "خاتم النبیین" ہی کے لفظ سے ماخوذ و مستنبط ہیں۔ ۱۲

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی صحابی سے حصر ثابت نہیں بلکہ علماء راسخین میں سے بھی کسی نے حصر کی تصریح نہیں فرمائی اور کیونکر کوئی حصر کی جرأت کر سکتا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیات قرآنی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

لِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آیت قرآنی کے کم از کم دو مفہوم ضرور ہوتے ہیں اور اگر علمائے سلف میں سے کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا بھی جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں ہے جس کو مولانا نانوتوی مرحوم عوام کا خیال بتلاتے ہیں بلکہ اس سے مراد حصر اضافی بالنظر الی تاویلات اہل الالحاد کا ہے ۔

بہر حال جو شخص صاحب تحذیر الناس پر یہ بہتان رکھتا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر کو خیال عوام بتلا دیا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے ایک ہی روایت حصر کی ثابت کرے ۔

پھر یہ کہ مولانا مرحوم نے اپنے مکتوبات میں اس کی بھی تصریح فرما دی ہے کہ باب تفسیر میں عوام سے مراد کون لوگ ہوتے ہیں۔ اس موقع پر حضرت مرحوم کے الفاظ یہ ہیں:

بجز انبیاء علیہم السلام یا راسخین فی العلم ہمہ عوام اند	اب تفسیر میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور علمائے راسخین کے سب عوام ہیں

(قاسم العلوم فارسی، مکتوب دوم ص ۲)

ان تصریحات کے ہوتے صاحب تحذیر الناس کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام کو عوام میں داخل کر دیا، صریح تحریف و بد دیانتی ہے ۔

خاتم النبیین کی تفسیر میں حضرت مولانا نانوتوی کے مسلک کی تائید خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تصریحات سے

اس کے بعد ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ جو لوگ لفظ خاتم النبیین سے صرف ایک ہی معنی (خاتم زمانی) مراد لیتے ہیں اور معنی خاتم النبیین کو اسی میں حصر کرتے ہیں وہ فاضل بریلوی کے نزدیک بھی عوام میں داخل ہیں، اہل فہم میں سے نہیں، فاضل موصوف الدولۃ المکیۃ میں مرقوم

پر تحریر فرماتے ہیں:

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یفقہ الرجل کل الفقہ حتی یجعل للقرآن وجوھا قلت اخرجہ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سعد فی الطبقات و ابو نعیم فی الحلیۃ و ابن عساکر فی تاریخہ واورد مقاتل بن سلیمان فی صدر کتابہ فی وجوہ القرآن مرفوعا بلفظ لا یکون الرجل فقیھا کل الفقہ حتی یری للقرآن وجوھا کثیرۃ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدمی اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوتا جب تک کہ قرآن کے بہت سے متعدد وجوہ نہ سمجھے۔ میں کہتا ہوں کہ تخریج کی ہے اس روایت کی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ابن سعد نے طبقات میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور مقاتل بن سلیمان نے اپنی صدر کتاب میں وجوہ قرآن میں اس کو بدیں الفاظ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آدمی اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوتا جب تک کہ قرآن کے لئے وجوہ کثیرہ نہ دیکھے۔

قال فی الاتقان فی تفسیرہ بعضھم بان المراد ان یری اللفظ الواحد یحتمل معانی متعددۃ فیحملہ علیھا اذا کانت غیر متضادۃ ولا یقتصر بہ علی معنی واحد۔ (انتہیٰ صفحہ ۱۴۳)

علامہ سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ لفظ واحد جو متعدد معانی کے محتمل ہوں ان کو ان سب پر محمول کرسکے جبکہ وہ آپس میں ٹکراتے نہ ہوں اور ایک ہی معنی پر منحصر نہ کرے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب کی اس عبارت بلکہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے صاف معلوم ہوگیا کہ جو شخص کسی آیت قرآنی سے صرف ایک ہی معنی مراد لے اور اسی میں منحصر کرے تو وہ عوام میں داخل ہے۔ اہل فہم و فقہاء میں سے نہیں ہے۔ کامل فقیہ جب ہی ہوگا جب کہ ایک آیت کو بہت سے غیر متعارض معانی پر محمول کرسکے جیسے کہ حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے ایک لفظ خاتم النبیین سے تین قسم کی خاتمیت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کی یعنی خاتمیت ذاتی، زمانی، مکانی۔

الحمد للہ کہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کا صحیح مطلب بیان کر دیا گیا اور ناظرین کو بھی یہ معلوم ہو گیا کہ جو تحذیر کے فقرے ہیں حضرت نانوتوی مرحوم نے جن لوگوں کو عوام بتلایا ہے وہ فاضل بریلوی کے نزدیک بھی عوام ہی میں داخل ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ یہ تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی ہونے کے ساتھ خاتم مرتبی اور خاتم ذاتی بھی ہیں یعنی آپ نبی بالذات ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام نبی بالعرض یعنی آپ کو کمالات نبوت اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ عطا فرمائے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو آنحضرت کے واسطے سے۔ اس میں بھی حضرت نانوتوی مرحوم منفرد نہیں بلکہ بہت سے اگلے علماء محققین بھی اس کی تصریح فرما چکے ہیں۔ لیکن یہاں ہم ان کی عبارات نقل کرکے بات کو طویل کرنے اور کتاب کو ضخیم بنانے کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی اس مسئلہ کو اس طرح لکھ دیا ہے کہ اس کے بعد کسی اور کی عبارت نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی ہے اس لئے ہم ان ہی کی ایک عبارت اس سلسلہ میں نقل کرکے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

فاضل موصوف اپنے رسالہ "جزاء اللہ عدوہ" کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں:

اور نصوص متواترہ اولیاء کرام وائمہ عظام و علماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی، روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان جن یا حیوان، بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہیں کے صبا سے کرم سے کھلی، اور کھلتی ہے اور کھلے گی، انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہ سر الوجود و اصل الوجود، خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: انا ابو القاسم اللہ یعطی وانا اقسم

رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ واقرہ الناقدون ۔

فاضل بریلوی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عالم میں جو کچھ نعمت روحانی یا جسمانی دنیوی یا دینی ظاہری یا باطنی کسی کو ملی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وساطت کرم کا نتیجہ ہے اور چونکہ نبوت بھی ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی نعمت ہے لہٰذا وہ بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور ہی کے واسطہ سے ملی ہے اور اسی حقیقت کا نام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی اصطلاح میں خاتمیت ذاتی اور خاتمیت مرتبی ہے ۔

اس وقت ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہیں اور مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی پر تکذیب رب العزت جل مجدہ کا جو بہتان لگایا ہے اب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز

پر

تکذیب رب العزت جل جلالہ کا ناپاک بہتان

اور

اُس کا جواب

مولوی احمد رضا خان صاحب حسام الحرمین کے صفحہ ۱۹ پر حضرت مولانا گنگوہیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

ثم تمادی به الحال فی الظلم والضلال حتی صرح فی فتوی له رأیتها بخطه وختمه بعینی مطبوعة مرارا فی بمبئی وغیرها مع ردها بان من یکذب الله تعالی بالفعل ویصرح انه سبحانه وتعالی کذب وصدرت منه هذه العظیمة فلا تنسبوه الی فسق فضلا عن ضلال فضلا عن

پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا حال یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتوے میں جو اُس کی مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اُسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا کہہ چکے ہیں یا

كفر فان كثيرا من الائمة تبرؤا بقوله وانما قصارى امره بانه مخطئ في تاويله ..... اولئك الذين اصمهم الله تعالى واعمى ابصارهم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم. (حسام الحرمين ص ٢٢)

اس سے کیا نہیں نہایت کار یہ ہے کہ اس نے تاویل میں غلطی کی ..... یہی وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہرا کیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!

یہ ناچیز بندہ عرض کرتا ہے کہ حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف کسی ایسے فتوے کی نسبت کرنا سراسر افترا اور بہتان ہے۔ پہلی بحث میں تو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تحذیر الناس کی متفرق عبارتیں جوڑ کر کفر کی سبیل پیدا بھی کر لی تھی، یہاں تو یہ بھی ناممکن ہے۔ بحمد اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ نہ کسی فتوے کا یہ مضمون ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ حضرت خاں صاحب یا ان کے کسی دوسرے ہم پیشہ بزرگ کا افترا اور بہتان ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم اور ہمارے اکابر اس شخص کو کافر مرتد ملعون سمجھتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے اور اس سے بالفعل صدور کذب کا قائل ہو بلکہ جو بدنصیب اس کے کفر میں شک کرے ہم اس کو بھی خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ العزیز پر خاں صاحب نے یہ ناپاک بہتان باندھا ہے۔ خود انہیں کے مطبوعہ فتاویٰ کی جلد اول صفحہ ۱۱۹ پر ہے:

"ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا۔

جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت

کا ہے، وہ ہرگز مومن نہیں، تعالیٰ اللہ عما یقول الظٰلمون علوًا
کبیرًا۔

ناظرین بانصاف فیصلہ فرمائیں کہ یہ صریح اور چھپے ہوئے فتوے کے ہوتے
حضرت ممدوح پر یہ افترا کہ معاذ اللہ وہ خدا کو کاذب بالفعل مانتے ہیں، ایسا بکنے
والے کو مسلمان کہتے ہیں کس قدر شرمناک کارروائی ہے؟ حساب یوم الحساب ہے!

رہا مولوی احمد رضا خاں صاحب کا یہ کہنا کہ میں نے ان کا وہ فتویٰ مع مہر و دستخط
بچشم خود دیکھا ہے، تو اس کے جواب میں ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ جب اس
چودھویں صدی کا ایک عالم اور مفتی ایک اچھی بھلی کثیر الاشاعت کتاب "تحذیر الناس"
کی عبارتوں میں قطع و برید کر کے اور صفحہ ۳، ۱۴، ۲۸ کی عبارتوں میں تحریف کر کے ایک
کفریہ مضمون گھڑ کے تحذیر الناس کی طرف منسوب کر سکتا ہے تو کسی جعلساز کے لئے
کسی کے مہر و دستخط بنا لینا کیا مشکل ہے؟ کیا دنیا میں جعلی سکے اور جعلی دستاویزیں
تیار کرنے والے موجود نہیں؟ مشہور ہے کہ بریلی اور اس کے اطراف میں تو اس فن کے بڑے
بڑے کامل بستے ہیں، جن کا ذریعہ معاش ہی جعلسازی ہے۔

بہر حال مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرت گنگوہی مرحوم کے جس فتوے
کا ذکر کیا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، فتاویٰ رشیدیہ جو تین جلدوں میں چھپ کر شائع
ہو چکا ہے، وہ بھی اس کے ذکر سے خالی ہے بلکہ اس میں اس کے صریح خلاف چند
فتوے موجود ہیں، جن میں سے ایک اوپر نقل بھی کیا جا چکا ہے اور اگر فی الواقع خاں صاحب
نے کوئی فتویٰ اس قسم کا دیکھا ہے تو وہ یقیناً ان کے کسی ہم پیشہ بزرگ یا ان کے کسی
پیشرو کی جعلسازی اور دسیسہ کاری کا نتیجہ ہوگا۔

حضرات علماء و مشائخ کی عزت و عظمت کو مٹانے کے لئے حاسدوں نے اس
سے پہلے بھی اس قسم کی کارروائیاں کی ہیں، اس سلسلہ کے چند عبرت آموز واقعات ہم
یہاں نقل بھی کر دیتے ہیں:-

امت کے جلیل القدر مجتہد اور محدث حضرت امام احمد بن حنبلؒ اس دنیا سے

کو پہنچ رہا ہے، ہیں اور کوئی بد نصیب حاسد یعنی اسی وقت ان کے تکیہ کے نیچے کچھ لکھا ہوئے
کاغذات رکھ جاتا ہے جن میں خالص گمراہانہ عقائد اور ملحدانہ خیالات بھرے ہوتے ہیں۔
کیوں؟ صرف اس لیے کہ لوگ ان تحریرات کو امام احمد بن حنبلؒ ہی کی کاوشِ دماغی کا نتیجہ سمجھیں
گے اور جب ان کے مضامین اسلامی تعلیمات کے خلاف پائیں گے تو امام سے بدظن ہو جائیں
گے اور لوگوں کے دلوں سے ان کی عزت و عظمت نکل جائے گی۔ پھر ہماری دوکان جو امام کے
فیض علم کے مقابلہ میں پھیکی پڑ گئی ہے، چمک اٹھے گی۔

امام لغت علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ صاحب قاموس زندہ تھے۔ مشہور امام اور
مرجع خواص و عوام تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جیسے محدث نے اُن کے خرمن علم سے خوشہ
چینی کی۔ حاسدین ان کی اس غیر معمولی مقبولیت کو نہ دیکھ سکے اور ان کی عظمت و شہرت کو بٹہ لگانے
کے لئے ان کے نام سے پوری ایک کتاب حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مطاعن میں تصنیف کر
ڈالی جس میں خوب زور و شور سے حضرت امام اعظمؒ کی تکفیر بھی کی اور یہ جعلی کتاب دور دراز ممالک
تک شائع کر دی گئی حتیٰ کہ دنیا میں علامہ فیروز آبادیؒ کے خلاف نہایت زبردست ہیجان پیدا ہو
گیا۔ لیکن بیچارے علامہ کو اس کی بالکل بھی خبر نہیں یہاں تک کہ جب وہ کتاب ابو بکر الخیاط
البغوی الیمانی کے پاس پہنچی تو انہوں نے علامہ فیروز آبادی کو خط لکھا کہ آپ نے یہ کیا
کیا؟ علامہ موصوف نے اس کے جواب میں لکھا:

> "اگر وہ کتاب جو افتراءً میری طرف منسوب کر دی گئی ہے آپ کے پاس ہو
> تو فوراً اس کو نذر آتش کر دیجئے۔ خدا کی پناہ! میں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کی
> تکفیر؟ و انا اعظم المتقدمین فی الامام ابی حنیفة (اور مجھ
> کو امام کی جناب میں بے انتہا عقیدت ہے) میں نے تو ایک ضخیم کتاب
> جو امام کے مناقب عالیہ میں لکھی ہے۔"

امام مصطفیٰ قرمانی حنفیؒ نے نہایت جانکاہی سے مقدمہ ابو اللیث سمرقندیؒ کی ایک
جسیم شرح لکھی۔ جب ختم کر چکے تو سوچا کہ وہاں کے علماء کو دکھانے کے بعد اس کی
اشاعت کریں گے۔ تصنیف بحمد اللہ کامیاب تھی۔ بعض حاسدوں کی نظر میں کھٹک گئی

اور انھوں نے سمجھا کہ اسکی اشاعت سے ہماری دکانوں کی رونق پھیکی پڑ جانے کی۔ کچھ اور توڑ نہ کر سکے البتہ یہ خباثت کی کہ اس کے "باب آداب الخلاء" کے اس مسئلہ میں کہ قضاء حاجت کے وقت آفتاب و ماہتاب کی طرف رُخ نہیں کرنا چاہیئے، اپنی دسیسہ کاری سے اتنا اضافہ کر دیا کہ چونکہ ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ (معاذ اللہ) علامہ قرافی کو اس شرارت کی کیا خبر تھی، انھوں نے لاعلمی میں وہ کتاب علماء مصر کے سامنے پیش کر دی۔ جب ان کی نظر اس دلیل پر پڑی سخت برہم ہوئے اور تمام مصر میں علامہ قرافی کے خلاف ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قاضی وقت نے واجب القتل قرار دیا۔ بیچارے راتوں رات جان بچا کر مصر سے بھاگے، ورنہ سر دیئے بغیر پیچھا چھوٹنا مشکل تھا۔

عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر" میں آپ بیتی لکھتے ہیں کہ:

"بعض حاسدوں نے میری کتاب "البحر المورود فی المواثیق والعہود" میں میری زندگی ہی میں عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ بڑھا دیئے اور تین سال تک مصر و مکہ مکرمہ میں خوب اس کی اشاعت کی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے متعدد علماء سے اصل نسخہ پر تصدیقیں لکھوا کر ان ملکوں میں بھیجا، وہ حسد و کینہ کے مریض اس پر بھی باز نہ آئے اور ان کمینوں نے اس کے بعد یہ پروپیگنڈہ کیا کہ جن علماء نے ان پر تصدیقات لکھی تھیں، اب وہ اس سے رجوع کر چکے ہیں اور انکار کر چکے ہیں (امام شعرانی لکھتے ہیں کہ) جب مجھے اس کی خبر ہوئی تو میں نے پھر ان حضرات علماء کو تکلیف دی اور خود انھیں کے قلم سے حاسدوں کے اس نئے پروپیگنڈے کی تردید لکھوا کر عرب روانہ کیں، جب کہیں اس فتنہ کا خاتمہ ہوا۔"

یہ گنتی کے چند واقعات ہیں، تاریخ اور تذکرے کی کتابیں اگر دیکھی جائیں تو بدنصیب حاسدوں کی دسیسہ کاریوں کے ان جیسے سینکڑوں شرمناک واقعات ملیں گے۔

پس اگر درحقیقت فاضل بریلوی پہلے اس بیان پر پہنچے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ بالا جعلی کو کوئی فتوائی حضرت گنگوہی مرحوم کے مہر و دستخط کے ساتھ دیکھا تھا تو یقیناً وہ اسی تعبیر سے ہے۔ لیکن پھر بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب کو اس کی بنا پر کفر کا فتویٰ دینا ہرگز جائز نہ تھا۔ تا وقتیکہ وہ یہ تحقیق نہ کر لیتے کہ یہ فتویٰ حضرت مولانا کا ہے بھی یا نہیں؟ فقہ کا مسلم اور مشہور مسئلہ ہے " الخط یشبہ الخط " یعنی ایک انسان کا خط دوسرے کے خط سے مل جاتا ہے اور خود خاں صاحب بھی اس سے ناواقف نہیں چنانچہ خط یا تار سے عدم ثبوت رویت ہلال پر استدلال کرتے ہوئے آپ تصریح فرماتے ہیں کہ:

"تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ الخط یشبہ الخط، الخط لا یعمل بہ"

(ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۲ ص ۱۱)

بہرحال جب کہ رویت ہلال جیسی معمولی باتوں میں خط کا اعتبار نہیں تو پھر تکفیر جیسے اہم معاملہ میں کیونکر اس کا اعتبار ہو سکتا ہے۔

رہے وہ دلائل جو خاں صاحب نے حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف اس جعلی فتوے کی نسبت صحیح ہونے پر اپنی کتاب "تمہید ایمان" میں پیش کیے ہیں۔ وہ نہایت لچر، بودے اور تارِ عنکبوت سے زیادہ کمزور ہیں۔

ناظرین ذرا ان کو خود بھی دیکھ لیں اور جانچ لیں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب موصوف اس جعلی فتوے کے متعلق "تمہید ایمان" صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں:

"یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے سنہ ۱۳۰۸ ہجری میں رسالہ "صیانۃ الناس" کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا۔ پھر سنہ ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا مفصل رد چھپا۔ پھر سنہ ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہر رد چھپا اور فتویٰ دینے والا جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۲۳ھ میں مرا اور مرتے دم تک ساکت رہا۔ یہ نہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوے کا

انکار کر دینا سہل تھا، نہ یہی بتلایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتلاتے
ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر
التفات نہ کیا جاتا۔

حشو و زوائد حذف کر دینے کے بعد خاں صاحب کی اس دلیل کا حاصل صرف اتنا ہے کہ

۱۔ یہ فتویٰ مع مہر کے مولانا گنگوہی مرحوم کی حیات میں تین مرتبہ چھپا۔

۲۔ انھوں نے تا زیست اس فتوے کی نسبت سے انکار نہیں کیا، نہ اس کا اور
کوئی مطلب بتایا۔

۳۔ اور چونکہ معاملہ سنگین تھا، اس لئے اس خاموشی کو عدم التفات پر بھی محمول
نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ فتویٰ انھیں کا ہے اور اس کا مطلب بھی
وہی ہے۔ جس کی بنا پر ہم نے تکفیر کی ہے۔

اگرچہ خاں صاحب کی اس دلیل کا لچر اور پوچ اور سہل ہونا جاننے والے نقد و تبصرہ کا محتاج
نہیں۔ ہر معمولی سی عقل رکھنے والا بھی تھوڑے سے غور و فکر سے اس کی لغویت کو سمجھ
سکتا ہے تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ہر جزو پر تھوڑی سی روشنی ڈال کر ناظرین
سے بھی خاں صاحب کے علم و تبحر و دیانت کی کچھ داد دلوا دی جائے۔

خاں صاحب کی دلیل کا پہلا بنیادی مقدمہ یہ ہے کہ:-

"یہ فتویٰ مولانا گنگوہی کی حیات میں تین مرتبہ مع مہر کے چھپا۔"

اسی مقدمہ سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ یہ جعلی فتوے صرف مولانا کے مخالفین نے
چھاپا ہے۔ مولانا یا آپ کے متوسلین کی طرف سے کبھی اس کی اشاعت نہیں ہوئی
(خیر اس راز کو تو اہل بصیرت ہی سمجھیں گے)، ہم کو تو اس کے متعلق صرف اتنا عرض کرنا
ہے کہ اگر خاں صاحب کے بیان کو صحیح سمجھ کر یہی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ فتوے متعدد
بار مع مہر کے حضرت گنگوہی مرحوم کی حیات میں چھپ کر شائع ہوا، تب بھی لازم نہیں
آتا کہ حضرت کے پاس بھی پہنچا ہو یا ان کو اس کی اطلاع بھی ہوئی ہو، اور اگر ان کے پاس
بھیجا گیا تو سوال یہ ہے کہ ذریعہ قطعی تھا یا غیر قطعی؟ پھر کیا خاں صاحب کو اس کی وصولیابی

کی اطلاع ہوئی ہو اگر ہوئی تو وہ قطعی تھی یا ظنی یا بحث کے ان تمام پہلوؤں سے چشم پوشی کرکے
کفر کا قطعی یقینی فتویٰ دینا کیونکر درست ہو سکتا ہے، بہرحال جب تک قطعی طور پر یہ ثابت
نہ ہو جائے کہ فی الواقع حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ایسا فتویٰ لکھا تھا جس کا قطعی
اور یقینی مطلب وہی تھا جو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے اس وقت تک
ان تخمینی بنیادوں پر تکفیر قطعاً نا روا اور معصیت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی مرحوم تو ایک
گوشہ نشین عارف باللہ تھے جن کا حال بلا مبالغہ یہ تھا

بیاد لب جاناں ز جاں مشتغل　　　بذکر حبیب از جہاں مشتغل

یہ خاکسار جس کے اوقات کا خاصہ حصہ اب تک اہل باطل ہی کی تردید میں صرف
ہوا ہے آج تک اس جعلی فتوے کے ان تینوں ایڈیشنوں کی زیارت سے محروم ہے
جن کا ذکر خاں صاحب فرماتے ہیں، ہو سکتا ہے بلکہ قرین قیاس ہے کہ حضرت مرحوم
کو اس قصہ کی خبر بھی نہ ہوئی ہو۔

خاں صاحب کی دلیل کا دوسرا مقدمہ یہ تھا کہ مولانا گنگوہی مرحوم نے اس فتویٰ سے
انکار نہیں کیا نہ اس کی کوئی تاویل بیان کی۔

اس کے متعلق پہلی گزارش تو یہی ہے کہ جب اس کا شائع ہونا ثابت نہیں تو انکار
کس چیز کا اور تاویل کس بات کی، اور فرض کر لیجئے ان کو اطلاع ہوئی لیکن انھوں نے
ناخدا ترس مفتریوں کی اس ناپاک حرکت کو ناقابل توجہ اور شایستہ اعتناء ہی نہ سمجھا، یا ان کے
معاملہ کو خدا کے سپرد کرکے سکوت اختیار فرمایا۔

رہا یہ کہ کفر کی نسبت کوئی معمولی بات نہ تھی جس کی طرف التفات نہ کیا جاتا، سو اول
تو یہ ضروری نہیں کہ دوسرے بھی آپ کے اس نظریہ سے متفق ہوں، ہو سکتا ہے کہ
انھوں نے اس لئے انکار کی ضرورت نہ سمجھی ہو کہ ایمان والے خود ہی ایسے ناپاک افتراء کی تکذیب
کر دیں گے، یا انھوں نے یہ خیال کیا ہو کہ یہ گندگی اچھالنے والے علمی اور مذہبی دنیا میں کوئی
مقام نہیں رکھتے، لہٰذا ان کی بات کا کوئی اعتبار ہی نہ کرے گا۔ بہرحال سکوت کے لئے
یہ وجوہ بھی ہو سکتے ہیں اور پھر قطع نظر ان تمام باتوں سے، یہ کہنا ہی غلط ہے کہ کفر کو

معاملہ سنگین تھا وہ بے شک خاں صاحب کی مجددیت کے دور سے پہلے تکفیر المسلمین بھی غیر معمولی اہمیت رکھتی تھی، لیکن خاں صاحب کی روح اور ان کی موجودہ ذریت مجھے معاف فرمائے کہ جس دن سے افتاء کا قلمدان خاں صاحب کے بے باک ہاتھوں میں گیا ہے، اس روز سے تو کفر اتنا سستا ہو گیا کہ اللہ کی پناہ!

ندوۃ العلماء والے کافر، جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر، علماء دیوبند کافر، جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر، غیر مقلدین یا اہل حدیث کافر، مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کافر اور قائد تحریک خلافت میں شرکت کے جرم میں اپنے برادران طریقت مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی کافر، مولوی عبد القدیر صاحب بدایونی کافر، کفر کی وہ بے پناہ مشین گن چلی کہ الٰہی توبہ! بریلی کے ڈھائی نفر انسانوں کے سوا کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔

پس ہو سکتا ہے کہ خاں صاحب اور ان جیسے کفر باز کسی اللہ والے کو کافر کہیں بلا اس شور و غوغا کو نباح الکلاب سمجھتے ہوئے خاموشی اختیار کرے اور اس کا اصول یہ ہو کہ

وَلَقَدْ اَمُرُّ عَلَى اللَّئِيمِ يَسُبُّنِي
فَمَضَيْتُ ثَمَّةَ قُلْتُ لَا يَعْنِينِي

اور ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کو اطلاع ہوئی ہو اور انھوں نے اس جعلی فتوے سے انکار فرمایا ہو لیکن خاں صاحب کو اس انکار کی اطلاع نہ ہوئی ہو جیسے عدم اطلاع سے عدم انکار کیونکر سمجھا جا سکتا ہے؟ کیا عدم علم، عدم الشیء کو مستلزم ہے؟

اہل علم اور ارباب انصاف غور فرمائیں کہ کیا اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے بھی تکفیر جائز ہو سکتی ہے؟ دعویٰ تو یہ تھا کہ:

"ایسی عظیم احتیاط والے نے یعنی خود بدولت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ہرگز ان دشنامیوں (حضرت گنگوہی وغیرہم) کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی، واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو گیا، جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی۔"

(تمہید ص ۳۳)

اور دلیل اس قدر ناچیز کہ نتیجہ کیا ہے ظن کو بھی مفید نہیں، اور اگر ایسی ہی دلیلوں سے تکفیر
ثابت ہوتا ہے تو پھر تو اسلام اور مسلمانوں کا اللہ ہی حافظ کوئی جاہل یا دیوانہ کسی با خدا کو کافر
کہے، وہ اس کو ناقابل خطاب سمجھتے ہوئے اعراض کرے اور اس کے سامنے اپنی صفائی پیش
نہ کرے، بس خاں صاحب کی دلیل سے کافر ہو گیا۔ چہ خوش!

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا است

کار طفلاں تمام خواہد شد

ادھر فقہائے کرام کہتے ہیں کہ اگر ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور صرف ایک احتمال
اسلام کا تب بھی تکفیر جائز نہیں، اور ادھر چودھویں صدی کے ان خود ساختہ مجدد صاحب
کی یہ تیز دستی کہ صرف خیالی و وہمی مقدمے جوڑ کر نتیجہ نکالا اور تکفیر یقینی قطعی "ہر کہ شک
آرد کافر گردد"۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہاں تک تو مناظرانہ بحث تھی لیکن اس کے بعد ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ حضرت
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اخیر زمانۂ حیات میں جب آپ کے بعض متوسلین کو اس جعلسازی
کی اس افترا پردازی کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے عریضہ لکھ کر حضرت مرحوم سے
اس کے متعلق دریافت کیا، حضرت نے جواب میں اپنی برأت اور جعلی فتوے کے لغو
مضمون سے کامل بیزاری کا اظہار فرمایا۔ اور خاں صاحب کو اس کی اطلاع بھی ہوئی لیکن تکفیر
نوازی پھر بھی چلتی رہی۔ یہیں سے تکفیر کے ان علمبرداروں کی ذہنیت کی حقیقت منکشف
ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ نے جب مولوی
احمد رضا خاں صاحب کے خاص الخاص عقیدت کیش میاں جی عبد الرحمن بہاری کے ایک رسالہ
میں اس جعلی فتوے کا ذکر دیکھا تو اس وقت حضرت کی خدمت میں گنگوہ عریضہ لکھا کہ حضرت
کی طرف اس مضمون کے فتوے کی نسبت کی جا رہی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ تو جواب
آیا کہ ۔۔

"یہ سراسر افترا اور محض بہتان ہے۔ میں ایسا کیسے لکھ سکتا ہوں؟"

حضرت مرحوم کے اس جواب کا ذکر حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہٗ کے متعدد رسائل "السحاب المدرار"، "تزکیۃ الخواطر" وغیرہ میں آچکا ہے اور یہ تمام رسالے خاں صاحب کی حیات میں اُن کے پاس پہونچ بھی چکے ہیں۔

نیز جب سب سے پہلے اس بہتان کا چرچا بریلی میں ہوا تو یہاں سے بھی حضرت کے بعض متوسلین نے گنگوہ عریضہ لکھ کر حقیقت حال دریافت کی۔ اس کے جواب میں بھی حضرت مرحوم نے اپنی بیزاری ظاہر فرمائی اور حضرت مرحوم کی وہ جوابی تحریر بعینہٖ خاں صاحب کو دکھلائی بھی گئی مگر پتھر کے اس دل پر کوئی اثر نہ ہوا اور خدا کا خوف غلطی کے اقرار پر اس کو آمادہ نہ کر سکا۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهٰرُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ [1]

یہی وہ حالات اور واقعات ہیں جن کی وجہ سے ہم یہ سمجھنے اور کہنے پر مجبور ہیں کہ خاں صاحب کے فتوے تکفیر کی بنیاد جیسے ان سے کسی غلط فہمی یا علمی لغزش پر نہ تھی بلکہ درحقیقت اس کی تہ میں صرف حسد و جاہ پرستی اور نفس پروری کا جذبہ کارفرما تھا۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

---

[1] پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اس کے بعد، پس وہ پتھروں کی طرح ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت، اور بے شک پتھروں میں سے تو ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں، اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو شق ہو جاتے ہیں پھر ان سے پانی نکلتا ہے اور بعض ان میں وہ ہیں جو اللہ کے خوف سے نیچے گر پڑتے ہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پر

تنقیص شان سیدنا الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپاک بہتان

مولوی احمد رضا خان صاحب حسام الحرمین ص ۱۵ پر لکھتے ہیں:

وهؤلاء اتباع شيطان الآفاق	اور یہ شیطان آفاق ابلیس لعین کے پیرو
ابليس اللعين وهم ايضا الاذناب	ہیں اور یہ بھی اسی کذب پہ خدا کرنے والے
لذلك المكذب الكنكوهي فانه	گنگوہی کے دم چھلے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب
قد صرح في كتابه البراهين القاطعة	براہین قاطعہ میں تصریح کی اور خدا کی قسم وہ
وما هي والله الا القاطعة لما امر	قطع نہیں کرتی مگر ان چیزوں کو جن کے جوڑنے
الله به ان يوصل بان شيخهم	کا خدا عزوجل نے حکم فرمایا ہے کہ ان کے پیر
ابليس اوسع علما من رسول الله	ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے
صلى الله عليه وسلم وهذا	زیادہ ہے اور یہ اس کا برا قول خود اس کے
نصه الشنيع بلفظه الفظيع	برے الفاظ میں ص ۴۷ پر ہے۔
(ص ۴۷) شیطان وملک الموت کو یہ ثابت ہوئی ان	شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص
هذه السعة في العلم ثبتت	سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم
للشيطان وملك الموت بالنص	کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص

وای نص قطعی فی سعة علم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی ترد به النصوص جمیعا ویثبت شرک وکتب قبله ان هذا الشرک لیس فیه حبة خردل من ایمان.

کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔

پھر مؤلف براہین کی کچھ خطائیں ، مثلاً چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں:

وقد قال فی نسیم الریاض کما تقدم من قال فلان اعلم منه صلی الله علیه وسلم فقد عابه ونقصه فهو ساب والحکم فیه حکم الساب من غیر فرق لا نستثنی منه صورة وهذا کله اجماع من لدن الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم ثم اقول انظروا الی آثار رحمة الله کیف یصیر البصیر اعمی، وکیف یختار علی الهدی العمی، یؤمن بعلم الارض المحیط لابلیس واذا ذکر علم رسول الله صلی الله علیه وسلم قال هذا اشرک وانما الشرک اثبات الشریک

اور بے شک نسیم الریاض میں فرمایا (جیسا کہ اس کو نقل اصل کتاب میں گزر چکا) ہے کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والا کا ہے اصلاً فرق نہیں، اس میں سے ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے، اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے، پھر میں کہتا ہوں کہ اللہ کی مہر کرنے کا اثر دیکھو کیونکر انکھیارا اندھا ہو جاتا ہے اور کیا ہی ہدایت پر اندھا پن پسند کرتا ہے۔ ابلیس کے لئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے

لله تعالى فالشي اذا كان اثباته
لاحد من المخلوقين شركا
كان شركا قطعا لكل المخلوق
اذ لا يصح ان يكون احد شريكا
لله تعالى فانظروا كيف امن بان
ابليس شريك له سبحانه ونفا
الشركة منتفية عن محمد صلى
الله تعالى عليه وسلم ثم انظروا
الى غشاوة غضب الله تعالى
على بصره يطالب في علم محمد
صلى الله تعالى عليه وسلم بالنص
ولا يرضى به حتى يكون قطعيا
فاذا جاء على سلب علمه صلى
الله تعالى عليه وسلم تمسك
في هذا الايمان نفسه على
صفحه ٤٦ بستة اسطر قبل
هذا الكفر المهين بحديث
باطل لا اصل له في الدين
وينسبه كذبا الى من لم يروه
بل رده بالرد المبين حيث
يقول سيدي الشيخ عبد الحق
قدس سره عن النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم انه قال

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو
کہتا ہے یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک تو اسی کا
نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شریک
ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی
ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو وہ تو تمام
جہان میں جس کے لیے ثابت کی جائے قطعاً
شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو
سکتا۔ تو دیکھو ابلیس لعین کے اللہ عزوجل
کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا
ہے۔ شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے منتفی ہے پھر غضب الٰہی کا گھٹا
ٹوپ اس کی آنکھوں پہ دیکھو۔ علم محمد صلی
اللہ علیہ وسلم میں تو نص مانگتا ہے اور نص
پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی نہ ہو۔ اور
جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی
پر آیا تو خود اسی بحث میں صفحہ ۴۶ پہ اس
ذلت دینے والے کفر سے چھ سطر پہلے ایک
باطل روایت کی سند پکڑی ہے جس کی دین
میں اصلاً اصل نہیں اور اس کی طرف اس کی نسبت
کرتا ہے جنہوں نے اسے روایت نہ کیا
بلکہ اس کا صاف رد کیا کہ کہتا ہے شیخ عبدالحق روایت
کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم
نہیں۔ حالانکہ شیخ نے مدارج النبوۃ میں

لا علم ما وراء هذا الجدار هو
مع ان الشيخ قدس الله تعالى
سره انما قال في مدارج النبوة
هكذا يشكل ههنا بان جاء في
بعض الروايات انه قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم انما
انا عبد لا اعلم وراء هذا الجدار
وجوابه ان هذا القول لا اصل له
ولم تصح به الرواية فانظر
كيف يحتج بلا تقربوا الصلوة
ويترك وانتم سكارى

(حسام ص ۱۴)

یوں فرمایا ہے
کہ یہاں یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ
بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے یوں فرمایا ۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ "میں تو ایک بندہ ہوں
اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے معلوم نہیں"
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول بے اصل ہے
اس کی روایت صحیح نہیں ہوئی۔ دیکھو کیسے
لا تقربوا الصلوٰۃ سے دلیل لیا اور انتم
سکاریٰ کو چھوڑ گیا۔

اس موقع پر ثبوتِ تکفیر پیدا کرنے کے لئے مولوی احمد رضا خاں صاحب نے دین و دیانت پر جو ظلم کیا ہے اس کی فریاد تو واحد قہار سے ہے۔ اس کی باز پرس ان شاء اللہ روزِ جزا ہوگی۔ لیکن دنیا میں ارباب انصاف بھی فیصلہ فرمائیں کہ اس محقق یگانہ ہیئت کے بیان اور اس کے فتوے میں کتنی صداقت ہے؟

اس عبارت میں خاں صاحب نے مصنف براہین قاطعہ پر مندرجہ ذیل چار اعتراض کیے ہیں:

۱۔ (معاذ اللہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو شیطان رجیم کے علم سے گھٹایا۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین کے علم محیط کے اثبات کو شرک بتلایا اور شیطان لعین کے لئے اس کو ثابت مانا تو گویا کسی ایک مخلوق کے لئے جس چیز کا ثابت کرنا شرک ہے دوسری مخلوقات کے لئے بھی اس کا ثابت

کرنا یقیناً شرک ہے تو گویا مصنف براہین نے (معاذ اللہ) شیطان کو خدا کا شریک مان لیا۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر نص قطعی کا انطباق کیا اور جب حضور اقدس کے علم کی نفی کی، تو ایک باطل الروایۃ حدیث سے استناد کیا۔

۳۔ پھر اس حدیث کی روایت کو از راہ دروغ بیانی اس شخص کی طرف منسوب کیا جس نے روایت نہیں کی بلکہ نقل کر کے رد بلیغ کیا۔

یہ ہے خاں صاحب کی اس ساری عبارت کا خلاصہ اور مصنف براہین قاطعہ کے خلاف ان کی فرد قرار داد جرم ہے ——— ہم تحریر جواب سے پہلے چند تمہیدی مقدمات عرض کرتے ہیں۔

پہلا مقدمہ | علم کی دو قسمیں ہیں: ذاتی اور عطائی۔ ذاتی وہ ہے جو از خود ہو، کسی کا دیا ہوا نہ ہو۔ اور عطائی وہ ہے جو کسی کا دیا ہوا اور بتلایا ہوا ہو۔ پہلی قسم (علم ذاتی) اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ مخلوقات میں سے جس کو بھی کوئی علم ہے وہ سب اسی کا دیا ہوا اور بتلایا ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ولی یا نبی یا فرشتے کے لئے بھی علم ذاتی ثابت کرے گا تو سب کے نزدیک مشرک ہوگا، چونکہ یہ تمام امت کا مشہور اجماعی مسئلہ ہے لہٰذا ہم اس کے ثبوت میں صرف خاں صاحب بریلوی ہی کی تصریحات پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(موصوف "خالص الاعتقاد" صفحہ ۲۸ پر رقمطراز ہیں:)

"علم یقیناً ان صفات میں ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی یوں ہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر قسیم کی تقسیم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی"

نیز اسی "خالص الاعتقاد" کے صفحہ ۳۲ پر فرماتے ہیں:

"بلاشبہ غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں ، اس قدر خود حضرت بریلوی ہی سے ہے اور تکفیر کا فتویٰ"

اور "الدولۃ المکیۃ" کی نظر اوّل صفحہ ۲ پر ہے:

النظر الاول : العلم الذاتی مختص بالمولیٰ سبحانہ وتعالیٰ لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئا منہ ولو ادنیٰ من ادنیٰ من ذرۃ لاحد من العالمین فقد کفر واشرک وباد وہلک ۔

علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لئے محال ہے جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہو گیا اور ہلاک و برباد ہوا ۔

دوسرا مقدمہ کائنات کے ہر ذرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہی ہیں اور چونکہ کسی مخلوق کا علم معلومات غیر متناہیہ کو محیط نہیں ہو سکتا لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی حقیقی معنی میں علم محیط نہیں ہو سکتا ۔ اس کے ثبوت میں بھی ہم خان صاحب بریلوی ہی کی تصریحات پر قناعت کریں گے موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں :

بل لہ سبحانہ وتعالیٰ فی کل ذرۃ علوم لا تتناہی لان لکل ذرۃ مع کل ذرۃ کانت او تکون او یمکن ان تکون نسبۃ بالقرب والبعد والجہۃ مختلفۃ فی الازمنۃ باختلاف الامکنۃ من اول یوم الی ما لا آخر لہ والکل معلوم لہ سبحانہ وتعالیٰ بالفعل فعلمہ عز جلالہ غیر

بلکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے ہر ذرہ میں علوم غیر متناہیہ ہیں اس لئے کہ ہر ذرہ کو دوسرے اس ذرہ کے ساتھ جو موجود ہو چکا یا آئندہ موجود ہوگا یا جس کا وجود ممکن ہے ، قرب اور بُعد اور جہت کے اعتبار سے کوئی نسبت ہے جو مختلف ہوتی رہتی ہے ، زمانوں میں ساتھ مختلف ہونے ان امکنہ کے جو واقع ہوں اور جن کا امکان ہے دنیا کے پہلے دن سے

متناهية في غير متناهية في غير متناهية	ابد الآباد تک اور سب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بالفعل معلوم ہے۔ پس اللہ عزوجل کا علم غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے۔
معلوم ان علم المخلوق لا يحيط في آن واحد بغير متناهي كما بالفعل تفصيلا تاما حيث يمتاز فيه كل فرد عن صاحبه امتيازا كليا	۔۔۔ اور معلوم ہے کہ مخلوق کا علم ایک آن میں غیر متناہی بالفعل کا تفصیلی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح کہ اس میں ہر فرد دوسرے سے کامل طور پر ممتاز ہو۔

نیز اسی "الدولۃ المکیۃ" کے صفحہ ۲۱۲ پر ہے:

إلى ان ثبت ان له سبحانه في كل ذرة ذرة علوما لا تتناهى فكيف ينكشف شيء لمخلوق كانكشافه للخالق عزوجل؟	یہ تحقیق میں بیان کر چکا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہر ذرہ میں غیر متناہی علوم ہیں پس کوئی چیز کسی مخلوق کے لئے اس طرح کیسے منکشف ہو سکتی ہے جیسے کہ وہ خداوند تعالیٰ کے لئے ہے۔

تیسرا مقدمہ عقیدہ قائم کرنے کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور نفی کے لئے صرف عدم دلیل ثبوت کافی ہے۔ اسی لئے قرآن عزیز میں جا بجا مشرکین کے خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ کی تردید میں فرمایا گیا ہے کہ یہ ان کے ذاتی خیالات اور شیطانی وسوسے ہیں۔ خدا کی طرف سے ان پر کوئی دلیل و برہان نہیں۔

نیز خود مولوی احمد رضا خان صاحب نے بھی "انباء المصطفیٰ" میں عقائد کے اثبات کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔

چوتھا مقدمہ علوم دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کو دین سے تعلق ہے جیسے تمام علوم دینیہ شرعیہ، اور دوسرے وہ جن کو دین سے تعلق نہیں جیسے زید، عمرو، گنگا پرشاد، جمنا داس، مسز بیسنٹ اور لارڈ ولنگڈن، مسٹر چرچل وغیرہ کے جزئی حالات کا علم، زمین کے کیڑے مکوڑوں اور سمندر کی مچھلیوں کی تعداد اور ان

کے خواص کا علم، اون کی عام نقل و حرکت، اکل و شرب اور بول و براز کا علم ظاہر ہے کہ
ان چیزوں کے علم کو دین سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ان علوم کو کمالِ انسانی میں کوئی دخل، اور
نہ ان کے نہ ہونے سے انسان میں کوئی نقصان۔

اگرچہ یہ مقدمہ بدیہی ہے اور ہر معمولی سی عقل رکھنے والا بھی اس کو تسلیم کرے گا، مگر اب چند روز سے مولوی احمد رضا خان صاحب کی روحانی ذریت نے اس سے انکار شروع کر دیا ہے اور وہ نہایت بلند آہنگی کے ساتھ کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی علم ایسا نہیں جس کا دین سے تعلق نہ ہو اور جس کو کمالِ انسانی میں دخل نہ ہو، لہذا ہم خان صاحب ہی کی ایک عبارت پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں، موصوف کے ملفوظات حصہ سوم صفحہ ۱۱ پر ہے "سیمیا ایک ناپاک علم ہے"، خاں صاحب کے اس مختصر مگر پُرمعنی فقرے سے صرف اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ بعض علوم ناپاک بھی ہیں اور ظاہر ہے کہ جو علم ناپاک ہو وہ نہ دینی علم ہو سکتا ہے اور نہ کسی انسان کے لئے باعثِ کمال۔

پانچواں مقدمہ

شریعت میں جس علم کی مدح کی گئی ہے اور انسانوں کو جس کی ترغیب دی گئی ہے اور جو رضائے الٰہی کا باعث ہے، وہ صرف وہ علم ہے جس کا تعلق دینیات سے ہو اور جس سے کمالِ انسانی وابستہ ہو، مثلاً قرآن عزیز میں ہے:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ — کیا علم والے اور بے علم سب برابر ہو سکتے ہیں۔ (ہرگز نہیں)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ — اللہ تعالیٰ تم میں سے اہلِ ایمان اور اہلِ علم کے درجے بلند کرے گا۔

ظاہر ہے کہ ان آیات میں علم سے نہ انگلش مراد ہے نہ سنسکرت یا جاپانی، نہ سائنس نہ جغرافیہ، نہ جادوگری نہ شاعری، بلکہ صرف علمِ دین ہی مراد ہے، اور دین ہی خدا کو محبوب ہے اور حدیث شریف میں ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ الخ — طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔

كُلِّ مُسْلِمٍ۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے :

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

بے تحقیق انبیاء علیہم السلام نے درہم و دینار کی میراث نہیں چھوڑی، ان کی میراث صرف علم ہے، جس نے اسکو لے لیا اس نے بہت بڑا حصہ پا لیا۔

ان احادیث کریمہ میں بھی علم سے علم شریعت اور علم دین ہی مراد ہے۔ کوئی بیوقوف کہہ سکتا ہے کہ دنیاوی علوم کو حاصل کرنا بھی مسلمان کا مذہبی فرض ہے، اور کوئی محروم البصیرت خیال کر سکتا ہے کہ جادوگری و شعبدہ بازی جیسے لغو علوم بھی میراث نبوت ہیں۔ بہرحال یہ چیز بالکل بدیہی ہے کہ شریعت میں جس علم کی ترغیب دی گئی ہے اور جس کو کمال انسانی میں دخل ہے وہ صرف علم دین ہے۔ بلکہ بیکار اور غیر متعلق باتوں کی کھود کرید سے تو شریعت نے منع فرمایا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار باتوں میں نہ پڑے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مولوی احمد رضا خاں صاحب سے کسی نے تعزیہ داری اور متعلقہ تعزیہ داری کے متعلق چند سوال کئے تھے، منجملہ ان کے بارھواں سوال و شبہہ اسے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق یہ تھا کہ :

"بعد شہادت کس قدر سر مبارک دمشق کو روانہ ہوئے تھے اور کس قدر واپس آئے ؟"

اس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں :

"حدیث میں فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتیں چھوڑ دے۔"

خاں صاحب کا پورا فتویٰ جس میں یہ سوال و جواب درج ہے، کئی جگہ متعدد

بار چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور اس کی اصل پر مہر و دستخط بھی میرے پاس محفوظ ہے اور اگر ان کے یہاں نقل فتاوی کا پورا اہتمام ہوگا (جیسا کہ میں نے سنا ہے) تو غالباً وہاں بھی اس کی نقل محفوظ ہوگی۔

فتوے پر کوئی تاریخ درج نہیں اور لفافہ پر ڈاک خانہ کی مہر بھی کچھ زیادہ صاف نہیں تاہم بعد غور بسیار ظن غالب یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں بریلی کے ڈاک خانہ سے یہ فتوے روانہ ہوا ہے۔ واللہ اعلم!

خاں صاحب کے اس فتوے سے یہ بھی صاف معلوم ہوگیا کہ بعض علوم ایسے بھی ہیں جو بیکار ہیں اور ان کا حاصل نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ جس سوال کے جواب میں خاں صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے وہ سوال زید، عمرو، بکر، حیوانات و بہائم، دریائی مچھلی، مینڈک یا حشرات الارض کے متعلق نہیں کیا گیا ہے بلکہ اہل بیت کرام و شہدائے عظام کے مقدس سروں کے متعلق سوال ہے اس کا جواب خاں صاحب یہ دیتے ہیں کہ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتوں کو چھوڑ دے۔

چوتھا مقدمہ | جو علوم انسان کے لئے باعث کمال نہیں اور جن کے حصول کے لئے انسان خدا کی طرف سے مامور نہیں (جیسے روزمرہ کے جزئی حوادث اور مخصوص افراد کے شخصی اور خانگی حالات) ان میں ایک مفضول کا دائرہ علم افضل سے اور ایک مرؤوس کا مقبول سے وسیع ہو سکتا ہے بلکہ غیر دینی اور غیر ضروری امور میں غیر نبی کا علم بھی کبھی نبی سے بڑھ سکتا ہے، لیکن علوم شرعیہ و امور ضروریہ اور اصول دینیہ میں ہمیشہ نبی ہی کا دائرہ علم زیادہ وسیع ہوگا کیونکہ ان علوم کے فیضان میں وہ تمام امت کے لئے واسطہ کبری ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے یہ علوم افراد امت تک پہنچتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

یجوز ان یکون غیر النبی	جائز ہے کہ غیر نبی، نبی سے بڑھ جائے
فوق النبی فی علوم لا تتوقف نبوتہ	ان علوم میں کہ جن پر نبی کی نبوت

علیہ ا ۔ (شفاء ص ۲۹۳) موقوف نہیں ۔

ساتواں مقدمہ

دنیا سے غیر متعلق اور غیر ضروری امور کے نہ جاننے کی وجہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام اور دیگر مقبولین بارگاہ احدیت کی شان میں کوئی کمی بھی نہیں آتی اور مذاق کے کمال علمی کو اس سے کچھ صدمہ پہنچتا ہے۔ بلکہ ایسا سمجھنا انتہائی سفاہت اور منصب رسالت سے اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے۔

علامہ قاضی عیاض جن کو حضرت رسالت کے ساتھ والہانہ عشق ہے "شفا شریف" میں اس نکتہ پر تنبیہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فأما ما تعلق منها بأمر الدنيا فلا يشترط في حق الأنبياء العصمة من عدم معرفة الأنبياء ببعضها أو اعتقادها على خلاف ما هي عليه ولا وصم عليهم فيه إذ هممهم متعلقة بالآخرة وأنبائها وأمر الشريعة وقوانينها وأمور الدنيا تضادها بخلاف غيرهم من أهل الدنيا الذين يعلمون ظاهرا من الحياة الدنيا وهم عن الآخرة هم الغافلون ۔

(شفاء ص ۲۴۴)

بہرحال وہ امور جن کا تعلق دنیاوی باتوں سے ہو، سو ان میں سے بعض کے نہ جاننے سے اور ان کے متعلق خلاف واقعہ اعتقاد قائم کر لینے سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری نہیں یعنی ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض دنیاوی باتوں کا علم نہ ہو نیز اس کے نہ جاننے کی وجہ سے ان پر کوئی عیب نہیں کیونکہ ان کی توجہ آخرت اور اس کی خبروں اور شریعت اور اس کے قوانین کے ساتھ متعلق ہے اور دنیوی باتیں ان کے برعکس ہیں بخلاف اہل دنیا کے جو اسی دنیاوی زندگانی کو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

پھر اس مضمون کو متعدد احادیث شریفہ سے ثابت فرما کر صفحہ ۲۴۳ پر لکھتے ہیں:

فمثل هذا وأشباهه من أمور الدنيا التي لا مدخل فيها لعلم ديانة ولا اعتقادها

پس دنیاوی امور میں سے ایسی باتیں کہ جن کو نہ دین کے علم میں کچھ دخل ہے نہ اس کی تعلیم میں، نہ اس کے اعتقاد میں، سو ایسی باتوں کے

عن انس و عائشة معًا، وابن جرير عن ابی قتادة (کنز العمال ج ۲ ص ۱۰۱) اور امام مسلم نے حضرت انس سے اور ابن ماجہ نے حضرت انس اور حضرت عائشہ دونوں سے اور ابن جریر نے حضرت ابوقتادہ سے۔

آٹھواں مقدمہ — اگر بعض جزئی واقعات کا علم کسی ادنیٰ درجے کے شخص کو ہو اور اعلیٰ کو نہ ہو یا کسی اُمتی کو ہو اور نبی کو نہ ہو تو صرف اس کی وجہ سے اس ادنیٰ کو اعلیٰ سے اور اس اُمتی کو نبی سے اعلم (زیادہ علم والا) نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً آج کل کی مادی ایجادات اور صنعتی اختراعات کے متعلق جو معلومات یورپ کے ایک ٹیکنیکل ہیڈ کو ہیں یقیناً وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کو حاصل نہ تھے۔ اگر ہوائی جہاز بنانے کا علم جو اس کے غیر مسلم موجد کو تھا، وہ یقیناً حضرت غوث پاکؒ کو نہ تھا۔ لیکن کون احمق ہے جو ان مادی اور دنیوی امور کی وجہ سے یورپ کے ان ملحدین کو حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اعلم (زیادہ علم والا) کہنے کی جرأت کرے۔ سینما اور تھیٹر کے متعلق جو معلومات ایک فاسق و فاجر بلکہ ایک کافر و مشرک تماشبین کو ہیں وہ یقیناً ایک بڑے سے بڑے متقی عالم کو نہیں۔ تو کیا کوئی تاریک دماغ ہر تماشبین کو اس عالم سے اعلم کہہ سکتا ہے اور اسی پر کیا موقوف، جرائم پیشہ لوگوں کو جو معلومات اپنے جرائم کے متعلق ہوتے ہیں حضرات علمائے دین کو ان کی ہوا بھی نہیں لگتی تو کیا سب چور، ڈاکو، گرہ کٹ، پاکٹ مار، شرابی، کبابی، ہر عالم دین کے مقابلہ میں اعلمیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ نجاست کھانے والے کیڑے کو نجاست و غلاظت کا ذائقہ معلوم ہوتا ہے اور ہر شریف انسان اس سے ناواقف ہے، تو کیا اب نجاست کا ہر کیڑا بھی تمام انسانوں سے اعلم کہا جا سکتا ہے۔

بہرحال یہ مقدمہ بالکل بدیہی ہے کہ جو علوم دین سے غیر متعلق ہوں اور جن علوم کو کمال انسانی میں کوئی دخل نہ ہو، وہ اگر کسی شخص کو زیادہ مقدار میں حاصل ہو جائیں تو صرف اس کی وجہ سے اس کو زیادہ علم والا نہیں کہا جا سکتا، اعلم (زیادہ علم والا)

نہیں کہا جاسکتا جب کہ علوم کمالیہ اور علوم وہبیہ میں دوسروں پر فوقیت رکھتا ہو۔

نواں مقدمہ

قرآن و حدیث میں اس کی نظیریں بکثرت ملتی ہیں کہ حضور کی حیات طیبہ میں بہت سے واقعات جزئیہ کی اطلاعات دوسرے لوگوں کو ہوگئی اور بوجہ اس کے کہ وہ واقعہ انھیں پر گزرا تھا یا ان سے اس کا کوئی خاص تعلق تھا، اور حضور کو اس وقت اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ غزوۂ تبوک میں عبداللہ بن ابی منافق نے کسی موقعہ پر یہ کہا:

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے والے ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو۔

نیز اسی مجلس میں اس نے یہ بھی کہا:

لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔

اگر ہم مدینہ پہنچے تو ہم میں سے جو زیادہ عزت والا ہوگا وہ ذلیلوں کو نکال دے گا (یعنی ہم مہاجرین کو مدینہ سے بھگا دیں گے)

اس کی یہ بکواس حضرت زید بن ارقم نے سنی اور انھوں نے اپنے چچا سے اس کا ذکر کر دیا۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ان منافقین نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے نہیں کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق کر دی اور زید بن ارقم کو جھوٹا قرار دے دیا۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا ایسا صدمہ ہوا کہ مدت العمر کبھی ایسا صدمہ نہ ہوا تھا، یہاں تک کہ میں نے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون کی ابتدائی آیتیں نازل فرمائیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ درحقیقت ان منافقین نے ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ تو حضور نے مجھ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مطمئن ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیان کی تصدیق نازل فرما دی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

۲ - بعض منافقین کے متعلق سورۂ توبہ میں ارشاد ہے :

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

اور بعض لوگوں میں سے جو تمھارے اردگرد ہیں بدوی منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ میں سے منافقت میں بہت مشّاق ہیں ، آپ ان کو نہیں جانتے ، ہم ان کو خوب جانتے ہیں ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں خود مدینہ طیبہ اور اس کے آس پڑوس کی بستیوں میں کچھ ایسے منافق تھے جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے محبوب آپ ان کو نہیں جانتے ، اور ظاہر ہے کہ خود ان منافقین کو اپنے نفاق کا ضرور علم ہوگا ۔

(۳) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۔

(سورۂ بقرہ)

اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کی بات اس دنیاوی زندگی میں آپ کو اچھی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر خدا کو گواہ بناتے ہیں اور فی الحقیقت وہ نہایت جھگڑالو ہیں ۔

(ترجمہ)

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے ، یہ شخص دیکھنے میں بہت اچھا اور نہایت شیریں زبان تھا ، حضور کی خدمت میں آیا اور اپنے کو مسلمان ظاہر کرتا اور بہت زیادہ اظہار محبت کرتا تھا اور اس پر خدا کی قسمیں کھاتا تھا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور درحقیقت وہ منافق تھا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

فنزل فیہ "ومن الناس من یعجبک قولہ" ای یروقک وتستحسنہ و یعظم فی قلبک ۔

(خازن ، جلد اول ص ۱۴۱)

اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جن کی بات آپ کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور آپ اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور آپ کے دل میں اسکی عظمت ہوتی ہے ۔

اس آیت کریمہ اور اس کے شان نزول سے معلوم ہوا کہ اخنس بن شریق کے باطن

کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی تھا اور ظاہر ہے کہ وہ بدبخت اپنے حال سے خوب آگاہ تھا۔

۴۔ نیز منافقین ہی کی ایک جماعت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے :-

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ	اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت
وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۔	آپ کو خوشنما معلوم ہوں اور اگر وہ کچھ
(سورۂ منافقون)	کہیں تو آپ ان کی سن لیں گے ۔

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ کی تفسیر میں ہے :

ای فتحسب انہ صدق	یعنی آپ انکو سچا سمجھیں (ج ۶ ص ۴۲)

ان تینوں آیتوں سے بطور قدر مشترک اتنا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ ہی کے اندر کچھ ایسے سیاہ باطن منافق بھی تھے جن کے نفاق (یا علامت نفاق) کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا۔ ظاہر حال دیکھ کر آپ ان کو اچھا جانتے تھے۔ ان کی جھوٹی باتوں کو سچ سمجھتے تھے، اور وہ بدکردار اپنے حال سے خود یقیناً خبردار تھے (اگرچہ بعد میں بذریعہ وحی حضورؐ کو بھی مطلع فرما دیا گیا ہو)

اس کے بعد ہم اس سلسلہ میں صرف ایک آیت اور پیش کرتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے :

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا	اور ہم نے اپنے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور
يَنْبَغِي لَهُ ۔ (سورۂ یٰسین)	نہ وہ ان کے لئے مناسب ہے ۔

اس آیت کریمہ سے نہایت صاف طور پر معلوم ہوا کہ آپ کو علم شعر نہیں عطا فرمایا گیا حالانکہ یہ علم کا فروں تک کو حاصل ہوتا ہے ۔

بہر حال قرآن اس حقیقت پر شاہد ہے کہ بعض غیر ضروری اور امور رسالت سے غیر متعلق علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں عطا فرمائے گئے، اور دوسروں کو حتیٰ کہ

مشرکوں یا ان کافروں کو وہ حاصل تھے، لیکن اس کی وجہ سے ان دوسروں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کہہ دینا انتہائی جہالت اور اعلیٰ درجہ کی حماقت اور ضلالت ہے۔

اگر اس قسم کے واقعات احادیث میں تلاش کئے جائیں تو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں نکل آویں گے۔ یہاں نمونہ کے طور پر صرف چند حدیثیں اجمالاً ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ پایا تو حال دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا:

أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي	پھر تم نے مجھ کو اطلاع کیوں نہیں کی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهَا فَدَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا۔	یعنی مجھے اس کی قبر بتلاؤ، چنانچہ قبر بتلا دی گئی، پس آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کو اس عورت کے انتقال کی اطلاع نہ ہوئی اور صحابہ کو اطلاع تھی، نیز اس کی قبر کی اطلاع بھی صحابہ نے ہی حضور کو دی۔

(۲) سنن نسائی میں حضرت یزید بن ثابت سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے تو حضور کی نظر ایک نئی قبر پر پڑی۔ فرمایا:

مَا هٰذَا؟	یہ کیا ہے؟ (یعنی یہ کس کی قبر ہے)

عرض کیا گیا کہ یہ فلاں شخص کی فلانی کنیز کی قبر ہے۔ دوپہر میں اس کا انتقال ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قیلولہ فرما رہے تھے اور حضور روزہ سے بھی تھے اس لئے ہم نے جگانا بہتر نہ سمجھا۔ پس حضور کھڑے ہو گئے اور لوگوں نے پیچھے صف باندھی اور حضرت نے نماز پڑھی، پھر ارشاد فرمایا:

لا یموت فیکم میت ما دمت بین اظہرکم الا آذنتمونی بہ فان صلوتی لہ رحمۃ (نسائی صفحہ ۲۸۲)

جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو مجھ کو ضرور اسکی خبر دیا کرو کیونکہ میری نماز اس کے واسطے رحمت ہے۔

اس روایت سے بھی ہمارے مدعا پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے اور اس سے صرف ایک وقتی واقعہ ہی نہیں بلکہ آپ کی زندگی کی ایک عام مستمر حالت معلوم ہوتی ہے

(۳) صحیح بخاری اور سنن اربعہ میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد میں شہدائے احد میں سے دو دو کو ایک ایک قبر میں دفن فرماتے تھے اور قبر میں اتارتے وقت لوگوں سے دریافت فرماتے تھے۔

ایہما اکثر اخذا للقرآن فاذا اشیر الی احدہما قدمہ فی اللحد۔

ان دونوں میں سے کون زیادہ قرآن حاصل کرنیوالا ہے پس جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو آپ اس کو لحد میں پہلے اتارتے۔

(۴) صحیح مسلم اور سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے کچھ آواز سنی، فرمایا:

متی مات ہذا؟ — یہ شخص کب مرا ہے؟

قالوا مات فی الجاہلیۃ — لوگوں نے عرض کیا دور جاہلیت میں۔

فسر بذلک — تو آپ کو اس سے مسرت ہوئی۔

(۵) مسند احمد اور مسند بزار میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک غزوہ میں حضورؐ کی خدمت میں پنیر حاضر کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ:

این صنعت ہذہ؟ — یہ کہاں کا تیار شدہ ہے؟

فقالوا بفارس الخ — لوگوں نے عرض کیا فارس کا بنا ہوا ہے۔

(۶) ابو داؤد و جامع ترمذی میں ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مقام مارب میں جو شورہ ہے وہ مجھ کو عنایت فرما دیا جائے۔ چنانچہ حضورؐ نے درخواست منظور فرمائی، اور وہ ان کو دے دیا گیا۔ جب وہ واپس چلے گئے تو حاضرینِ مجلس میں سے ایک صحابی نے حضورؐ سے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے ان کو کیا دے دیا؟

أتدري ما قطعت له يا رسول الله، إنما قطعت له الماء العِدّ، فانتزعه منه۔ الخ (ترمذی ج ۱ ص ۱۶۶)

آپ نے تو ان کو بنا بنایا پانی دے دیا کہ کاوش کئے بغیر ہی نکلا ہوا چشمہ دے دیا۔ تو حضورؐ نے ان سے وہ واپس لے لیا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو پہلے اس سرزمین کی مخصوص حیثیت معلوم نہیں تھی اور اسی لاعلمی کی وجہ سے وہ زمین ان صاحب کو عطا فرما دی گئی تھی۔ لیکن جب بعد میں ان صحابی کے عرض کرنے سے اس کی حیثیت معلوم ہوئی کہ اس سے عام پبلک کے منافع وابستہ ہیں تو حضورؐ نے اس کو واپس لے لیا۔

(۷) صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا تشریف لے گئے تو میں نے حضورؐ کے لئے پانی بھر کر رکھ دیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ

من وضع هذا؟ فأُخبر، فقال: اللّٰهم فقّهه في الدين وعلّمه التأويل۔

یہ کس نے رکھا ہے؟ تو حضورؐ کو اطلاع دی گئی کہ میں نے رکھا ہے تو حضورؐ نے مجھے تفقہ فی الدین اور علم تاویل قرآن کی دعا فرمائی۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اس موقع پر حضورؐ کو پانی رکھنے والے کی اطلاع دوسروں نے دی۔

(۸) سنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بخار میں مبتلا تھا اور مسجد میں پڑا ہوا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پس آپ نے فرمایا؟

من احسن الفتى الدوسي ثلث مرات فقال رجل يا رسول الله هو ذا ابو علك في جانب المسجد فاقبل يمشي حتى وصل الي فوضع يده على الخ

کسی نے دوسی جوان (ابو ہریرہ) کو دیکھا ہے؟ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا، تو ایک شخص نے عرض کیا، حضرت وہ یہ ہیں، اکھا ہیں، مبتلا ہیں، مسجد کے کونے میں ہیں، پس آپ میری طرف کو چلے اور میرے پاس پہونچ کر اپنا دست مبارک مجھ پر رکھ دیا۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مسجد میں ہونے کی اطلاع حضور کو نہ تھی۔ دوسرے شخص کے مطلع کرنے سے حضور کو خبر ہوئی۔

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ میں عبد الرحمن ابن الازہر سے مروی ہے کہ:

رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفتح وانا غلام شاب يسئل عن منزل خالد بن الوليد.

میں نے فتح مکہ کے سال دیکھا، میں جوان لڑکا تھا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خالد ابن ولید کے گھر کا پتہ پوچھتے تھے۔

(۶) صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی اور سنن ابی داؤد میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک بار اپنی خالہ حضرت میمونہ[1] کے پاس حاضر ہوا، تو میں نے ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ دیکھی جس کو ان کی بہن حفیدہ نجد سے لائی تھیں، وہ گوہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی گئی اور حضور کی عادت شریفہ تھی کہ جب تک کھانے کی کیفیت بیان کر دی جاتی اور اس کا نام نہ بتلایا جاتا، آپ اس کی طرف بہت کم ہاتھ بڑھاتے تھے۔

وكان قلما يقدم يده لطعام حتى يحدث عنه ويسمى له فاهوى بيده الى الضب فقالت امرأة

پس آپ نے اپنا دست مبارک گوہ کی طرف بڑھایا تو ایک عورت نے کہا کہ حضور کو بتلا دو کہ حضور کے سامنے کیا رکھا گیا ہے۔

۱؎ حضرت میمونہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور خالد بن ولید اور عبد اللہ بن عباس کی حقیقی خالہ تھیں۔ ۱۲ منہ۔

اخبرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بما قدمت لہ فسلن
ھوالضب یا رسول اللہ فرفع یدہ الخ

چنانچہ ازواج مطہرات میں سے جو حاضر تھیں
انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ گوہ ہے تو آپ
حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ الخ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب گوہ حضورؐ کے سامنے رکھی گئی تو آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ گوہ ہے حتی کہ آپ نے کھانے کے لئے ہاتھ بھی بڑھایا اور بعد میں جب دوسروں کے بتلانے سے اس کا علم ہوا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

(۱۱) طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت بلالؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ میرے پاس معمولی درجہ کی کھجوریں تھیں، میں نے ان کھجوروں کو دے کر ان کے بدلے میں ان سے آدھی عمدہ کھجوریں لے لیں اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر کیں، آپ نے ارشاد فرمایا، ان سے اچھی کھجوریں آج تک ہم نے نہیں دیکھیں، تم یہ کہاں سے لائے ہو؟ حضرت بلالؓ کہتے ہیں،

من این ھذا یا بلال؟
فحدثتہ بما صنعت فقال
انطلق فردہ علی صاحبہ الخ

میں نے وہ تبادلے کا واقعہ بیان کر دیا تو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی جا کر ان
کو واپس کر کے آؤ کیونکہ یہ ربا ہو گیا،

(۱۲) مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں بہت عمدہ کھجوریں دیکھیں، دریافت فرمایا یہ کھجوریں تمہارے پاس کہاں سے آئیں انہوں نے عرض کیا،

من این لکم ھذا؟ قلن ابدلنا
صاعین بصاع فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم، لا صاعین بصاع
ولا درھمین بدرھم الخ

ہم نے دو صاع اپنی معمولی کھجوریں دے کر
یہ ایک صاع اچھی کھجوریں لی ہیں حضور نے
فرمایا کہ ایک صاع کے بدلے میں دو صاع اور ایک
درہم کے بدلے میں دو درہم جائز نہیں۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو اس ناجائز تبادلہ کی اطلاع ہی دوسروں

کے عرض کرنے سے ہوئی۔

(۴۳) روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے مسند میں اور ابونعیم نے کتاب المعرفت میں حضرت عبداللہ بن سلام سے، اور عبدالرزاق نے ابوامامہ سے اور ابن جریر نے ابن ساعدہ سے کہ

جب اہل قبا کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی

ما هذا الطهور الذي قد خصصتم به في هذه الآية وفي بعض الروايات ما هذا الطهور حكم وفي بعضها ان الله قد اثنى عليكم في الطهور خيرا

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبا کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمھارے یہاں کیا خاص طہارت ہے جس کی تعریف خداوند تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے جو انھوں نے عرض کیا کہ ہم استنجا میں ڈھیلے کے ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۴۴) صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ہجرت پر حضور سے بیعت کی اور حضرت کو یہ علم نہ تھا۔

ولم يشعر انه عبد فجاء سيده يريده فقال له صلى الله عليه وسلم بعنيه فاشتراه بعبدين اسودين ثم لم يبايع احدا بعده حتى يسأل اعبد هو؟

کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اس کے لینے کے ارادہ سے اس کا آقا آیا تو حضور نے اس سے فرمایا کہ تم اس غلام کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو چنانچہ آپ نے دو حبشی غلام دے کر اس کو خرید لیا اور اس کے بعد آپ کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے جب تک کہ یہ دریافت نہ فرمالیں کہ وہ غلام تو نہیں ہے

(۴۵) صحیح بخاری اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ وہ مدینہ میں سریانی زبان کے جاننے والے صرف یہودی تھے۔ اگر کہیں سے سریانی میں کوئی خط آتا تو وہی پڑھتے اور کسی کو سریانی میں کچھ لکھوانا ہوتا تو وہ انہیں سے لکھواتا۔ جب حضور کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے مجھ کو سریانی

سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا، خدا کی قسم، میں اپنی خط و کتابت میں یہودیوں کی طرف سے مطمئن نہیں (واللہ ما آمن یہود علی کتابی) پس نصف مہینہ پورا نہیں ہوا تھا کہ میں نے سُریانی سیکھ لی اور مجھے اس میں خاص مہارت ہوگئی۔ پھر میں ہی آں حضرتؐ کی طرف سے یہودیوں کو خط لکھا کرتا تھا اور میں ہی ان کے خطوط پڑھتا تھا۔

اس روایت میں یہودیوں کی طرف سے جس خطرے کا ذکر ہے وجہ یہی ممکن ہے کہ حضورؐ کو اس سریانی زبان کا علم نہ ہو جس کا علم اس زمانہ کے یہودیوں کو تھا۔ اگرچہ اس رعایت کے لئے حضورؐ کا اُمی ہونا ہی کافی ہے جس کی شہادت قرآن مجید میں دی گئی ہے مگر میں نے یہ روایت اس لئے نقل کر دی کہ یہ اس حقیقت کی ایک عملی تفسیر ہے جس کے بعد کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ تاویل صرف زبان و الفاظ میں چل سکتی ہے نہ کہ واقعات و حالات میں۔

یہاں تک پانچ آیتوں اور پندرہ حدیثوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ عہدِ رسالت میں بہت سے جزئی واقعات پیش آتے تھے اور حضورؐ کو ان کی اطلاع نہیں ہوتی تھی اور دوسرے لوگوں کو ہو جاتی تھی۔ لیکن صرف ان جزئی معلومات کی وجہ سے (جن کو امورِ دین و دیانت اور فرائضِ نبوت و رسالت سے کوئی خاص تعلق بھی نہیں) نہ ان دوسرے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا کہا جا سکتا ہے اور نہ ان علوم کے عدمِ حصول سے حضورؐ کے کمالِ علمی میں کوئی کمی آتی ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی مفتی بغداد علیہ الرحمۃ اپنی بے نظیر تفسیر روح المعانی میں ارقام فرماتے ہیں:

ولا يستقل فوات كمال بعدم العلم بحوادث دنيوية جزئية كعدم العلم بما يصنع زيد مثلاً في

اور محض دنیوی اور جزئی حوادث کے علم نہ ہونے کی وجہ سے کمال کے فوت ہو جانے کا قائل نہیں جیسے کہ زید کے روزمرہ کے

بحثہ و ما یجری علیہ فی یومہ و غدہ (روح المعانی ج ۲۰ ص ۴۵)

خانگی حالات کا علم رسولِ پاک کے علموں کے نہ ہونے سے کمال نہیں جاتا۔

دسواں مقدمہ

اگر زید کو ایک ہزار باتوں کا علم ہو اور عمرو کو لاکھوں کروڑوں باتوں کا لیکن زید کے ان ایک ہزار معلومات میں سے دس بیس ایسے ہوں جو عمرو کو حاصل نہ ہوں قرآن و حدیث جیسے علوم کی وجہ سے (جو زید کو حاصل ہیں اور عمرو کو حاصل نہیں) تو زید کو علی الاطلاق "اعلم من عمرو" (عمرو سے زیادہ علم والا) نہیں کہا جا سکتا (دراں حالانکہ عمرو کو لاکھوں اور کروڑوں وہ علوم عالیہ حاصل ہیں جن کی زید کو ہوا بھی نہیں لگی) البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ زید کو فلاں فلاں معلومات ہیں اور عمرو کو نہیں مثلاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شریعت کے لاکھوں اور کروڑوں علم حاصل تھے اور ابن رشد کو بھی علوم شرعیہ میں خاصی دستگاہ تھی لیکن حضرت امام ابو حنیفہ رح کے عشر عشیر بھی نہیں تھی مگر فلسفہ یونان کے متعلق جو معلومات ابن رشد کو حاصل تھے، وہ یقیناً حضرت امام ابو حنیفہ کو حاصل نہ تھے کیونکہ ان کے زمانے میں فلسفہ یونانی عربی میں منتقل ہی نہیں ہوا تھا لیکن اس کی وجہ سے ابن رشد کو حضرت امام ابو حنیفہ سے اعلم نہیں کہا جا سکتا۔

علیٰ ہذا حضرت امام شافعی اور امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم کو کتاب و سنت کے لاکھوں علوم حاصل تھے مگر تاریخ و سیر میں جو معلومات ابن خلدون اور ابن خلکان کے تھے وہ تمام بحیثیت مجموعی ان حضرات کو یقیناً حاصل نہ تھے کیونکہ ابن خلکان اور ابن خلدون کے علم میں تو بہت سے وہ تاریخی واقعات بھی تھے جو ان حضرات ائمہ کی وفات کے بعد وقوع میں آئے، لیکن اس کی وجہ سے ابن خلکان اور ابن خلدون کو یا آج کل کے کسی مورخ کو ان ائمہ دین سے اعلم نہیں کہا جا سکتا۔ علیٰ ہذا ایک موٹر ڈرائیور کو موٹر ڈرائیوری کے متعلق اور ایک موچی کو جفت دوزی کے متعلق جو معلومات حاصل ہوتے ہیں وہ یقیناً مولوی احمد رضا خاں صاحب کو حاصل نہ تھے، لیکن میرے نزدیک کوئی اعلیٰ درجہ کا احمق بھی اس کی وجہ سے ہر موٹر ڈرائیور اور موچی کو خان صاحب موصوف

سے زیادہ وسیع العلم کہنے کی جرأت نہ کرے گا۔

بہرحال جب کسی ایک شخص کو دوسرے کے اعتبار سے علی الاطلاق اعلم زیادہ علم والا کہا جائے گا۔ تو مجموعہ علوم کے اعتبار سے اور بالخصوص علوم دینیہ شرعیہ ہی کے اعتبار سے کہا جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص زید کے لئے کسی خاص علم کی وسعت تسلیم کرے اور عمرو کے لئے تسلیم نہ کرے تو اس سے ہرگز لازم نہیں آتا کہ اس نے زید کو عمرو سے اعلم مان لیا۔ بالخصوص جب کہ وہ جز علوم عالیہ کمالیہ میں سے بھی نہ ہو۔ اور بالخصوص جب کہ شخص مذکور عمرو کے لئے اعلیٰ درجہ کے لاکھوں اور کروڑوں علوم ایسے مان رہا ہو جن کی زید کو بلکہ دنیا کے کسی انسان کو ہوا بھی نہ لگی ہو ——— تلک عشرۃ کاملۃ

یہاں تک دس مقدمے ہو گئے۔ ہم اسی سلسلہ کو یہیں ختم کرتے ہیں اور اصل مبحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس بحث میں بھی جواب دینے سے پہلے ہم کو مولوی احمد رضا خاں صاحب کی دیانت کا مرثیہ پڑھنا پڑتا ہے اگر جناب موصوف عبارات براہین قاطعہ کے نقل کرنے اور ان کا مطلب بیان کرنے میں خیانت سے کام نہ لیتے تو آج اس کے جواب میں ہم کو اس قدر طوالت اختیار کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

براہین قاطعہ میں نہ تو مطلق علم کی وسعت میں کلام تھا نہ علوم عالیہ کمالیہ کی بحث تھی، بلکہ صرف علم روئے زمین کی وسعت میں گفتگو تھی، مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ہم مشرب مولوی عبدالسمیع صاحب نے "انوار ساطعہ" میں شیطان و ملک الموت کے لئے اسی وسعت علمی کو دلائل سے ثابت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کیا اور اسی قیاس کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم زمین کی وسعت ثابت کی تھی، اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مصنف براہین قاطعہ نے اسی قیاس کو رد کیا ——— (براہین قاطعہ، انوار ساطعہ ہی کا جواب ہے)۔

بہرحال براہین قاطعہ کی ساری بحث صرف علم زمین کی وسعت میں تھی جس کو دین و دیانت اور فرائض نبوت و رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں اور ایسے

علوم کے متعلق ذیل مقدمہ میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح ہم تفسیر کبیر سے نقل کر چکے ہیں کہ ان میں غیر نبی نبی سے بڑھ سکتا ہے۔[1]

لیکن مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنی بے پروائی سے لکھ مارا کہ:

انہ قد صرح فی کتابہ البراہین القاطعۃ ..... بان شیخہم ابلیس اوسع علما من رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

غور فرمایا جائے کہاں صرف علم زمین کی وسعت اور کہاں مطلق علم کی وسعت۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہم ناظرین کی سہولت کے لئے ایک مثال بھی پیش کرتے ہیں اور اسی سے انشاء اللہ تعالی عبارت براہین کی پوری توضیح بھی ہو جائے گی۔

فرض کیجئے کہ مصنف انوار ساطعہ کی ذہنیت رکھنے والا مولوی احمد رضا خان صاحب کا کوئی دوسرا صاحبزادہ مثلاً زید کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم حاصل تھا اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ بہت سے فاسقوں اور کافروں کو یہ فن آتا ہے، امرء القیس بدترین کافر تھا اور ساتھ ہی اعلی درجہ کا شاعر بھی، فردوسی فاسد العقیدہ شیعی تھا اور فارسی کا بہترین شاعر بھی، پس جب کہ فاسقوں اور کافروں تک کو یہ فن حاصل ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو افضل المرسلین سید الاولین والآخرین ہیں ضرور حاصل ہوگا۔ اس کے جواب میں مولانا خلیل احمد صاحب کا کوئی ہم مسلک مسلمان کہے کہ

"امرء القیس اور فردوسی کا حال تاریخ کی متواتر شہادتوں سے معلوم ہوا اب اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی شعر ثابت کرنا سب جاہلوں سے

---

[1] نیز مقدمہ مذکورہ کے ذیل میں عقلی و نقلی دلائل سے ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ اگر ایسے علوم میں کسی کا علم زیادہ وسیع ہو تو اس کو دوسرے کے مقابلہ میں علی الاطلاق اعلم نہیں کہا جا سکتا، جب کسی کو دوسرے کے اعتبار سے اعلم کہا جائے گا تو علوم کمالیہ اور محمودہ ہی کے لحاظ سے کہا جائے گا جیسا کہ اس مقدمہ میں ثابت کیا جا چکا ہے۔

ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں۔ اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا اس کا اثبات جب قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ وضع کیا گر فاسد کیا چاہے تو کب قابل التفات ہوگا۔

قرآن پاک میں ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ (سورہ یٰس)	یعنی ہم نے ان کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو شعر کا علم نہیں دیا اور وہ ان کے لئے مناسب بھی نہیں۔

اور کتب حدیث میں مروی ہے کہ حضور نے مدت العمر کبھی ایک شعر بھی نہیں کہا اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب «فتاوی قاضی خان» میں ہے:

قال بعض العلماء من قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال شعرًا فقد کفر۔	جو شخص کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شعر بھی کہا ہے وہ کافر ہے۔

تیسرے اگر افضلیت ہی اس کی موجب ہے تو تمام نیک مسلمان امراؤ القیس اور فردوسی سے اچھے شاعر ہونے چاہئیں۔۔۔۔ علیٰ ہذا القیاس غور کرنا چاہئے کہ امراؤ القیس اور فردوسی کا حال دیکھ کر علم شعر کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بدلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

امراؤ القیس اور فردوسی کو علم شعر کی وسعت تاریخ کی متواتر شہادتوں سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم شعر کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک خلاف شریعت عقیدہ ثابت کرتا ہے۔[1]

[1] مذکورہ بالا عبارت تنبیہ براہین قاطعہ کی ہے، البتہ خط کشیدہ الفاظ ہمارے ہیں جن میں تفصیل کی غرض سے کچھ ترمیم کر دی گئی ہے ورنہ مفہوم بالکل براہین قاطعہ ہی کا ہے۔ ۱۲ منہ

اس پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کا کوئی روحانی فرزند فتویٰ دے کہ جب
اس شخص نے اپنی عبارت میں تصریح کی ہے کہ امراء القیس اور فردوسی کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ...... اور چونکہ نسیم الریاض میں فرمایا کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ حضور کو گالی دینے والا ہے۔ (لہٰذا کافر و مرتد ہے)

ناظرین بالانصاف غور فرمائیں کہ اس مفتی نے خیانت نہیں کی؟ کیا مذکورہ عبارات میں مطلق علم یا علوم عالیہ کمالیہ کی بحث تھی؟ اور کیا شخص مذکور نے امراء القیس اور فردوسی کے لئے مطلق علم کی یا علوم عالیہ کمالیہ کی وسعت تسلیم کی ہے؟ اور کیا اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلق وسعت علمی سے انکار کیا ہے؟ یا علوم متعلقہ نبوت و رسالت و علوم عالیہ و کمالیہ سے اس کو انکار ہے؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں بلکہ یہاں صرف علم شعر کی بحث ہے۔ اسی کی وسعت کو امراء القیس جیسے کافر اور فردوسی وغیرہ کے لئے تسلیم کیا گیا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی نفی کی گئی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ شخص مذکور نے امراء القیس جیسے کافر اور فردوسی جیسے فاسد العقیدہ کو حضور سے زیادہ وسیع العلم مان لیا ہے یا تو ایسے عیار و مکار کا کام ہے جو اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے مسلمانوں میں تفریق ڈالنا چاہتا ہے یا ایسے جاہل اور احمق کا کام ہے جو "اعلم" اور "اوسع علماً" کے معنی سے بھی نا آشنا ہے۔ ہم دسویں مقدمہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ ایک کو دوسرے کے اعتبار سے اعلم (زیادہ وسیع العلم) علوم عالیہ کمالیہ اور مجموعہ علوم ہی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ایک موچی اور ایک موٹر ڈرائیور بلکہ [illegible]

---

¹ منقولہ بالا عبارت بعینہٖ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی ہے۔ ہم نے صرف ابلیس کی مثال کے بدلے ابلیس کے بجائے امراء القیس اور فردوسی کا نام لکھ دیا ہے۔ ۱۲ منہ

کے ایک ناپاک کیڑے کو بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مقابلہ میں اعلم کہا گیا ہو؛ اس کی تفصیل آٹھویں اور دسویں مقدمے کے ذیل میں گذر چکی ہے۔

اگرچہ ارباب فہم کے لئے اسی قدر کافی ہے مگر بدقسمتی سے سابقہ ایسی جماعت سے پڑا ہے جس میں جہل کی کثرت ہے اور پھر اللہ کی شان ہے کہ جو علماء ہیں وہ بھی جہلاء سے کمتر نہیں بلکہ بدتر ہیں۔ لہٰذا مزید تفصیل کے لئے ہم ایک مثال اور عرض کرتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ایک الو کی عجیب و غریب کہانی بیان فرمائی ہے:

خاں صاحب بریلوی کا کراماتی الو

خاں صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

ایک صاحب جا رہے تھے۔ دور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت سے آدمیوں کا مجمع ہے۔ ایک راجہ گدی پر بیٹھا ہے۔ مزامیر[1] حاضر ہیں ایک فاحشہ ناچ رہی ہے۔ شمع روشن ہے۔ یہ صاحب تیر اندازی کے بڑے مشاق تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس فسق و فجور کو درہم برہم کرنا چاہیئے۔ کیا تدبیر کی جائے؟
ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کر دو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے۔ دوسرے نے کہا اس ناچنے والی عورت کو قتل کرو۔ تیسرے نے کہا کہ اسے بھی نہ قتل کرو کہ وہ خود نہیں آئی، راجہ کے حکم سے آئی ہے۔ اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے۔ اس شمع کو گل کر دو۔ یہ رائے پسند ہوئی۔ انہوں نے تاک کر شمع کی لو پر تیر مارا۔ شمع گل ہوئی۔ اب نہ وہ راجہ رہا نہ فاحشہ نہ مجمع۔ نہایت تعجب ہوا۔ بقیہ رات وہیں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ ایک الو مرا پڑا ہے اور اس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب

---

[1] یعنی پیشہ ور قوال۔ ۱۲

کا سر اُسی اُلّو کی دُم چکر رہی تھی۔ [1]

اب فرض کیجیے کہ خاں صاحب کا ایک مرید ظہیر الدین، جو خاں صاحب کو مجدّد، محدّث، مفسّر، فقیہ، صوفی، حافظ، قاری، سبھی کچھ سمجھتا ہے مگر کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو مسمریزم نہیں آتا تھا، اور ایک دوسرا مرید حفیظ الدین یہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو مسمریزم آتا تھا اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا ملفوظ شریف سے معلوم ہوا کہ ایک الّو مسمریزم کا اتنا ماہر تھا کہ اپنی ایک نگاہ میں اچھا خاصا جوان مستی کا کرتا تھا رکھا آتا تھا تو ہمارے اعلیٰ حضرت مجدّدِ وقت جو خدا کے بڑے مقبول بندے تھے اور اس الّو سے یقیناً ہزاروں بلکہ لاکھوں درجہ افضل تھے تو جناب کو کیوں نہیں آتا ہوگا۔ اس پر ظہیر الدین کہتا ہے کہ الّو کی مسمریزم دانی تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ملفوظ شریف سے معلوم ہوئی مگر اعلیٰ حضرت کی مسمریزم دانی کا کیا ثبوت ہے؟ اور اعلیٰ حضرت کو الّو پر قیاس کرنا ــــــ نیا سبیل قیاس ہے بلکہ نہایت بیہودہ حرکت ہے۔

تو کیا خاں صاحب کے کسی مرید یا وارث کو حق پہنچتا ہے کہ اس غریب ظہیر الدین پر اعلیٰ حضرت کے علم کی تنقیص کا دعویٰ دائر کر دے اور یہ کہے کہ اس نے ایک الّو کو حضور پُر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّد الملّت صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ علیہ وسلم ــــــ سے زیادہ وسیع العلم مان لیا ــــــ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایسا سمجھنے والا اور کہنے والا الّو ہے، اور اگر یہ چاہے ظہیر الدین کو منافق برادری سے خارج کر دینے کے لئے دانستہ طور پر از راہِ عیاری اس کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے تو اعلیٰ درجہ کا فریبی اور پرلے سرے کا خائن ہے۔

بہر حال خاں صاحب کی پہلی خیانت تو یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں ایک خاص علم کی وسعت یعنی علم روئے زمین کی وسعت میں کلام تھا، اُسی کو مولوی احمد رضا خاں صاحب

---

[1] جناب خاں صاحب نے یہ قصہ مسمریزم کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو ملفوظات حصہ چہارم مطبوعہ حسنی پریس بریلی ص ۲۲، ۲۳ منہ

[2] مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مرید بزن و تبعین یوں ہی کہتے ہیں۔

کے مقرر پی بھائی مولوی عبد السمیع صاحب نے شیطان اور ملک الموت کے لئے دلائل سے ثابت کر کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنا بر افضلیت قیاس سے ثابت کیا تھا اور مصنف براہین نے اسی قیاس کو رد کیا تھا، نیز عبارت میں ایسے الفاظ بھی موجود تھے جنہوں نے بحث کو صرف علم زمین کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا، چنانچہ براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ سے خاں صاحب نے جو فقرہ نقل کیا ہے، اس کے شروع میں یہ الفاظ موجود ہیں :-

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے"

اس فقرے میں "علم محیط زمین" کا لفظ موجود ہے جس کے بعد کوئی شبہ ہی نہیں رہتا مگر خاں صاحب کی دیانت ملاحظہ ہو کہ آپ نے "حسام" میں اس فقرے کا آخری خط کشیدہ جزء یعنی صرف "جزء دوم" تو نقل کر دی، لیکن پہلا جزء یعنی تمہید جس میں علم محیط زمین کی تصریح تھی صاف ہضم کر گئے، اور اس پر آپ کا لقب ہے مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ وغیرہ وغیرہ۔

پھر اسی جگہ ہضم کی ایک اور خیانت ملاحظہ ہو، خاں صاحب کی نقل کردہ عبارت براہین سے ٹھیک دو سطر کے بعد اسی صفحہ پر یہ عبارت شروع ہوتی ہے :-

"پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ"

اس عبارت میں بھی "ان امور" کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ بحث صرف علم روئے زمین کی ہے نہ مطلق علم کی، نہ علوم عالیہ کی، جن پر فضیلت انسانی کا مدار ہے، لیکن خاں صاحب نے اس عبارت کو بھی صاف اڑا دیا۔

بہرحال براہین قاطعہ میں یہ تمام تصریحات ہوتے ہوئے بھی ذہن سے صاف

معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں بحث صرف علم روئے زمین کی ہے نہ مطلق علم کی، خاں صاحب نے بے دریغ لکھ مارا کہ:

"اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔"

یہاں تک خاں صاحب کی پہلی خیانت کا ذکر تھا اور اس کے ضمن میں موصوف کے پہلے اعتراض کا شافی جواب بھی ہو گیا جس کے بعد کسی منصف بلکہ متعنت اور متعصب کو بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ فللّٰہ الحمد!

حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں ملک الموت اور شیطان کے لئے ان دلائل کی بنا پر جو مولوی عبدالسمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ نے پیش کئے ہیں، صرف علم زمین کی وسعت تسلیم کی گئی ہے اور اسی مخصوص وسعت کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیر ثابت بالنص کہا گیا ہے اس کو مطلق وسعت علمی کے انکار پر محمول کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو شیطان کے علم سے کم بتلا دیا صرف اسی جاہل اور احمق کا کام ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عالی کو اسی عالم سفلی میں محدود سمجھتا ہو لیکن جس کے نزدیک آپ کے علم کی پرواز عرش و کرسی سے بھی بالاتر ہو وہ ایسی حماقت کا ارتکاب کیونکر کر سکتا ہے؟

اگر آج کوئی شخص کہے کہ تعمیرات کے فن میں فلاں یورپین انجینئر کے معلومات حضرت امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ وسیع ہیں تو کوئی احمق بھی یہ نہیں کہے گا کہ اس شخص نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے علم کو اس کافر انجینئر کے علم سے گھٹا دیا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شرابی کو شراب کے متعلق بہت کچھ معلومات ہیں اور فلاں غوث و قطب کو وہ معلومات حاصل نہیں تو اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ اس شخص نے اس شرابی کو غوث و قطب سے زیادہ وسیع العلم مان لیا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ گمراہ کرنے کے لئے شیطان کو جن وسائل کی ضرورت

تھی رشید دل کی آزمائش کے لئے، حق تعالیٰ نے وہ سب اس کو عنایت فرمائے۔
قیامت تک کی عمر دی۔ وہ عجیب و غریب قدرت دی کہ انسان کی رگ و پے میں خون کی
طرح دوڑ سکے بندگانِ خدا کو گمراہ کرنے کے لئے جس علم کی ضرورت تھی وہ بھرپور دیا
تاکہ وہ اپنی ابلیسانہ کوششیں تمام کرلے اور دنیا دیکھ لے کہ عباد الرحمٰن کے مقابلے
میں اس کے سارے ہتھیار کس طرح بے کار ہوتے ہیں۔

اُس کو ضرورت ہے کہ بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لئے ان کے امیال و عواطف
اور جذبات و خواہشات سے واقف ہو اور اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ فلاں جگہ تنہائی
میں ایک نوجوان عورت ہے اور فلاں آوارہ نوجوان کو اس تدبیر سے وہاں تک پہنچایا
جاسکتا ہے۔ فلاں جگہ مجلس رقص ہے اور شوقین مزاج نوجوانوں کا فلاں جگہ مجمع
ہے اور اس حیلہ سے ان کو اس مجلس فواحش میں بھیجا جاسکتا ہے۔ بہرکیف اس کو ان
شیطانی امور کی تکمیل کے لئے اس عالم سفلی کے وسیع معلومات کی ضرورت ہے لیکن
مقربانِ بارگاہِ خداوندی کو ان لغویات سے کیا غرض؟ ان کا کام تو ارشاد و ہدایت
ہے اور اس کے لئے جن پاکیزہ علوم کی ضرورت ہے وہ حق تعالیٰ نے ان کو بے
نہایت عطا فرمائے۔

پس اگر اس عالم سفلی کے کچھ علوم شیطان کو حاصل ہوں اور حضرات انبیا علیہم السلام
کو حاصل نہ ہوں تو کون احمق اور شیطان کا کونسا اُمتی ہوگا۔ جو صرف علوم سفلیہ کی وجہ سے
شیطان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام سے زیادہ وسیع العلم
کہہ دے درانحالیکہ علوم الٰہیہ اور معارف ربانیہ سے ان کو وہ وافر حصہ ملا ہے جو کسی
مقرب سے مقرب فرشتہ کو بھی نصیب نہیں۔

ہم مقدمات کے ذیل میں اس موضوع پر کافی سے زیادہ روشنی ڈال چکے ہیں
اب یہاں صرف ایک چیز اور عرض کرتے ہیں اور اسی پر ان شاء اللہ اس بحث کا خاتمہ
ہے۔ دشمنانِ صداقت سے تو ہمیں کوئی توقع نہیں، ہاں حق پسند دل کو اللہ تعالیٰ
توفیق دے ان سے مزید قبولِ حق کی امید ہے ملاحظہ ہو:

حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی صفائی میں

مولوی عبدالسمیع و مولوی احمد رضا خان صاحبان کی زبردست شہادت

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

ہمارے بیان سابق سے یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ مصنف براہین قاطعہ کا جرم صرف اس قدر ہے کہ اس نے ایک خاص علم یعنی علم زمین کی وسعت بربنائے اُن دلائل کے جو انکے مولوی عبدالسمیع صاحبؒ نے انوار ساطعہ میں پیش کئے ہیں ملک الموت اور شیطان کے لئے تسلیم کی ہے اور اسی وسعت علمی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیر ثابت بالنص کہا ہے لیکن ——————— این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند۔

ذرا اسی بحث میں انوار ساطعہ کے یہ الفاظ ملاحظہ ہوں:

"اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام پاک ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے۔ ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک و ناپاک، کفر و غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔"

دیکھیے! اتنی صفائی کے ساتھ تو مولانا خلیل احمد صاحب نے بھی نہیں لکھا۔ انہوں نے تو صرف علم زمین کی اس مخصوص وسعت کو غیر منصوص بتلایا تھا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے یہ مشربی بھائی مولوی عبدالسمیع صاحب تو صاف فرماتے ہیں کہ ملک الموت اور شیطان کا حاضر ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہی نہیں بلکہ زیادہ تر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ منقولہ بالا عبارت انوار ساطعہ کے اس پہلے ایڈیشن میں بھی ہے جو براہین قاطعہ سے پہلے شائع ہوا ہے، اور اس میں بھی

جو بعد میں مولوی عبدالسمیع صاحب کی نظرِ ثانی اور ترمیم کے بعد شائع ہو اہے اور جس پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تقریباً چار صفحہ تقریظ بھی ہے جس میں مولوی عبدالسمیع صاحب اور انکی انوار ساطعہ کی تعریف میں خوب زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں لہٰذا مولوی احمد رضا خاں صاحب کے معتقدین

(۱) مولوی عبدالسمیع صاحب اس عبارت کی وجہ سے کافر ہوئے یا نہیں؟
(۲) اور خود خاں صاحب اس پر تقریظ لکھنے کی وجہ سے کہاں پہنچے؟

اللہ تعالےٰ ہم کو اور آپ کو دیدۂ بصیرت دے۔ آپ حضرات نے مصنف براہین قاطعہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھی؟ ان خاں صاحب نے جو الزام ان پر لگایا تھا وہ خود ہی اس میں گرفتار ہو گئے۔

اس وقت ہم اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں اور مناسب سمجھتے ہیں کہ خاتمۂ بحث میں رسالہ "التصدیقات لدفع التلبیسات" سے مصنف براہین قاطعہ (علیہ الرحمۃ) کا وہ کلام بھی نقل کر دیں جو آں مرحوم نے خاں صاحب کے اسی شیطان والے بہتان کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔

جب مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی محنت اور کمائی کا نتیجہ (فتویٰ تکفیر) لے کر حرمین شریفین پہنچے اور وہاں سے ان علمائے کرام سے جو حقیقتِ حال سے ناواقف تھے دھوکا دے کر تصدیق کرالی اور حرمین شریفین میں بھی علمائے دیوبند کے متعلق یہ چرچے ہونے لگے تو وہاں کے بعض اہلِ علم نے حضرات علمائے دیوبند وسہارنپور سے ان کے عقائد کے متعلق چھبیس (۲۶) سوالات کئے ان سوالوں کا جواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مصنف براہین قاطعہ نے تحریر فرمایا پھر یہ مجموعہ بغرضِ تصدیق وتوثیق حرمین شریفین، شام، دمشق، حلب، مصر وغیرہ بلادِ اسلامیہ کے علمائے کرام کی خدمت میں بھیجا گیا اور ان علمائے کرام ومفتیانِ عظام نے اس کی تصدیق وتصویب فرمائی اور پھر وہ جواب مع ان تصدیقات کے چھپوا دیا گیا اور اسی زمانہ میں "التصدیقات لدفع التلبیسات" کے نام سے اس کا پہلا اڈیشن مع ترجمہ کے شائع ہو گیا۔ پھر اس کے بعد سے اس وقت تک اس کے جتنے

از الیش شکل بچکے ہیں۔

اس میں انیسواں سوال مولوی احمد رضاخاں صاحب کے اسی شیطان والے بہتان کے متعلق ہے، ذیل میں ہم وہ سوال وجواب بجنسہٖ نقل کرتے ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے کہ ہم نے جو کچھ اس بحث میں لکھا ہے وہ درحقیقت اسی اجمال جواب کی تفصیل ہے جو خود مصنف براہین نے اپنی زندگی میں دیا ہے۔

السؤال التاسع عشر

اتقرون ان ابلیس اللعین اعلم من سید الکائنات علیہ السلام واوسع علما منہ مطلقا وھل کتبتم ذالک فی تصنیف ما وبم تحکمون علی من اعتقد ذالک۔

انیسواں سوال

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

قد سبق منا تحریر ھذہ المسئلۃ ان النبی علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق بالعلوم والحکم والاسرار وغیرھا من ملکوت الآفاق ونتیقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیہ السلام فقد کفر وقد افتی مشائخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیہ السلام فکیف یمکن

جواب

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمام مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیرہ کا

ان توجد هذه المسألة في تأليف ما من كتبنا غير انه علم بعض الحوادث الجزئية الحقيرة عن النبي عليه السلام لعدم التفاته اليه لا يورث نقصا ما في اعلميته عليه السلام بعدما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم الشريفة اللائقة بمنصبه الاعلى كما لا يورث الاطلاع على اكثر تلك الحوادث الحقيرة لشدة التفات ابليس اليها شرفا وكمالا علميا فيه فانه ليس عليها مدار الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان يقال ان ابليس اعلم من سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم كما لا يصح ان يقال لصبي علم بعض الجزئيات انه اعلم من عالم متبحر محقق في العلوم والفنون الذي غابت عنه تلك الجزئيات ولقد تلونا عليك قصة الهدهد مع سليمان على نبينا وعليه السلام وقوله احطت بما لم تحط به وداوين

حضرت کا اس سبب سے علوم نہ ہو کہ آپ نے انکی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان پیدا نہیں کر سکتا جب کہ ثابت ہو چکا کہ آپ اُن شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہت سے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہو گئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر محقق سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم و فنون کے علوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہُد ہُد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ قصہ بھی تم کو پڑھ کر سنا چکے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں ہے اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز حکما کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے

الحديث ورد فاتر التفسير وخصوصه بتعاثرها المتكاثرة المشهورة بين الانام وقد اتفق الحكماء على ان افلاطون وجالينوس وامثالهما من اعلم الاطباء بكيفيات الادوية واحوالها مع علمهم ان دود النجاسة اعرف باحوال النجاسة وذوقها وكيفياتها فلم تضر عدم معرفة افلاطون وجالينوس هذه الاحوال الردية في اعلميتهما ولم يرض احد من العقلاء والحمقى بان يقول ان الدود اعلم من افلاطون باحوال النجاسة ومبتدعة ديارنا يثبتون للذات الشريفة النبوية عليه الف الف تحية و سلام جميع علوم الاسافل و الاراذل و الافاضل الاكابر قائلين

طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیت سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون وجالینوس کا ان ردی حالات سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کو علم افلاطون سے زیادہ ہے کیونکہ ان کو نجاست کے حال سے افلاطون کی نسبت زیادہ واقفیت ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام شریف و اراذل اعلیٰ و اسفل علوم ثابت کرتے اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو فرمائیے ہم

عه یہ واقعہ مثنوی میں مذکور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو تلاش کیا تو نہ پایا۔ تو ہدہد پر ناراضگی کا اظہار فرمایا جب ہدہد کچھ عرصہ بعد حاضر ہوا تو اس سے باز پرس کی تو اس نے کہا کہ میں ملک سبا سے ایک نہایت عظیم الشان خبر معلوم کر کے لایا ہوں جس کا آپ کو علم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدہد جیسے پرند کو ایک ایسی بات معلوم ہو سکتی ہے جو نبی وقت کے علم میں نہ ہو۔ ۱۲

عه ہم نے مقدمہ میں اس مضمون کی پانچ تفسیریں معتبر اقوال مفسرین اور محدثین سے پیش کر چکے ہیں۔ ۱۲

انه عليه السلام لما كان افضل
الخلق كافة فلا بد ان يحتوي على
علومهم جميعها كل جزئي جزئي
انكرنا اثبات هذا الامر بهذا
القياس الفاسد بغير نص من
النصوص المعتد بها الا ترى ان
كل مومن افضل واشرف من
ابليس فيلزم على هذا القياس
ان يكون كل شخص من احاد
الامة حاويا على علوم ابليس
ويلزم على ذلك ان يكون سليمان
على نبينا وعليه السلام عالما
بما علمه الهدهد وان يكون
افلاطون وجالينوس عارفين بجميع
معارف البيطارين واللوازم باطلة
باسرها كما هو المشاهد وهذا
خلاصة ما قلنا في البراهين
القاطعة لعروق الاغبياء المارقين
القاصمة لاعناق الدجالة
المفترين فلم يكن بحثنا فيه
الا عن بعض الجزئيات المستحدثة
ومن اجل ذلك اتينا فيه بلفظ
الاشارة حتى تدل ان المقصود

مسلمان کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے
پس اس قیاس کی بنا پر لازم ہوتا ہے کہ ہر
امتی میں شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ
ہو اور لازم آئے گا کہ سلیمان علیہ السلام
کو خبر ہو اس بات کی جسے ہدہد نے جانا اور
افلاطون و جالینوس واقف ہوں بیطاروں کی
تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل
ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے یہ ہمارے قول
کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے
جس نے کند ذہن بد دینوں کی رگیں کاٹ
دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ
دیں سو اس میں ہماری بحث صرف بعض
حوادث جزئیہ میں تھی اور اسی لئے اشارہ
کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے
کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات
ہیں لیکن مفسدین کلام کی تحریف کیا کرتے
ہیں اور خدا تعالیٰ کے محاسبہ سے نہیں
ڈرتے ہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو
شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام
سے زیادہ ہے وہ کافر ہے چنانچہ
اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے
بہتیرے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص
ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان

بالنفي والاثبات هنالك تدرك الجزئيات لا غير لكن المفسدين يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة الملك العلام وانا جازمون ان من قال ان فلانا اعلم من النبي عليه السلام فهو كافر كما صرح به غير واحد من علمائنا الكرام ومن افترى علينا بغير ما ذكرنا فعليه بالبرهان خائفا من مناقشة الملك الديان والله على ما نقول وكيل۔

بایں معنے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روز جزا سے خائف ہو کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

لله الحمد! کیا خود مصنف براہین کے اس جواب کے بعد بھی اس بہتان کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے۔ لا واللہ الحساب یوم الحساب۔

براہین قاطعہ پر مولوی احمد رضا خان صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب

مؤلف براہین قاطعہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خان صاحب بریلوی کا دوسرا سنگین اعتراض یہ تھا کہ انھوں نے شیطان کے لئے علم محیط تسلیم کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسی علم کے اثبات کو شرک کہا حالانکہ جو چیز کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت کرنا شرک ہے دوسری تمام مخلوقات کے لئے بھی اس کا اثبات شرک ہی ہوگا تو گویا مصنف "براہین قاطعہ" نے شیطان کو خدا کا شریک مان لیا (سبحان اللہ وبحمدہ) لیکن اگر ناظرین کرام غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ خان صاحب کا یہ اعتراض پہلے سے بھی زیادہ غلط اور بے بنیاد ہے اور اس کو حقیقت سے اتنا ہی بعد ہے جتنا کہ خان صاحب اور ان کے تبعین کو دیانت و صداقت سے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ "براہین قاطعہ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم

ذاتی کے اثبات کو شرک بتلایا گیا ہے اور دونوں کے بموجب خاں صاحب کے
مشربی بھائی مولوی عبدالسمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں پیش کئے ہیں، شیطان کے
لئے صرف علم عطائی تسلیم کیا گیا ہے، اور شرک علم ذاتی ثابت کرنے سے لازم آتا ہے جیسے
کہ پہلے مقدمہ کے ذیل میں ہم خود خاں صاحب کی تصریحات سے ان کو ثابت کر چکے ہیں۔

براہین قاطعہ میں جابجا ایسی تصریحات موجود ہیں جن سے صاف معلوم ہو جاتا ہے
کہ شیطان کے لئے صرف علم عطائی تسلیم کیا گیا ہے اور شرک علم ذاتی کے اثبات کو کہا گیا
ہے۔ جس سے خاں صاحب کو بھی اختلاف نہیں ہے مگر افسوس ہے ان کی اس مجتہدانہ دیانت
پر کہ براہین قاطعہ کی ان تمام تصریحات سے چشم پوشی کرتے ہوئے صاحب براہین
کے متعلق صاف لکھ ڈالا کہ:

"ابلیس کے لئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے، حالانکہ شرک تو اسی
کا نام ہے کہ اللہ عز و جل کے لئے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز
کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگا وہ تمام جہان
میں جس کے لئے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہوگا۔"

ہم کو خاں صاحب کے اس کلیہ سے اتفاق کلی ہے کہ مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے
جس کا اثبات شرک ہے وہ تمام جہان میں سے جس کے لئے بھی ثابت کی جائے یقیناً
شرک ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مشرکین عرب اگر اپنے بتوں کے لئے تصرف ثابت کریں
تو شرک ہو اور مشرکین ہند قبروں یا قبر والوں کے لئے وہی تصرف ثابت کریں تو شرک
نہ ہو اور اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جو امور عادتاً طاقت بشر سے خارج ہیں، مثلاً اولاد
دینا، کاروبار میں نفع دینا، مارنا جلانا وغیرہ وغیرہ، ان امور میں بتوں سے مدد مانگنا تو
شرک ہو اور زندہ یا مردہ بزرگوں سے مدد مانگنا اور ان کو فاعل با اختیار سمجھنا شرک نہ ہو
جیسا کہ قبر پرستوں کا خیال ہے۔

بہر حال مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اس کلیہ سے ہم کو بالکل اتفاق ہے

لیکن صاحب براہین پر اس کو چسپاں کرنا خاں صاحب کی وہی مخصوص کارروائی ہے جس کو خیانت یا تحریف کہتے ہیں۔

علاوہ اس ذاتی و عطائی ذوق کے اس موقع پر خاں صاحب نے ایک کھلا افتراء کیا کہ صاحب براہین نے شیطان کے لئے "علم محیط" مان لیا، حالانکہ یہ وہ جھوٹ ہے جس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں۔

مگر افسوس ہے کہ رضاخانی جماعت میں کوئی ایسا دیانتدار اور منصف نظر نہیں آتا جو اپنے مقتدا کی اس قابل نفرت حرکت کو اگر خیانت نہیں تو دانستہ غلطی ہی تسلیم کرے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے برادر مشرب مولوی عبد السمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں شیطان کے علم کی وسعت ثابت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

"درمختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے۔ علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچا لیا۔ بعد اس کے لکھا ہے۔ وقد اقدره على ذلك كما اقدر ملك الموت على نظير ذلك، یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے۔" (انتہی ص ۱۴۸ انوار ساطعہ)

پس مولوی عبد السمیع صاحب کی اس دلیل سے شیطان کے لئے جتنا علم ثابت ہوتا ہے اس کو بیشک مولانا خلیل احمد صاحب نے تسلیم کیا ہے، اگر اسی کو مولوی احمد رضا خاں صاحب روئے زمین کا علم محیط سمجھتے ہیں، تو یہ ان کی علمی قابلیت ہے جس کی داد اہل علم ہی دیں گے ورنہ کہاں شیطان کا آدمیوں کے ساتھ رہنا اور کہاں روئے زمین کا علم محیط جس کے لئے ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ اور چپہ چپہ کا علم ضروری ہے۔ اور اگر خاں صاحب کی خاطر اسی کو علم محیط مان لیا جائے تو بھی شیطان کے علم محیط

پر پہلے ایمان لانے والے بلکہ دوسروں کو ایمان لانے کی دعوت دینے والے خان صاحب کے برادر بزرگوار مولوی عبدالسمیع صاحب مجیب ہیں کے اور اس کفر و شرک کے فتوے کے اولین مصداق بھی ہوں گے کیونکہ انھوں نے ہی شیطان کے لئے یہ وسعت علم دلائل سے ثابت کی ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب تو صرف "سلمنا" کہنے والے ہیں۔ پھر خان صاحب نے اس موقع پر ایک افترا تو یہ کیا کہ بالکل خلاف واقعہ مصنف براہین کے متعلق لکھ دیا کہ ابلیس کے لئے زمین کے علم محیط پر ایمان لایا، اور دوسری خیانت یہ کی کہ براہین قاطعہ میں شیطان کے لئے مولوی عبدالسمیع صاحب کے پیش کردہ دلائل کے بموجب صرف علم عطائی تسلیم کیا گیا تھا، اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک قرار دیا تھا جناب خان صاحب نے یہ ذاتی اور عطائی کا زبردست فرق بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔ اب ہم ان دونوں باتوں کا ثبوت عرض کرتے ہیں کہ تسلیم علم عطائی کیا گیا ہے اور شرک علم ذاتی کو کہا گیا ہے۔

امر اول کا ثبوت | براہین قاطعہ کی اسی بحث بلکہ اسی قول میں صفحہ ۵۱ کی چودھویں سطر میں ہے: "شیطان کو جس قدر وسعت علم دی" الخ۔

پھر اسی کے چار سطر بعد ہے:

"اور شیطان و ملک الموت کو جو یہ وسعت علم دی" الخ

ان دونوں فقروں میں تصریح ہے کہ شیطان کے لئے علم کی جو وسعت تسلیم کی گئی ہے وہ خدا کی دی ہوئی ہے۔

امر دوم کا ثبوت | پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مصنف براہین قاطعہ اس بحث میں اس قیاس کو رد فرما رہے ہیں کہ جب شیطان اور ملک الموت کو علم کی یہ وسعت حاصل ہے جیسا کہ انوار ساطعہ کے حوالہ سے مذکور ہو چکی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی افضلیت کی وجہ سے اس سے زیادہ یعنی روئے زمین کا علم خود ہی پیدا کر لیں گے اور اسی خیال کو صاحب براہین نے شرک قرار دیا ہے۔ اس مختصر تمہید کے بعد ملاحظہ ہو۔

براہین قاطعہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اس کی پہلی سطر یہ ہے:

"تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتب شرعیہ میں مستفاد ہے"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ عطاء خداوندی کے کسی مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے اور اسی کا نام علم ذاتی ہے۔ پھر اسی بحث میں کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں:

"عقیدہ اہلسنت کا یہ ہے کہ کوئی صفت حق تعالیٰ کی بندے میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا ظل کسی کو عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز کسی میں ہونا ممکن نہیں...... پھر جس کو جس قدر علم عطا فرما دیا ہے اس سے زیادہ وہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا۔ شیطان اور ملک الموت کو جس قدر وسعت دی ہے جس کو مولوی عبدالسمیع صاحب نے دلائل سے ثابت کیا ہے اس سے زیادہ کی ان کو قدرت نہیں"

پھر فرماتے ہیں:

"علم مکاشفہ میں قدرت حضرت خضرؑ کو علاوہ ان سے زیادہ دی ہوئی تھی اور نہ تھے اور حضرت موسیٰؑ کو باوجود افضلیت کے نہ ہو تو وہ حضرت خضرؑ مفضول کی برابر بھی اس علم مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے"

یعنی یہ خیال غلط ہے کہ کوئی افضل اپنی افضلیت کی وجہ سے بغیر عطائے خداوندی کوئی صفت کمال مفضول سے زیادہ اپنے اندر پیدا کر سکے بلکہ جس کو جو کچھ علم وغیرہ ملے گا وہ اللہ تعالیٰ ہی سے ملے گا۔ اس مضمون کو مدلل کرنے کے بعد صاحب براہین پھر یہ فرماتے ہیں:

"... الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر یعنی یہ دیکھ کر کہ ان کو بعض مواقع زمین کا علم حاصل ہے جیسا کہ مولوی عبد السمیع صاحب کے دعویٰ سے معلوم ہوا، علم محیط زمین کا (وہ علم ذاتی) فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا یعنی اس احتمال سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیطان و ملک الموت سے افضل ہیں تو آپ بوجہ اپنی اس افضلیت کے بلا خدا کے دیے ہی ساری زمین کا علم پیدا کر لیں گے، شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (یعنی اللہ کے حکم سے بہت سے مواقع زمین کا علم ہونا) نص سے ثابت ہوئی (یعنی اس نص سے جو مولوی عبد السمیع صاحب نے پیش کی) فخر عالم کی وسعت علم کی (یعنی علم ذاتی کی کیونکہ قیاس فاسد اور محض احتمال سے تو وہی ثابت کیا جا رہا ہے اور حضرت مولانا اسی کی بحث فرما رہے ہیں جیسا کہ اوپر کے مضمون سے معلوم ہو چکا اور آئندہ خود حضرت مرحوم کی تصریح سے معلوم ہو جائے گا) کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے؟"

اس آخری جملہ سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم یہاں اسی وسعت علم کی بحث فرما رہے ہیں جس کا ثابت کرنا شرک ہے اور یہ سب سے پہلی سطر نے بتلا دیا تھا کہ شرک صرف اسی علم کو ثابت کرنا ہے جو عطاء خداوندی کے علاوہ ذاتی طور پر ثابت کیا جائے۔

الغرض زیر بحث عبارت سے پہلی عبارت اور اس سے متصل ہی آگے کے بعد کی عبارت صاف طور سے بتلا رہی ہے کہ صاحب براہین اس موقع پر صرف وسعت علم ذاتی میں کلام فرما رہے ہیں اور اسی کو انہوں نے شرک قرار دیا ہے۔

یہاں تک تو سباق و سیاق کے قرائن سے ہم نے اپنا مدعا ثابت کیا۔

اور اگرچہ یہ بات ان ہی تقریحات سے کچھ کم نہیں لیکن اس کے بعد ہم مصنفِ براہین کی صاف و صریح عبارات پیش کرتے ہیں جن میں انھوں نے نہایت صفائی کے ساتھ اس کو واضح کر دیا ہے کہ میری یہ بحث صرف علمِ ذاتی میں ہے۔ تذکرۃ الخلیل میں ملاحظہ ہو اسی بحث اور اسی قول میں خاں صاحب کی نقل کردہ عبارت سے چند ہی جملوں کے بعد یہ عبارت ہے:

"اور یہ بحث اس میں ہے کہ علمِ ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں ہے مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔"

غور فرمایا جائے، مصنفِ براہین نے کتنی وضاحت کے ساتھ اس کو بیان کر دیا کہ شرک کا حکم صرف اس صورت میں ہے جب کوئی شخص حضور کے لئے علمِ ذاتی ثابت کرے۔ اور ہم پہلے مقدمہ کے ذیل میں "الدولۃ المکیۃ" اور "خالص الاعتقاد" کے حوالہ سے خود خاں صاحب کی تصریح نقل کر چکے ہیں کہ اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی کے لئے بھی ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر کا علمِ ذاتی ثابت کرے تو وہ مشرک ہے۔

¹ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے پہلے رسالہ "الموت الاحمر" میں براہین قاطعہ کی اس عبارت پر بڑا ہیچ و تاب کھایا ہے اور بہت زیادہ زور اسی پر دیا ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے تو اس سطر میں کہیں علمِ ذاتی ثابت نہیں کیا۔ پس ان کے جواب میں علمِ ذاتی کا ابطال کسی طرح امر معقول نہیں۔ بیشتر دوسرے رضاخانی صاحبان بھی اس بحث میں ان ہی کی پیروی میں یہی کہا کرتے ہیں، سو درست اس کے متعلق ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ یہ بات تو صاحبِ براہین کی تصریحات سے ثابت ہے کہ شرک کا حکم صرف علمِ ذاتی کے اثبات پر ہے۔ اب یہ کہنا کہ جانبِ مخالف جب اس کا مثبت نہیں تو اس کا ابطال اور شرک کا حکم لگانا بیجا ہے یہ ایک الگ علمی بحث ہے جس کو بحثِ تکفیر سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر تکفیر کی غلطی تسلیم کر لینے کے بعد ہم سے یہ سوال کیا جائے تو ان شاء اللہ اس کا بھی ایسا تشفی بخش جواب دیا جائے گا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی روح بھی حیرت کرے گی کہ اتنی کھلی ہوئی چیز مجھ سے کیوں مخفی رہی۔ ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ)

پس مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی جرم ایسا نہیں جس میں خاں صاحب
برابر کے شریک نہ ہوں اور اگر بالفرض براہین میں یہ تصریح بھی نہ ہوتی اور سیاق وسباق کے
وہ قرائن بھی نہ ہوتے جو علم ذاتی کے مراد لینے پر مجبور کرتے ہیں تب بھی اس جگہ وسعت علم
سے علم عطائی کی وسعت مراد لینا بالخصوص مولوی احمد رضا خاں صاحب کے لئے کسی طرح
جائز نہ تھا وہ "خالص الاعتقاد" صفحہ ۲۸ پر بطور قاعدہ کلیہ کے لکھ چکے ہیں کہ :-

"آیات واحادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کے لئے اثبات علم
غیب سے انکار ہے اُن میں قطعاً یہی دو قسمیں (ذاتی یا محیط کل) مراد ہیں"

پس براہین قاطعہ میں جس علم کے اثبات کو شرک کہا گیا ہے وہ بدرجہ اولیٰ ذاتی
یا محیط کل پر محمول ہونا چاہئے لیکن افسوس ہے کہ شوق تکفیر نے اپنا لکھا ہوا اصول بھی
بھلا دیا۔ سچ ہے۔ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ۔

یہاں تک براہین قاطعہ کے متعلق خاں صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب
ہوا جس کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ اعتراض جب وارد ہو سکتا تھا کہ شیطان کے لئے
جو علم تسلیم کیا گیا تھا اسی کے اثبات کو شرک کہا گیا ہو۔ حالانکہ واقعہ اس کے خلاف
ہے شیطان کے لئے علم عطائی تسلیم کیا گیا ہے اور شرک علم ذاتی کے اثبات کو کہا
گیا ہے۔ وشتان ما بینہما۔

براہین قاطعہ پر خاں صاحب کے تیسرے اعتراض کا جواب

مؤلفہ براہین قاطعہ حضرت مولانا خلیل
احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خاں صاحب
کا تیسرا اعتراض یہ تھا کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف پر تو نص قطعی کا مطالبہ کرتا
ہے اور نفی کے موقع پر خود ایک باطل روایت سے استدلال کیا"

روایت کی حیثیت کے متعلق تو انشاء اللہ ابھی چوتھے اعتراض کے جواب میں
عرض کیا جائے گا۔ یہاں تو ہم صرف خاں صاحب کے اس علمی مغالطہ کا جواب دینا
چاہتے ہیں کہ ثبوت کے لئے نص قطعی کا مطالبہ کیا اور نفی کے موقع پر خود ایک

پیش کی ہے۔

کاش خاں صاحب اعتراض کرنے سے پہلے یہ غور فرما لیتے کہ مصنف براہین نے اس موقع پر جو حدیثیں پیش کی ہیں وہ مدعی اور مستدل ہونے کی حیثیت سے پیش کی ہیں یا مانع اور معارض ہونے کی حیثیت سے، اور کاش اصول مناظرہ کی کسی کتاب میں ان دونوں حیثیتوں کا فرق ملاحظہ فرما لیتے۔

واقعہ یہ ہے کہ صاحب براہین نے عقیدہ کے اثبات کے لئے نص قطعی کا مطالبہ کیا ہے اور مولوی عبد السمیع صاحب مصنف "انوار ساطعہ" کے قیاس کے معارضہ میں خود احادیث پیش کی ہیں اور یہ دونوں چیزیں صحیح ہیں، عقیدہ کے ثبوت کے لئے بیشک نص قطعی ہی کی ضرورت ہے، خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کو بھی اصولاً یہ تسلیم ہے (ملاحظہ ہو انباء المصطفیٰ) اور بیشک قیاس کے معارضہ میں احادیث کیا معنی قیاس بھی پیش کیا جا سکتا ہے (ملاحظہ ہو مناظرہ رشیدیہ اور اس کے حواشی)

براہین قاطعہ پر چوتھا اعتراض اور اس کا جواب

چوتھا اعتراض یہ تھا کہ صاحب براہین نے نقل میں خیانت کی، اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جس روایت کو نقل کر کے رد کیا، اس کو انکی طرف منسوب کر کے نقل کر دیا اور رد کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا تو گویا "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ" تو لے لیا "وَاَنْتُمْ سُکَارٰی" کو چھوڑ دیا۔

خاں صاحب کی ذریت ہمیں معاف فرمائے یہاں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ چونکہ وہ خود اس قسم کی کارروائیوں کے عادی تھے، اس لئے انہوں نے دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھا لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان باتوں کی ضرورت صرف اہل باطل کو پیش آتی ہے، حق پرستوں کو اس کی حاجت نہیں، مگر چونکہ خانصاحب کا یہ اعتراض بھی موضوع تکفیر سے غیر متعلق ہے، اس لئے اس کے جواب میں بھی یہاں ہم اختصار ہی سے کام لیں گے۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس موقع پر صاحب براہین کے الفاظ کیا ہیں؟ ملاحظہ

صفحہ ۱۵ کی ساتویں سطر پر فرماتے ہیں:

"اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"

یہاں صاحب براہین نے شیخ کی کسی خاص کتاب کا نام نہیں لیا ہے پس اگر شیخ کی کسی ایک کتاب میں بھی یہ روایت بغیر جرح و تردید مذکور ہو تو صاحب براہین کا حوالہ بالکل صحیح ہے اور یہ سمجھا جائے گا کہ انھوں نے وہیں سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد ملاحظہ ہو مشکوٰۃ المصابیح باب صفۃ الصلوٰۃ کی فصل ثالث کے اخیر میں ذیل کی حدیث درج ہے:

عن ابی هریرة قال صلّی بنا رسول الله صلّی الله علیه وسلم الظهر وفی مؤخر الصفوف رجل فاساء الصلوة فناداه رسول الله صلّی الله علیه وسلم یا فلان الا تتقی الله الا تری کیف تصلی انکم ترون انه یخفی علی شیئ مما تصنعون والله انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی (رواه احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک دفعہ ظہر کی نماز پڑھائی اور پچھلی صفوں میں ایک شخص تھا جس نے نماز اچھی طرح نہیں پڑھی پس جب سلام پھیر دیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکار کر کہا اے فلانے کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کیسی نماز پڑھتے ہو، تم سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے کوئی بات مجھ پر پوشیدہ رہتی ہے۔ خدا کی قسم میں اپنے پیچھے کے لوگوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے والوں کو۔ (روایت کیا اس کو امام احمد نے)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ —
اشعۃ اللمعات ۹ صفحہ ۳۹۲ پر ارشاد فرماتے ہیں:

بداں کہ ایں دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم از پس و پیش بطریق

جان کہ دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے اور پیچھے سے بطور خرق عادت

خرق عادت بود بوحی یا الہام و گاہ گاہ نے
بود، و مؤید آن است آنچہ در خبر
آمدہ است کہ چون ناقہ آنحضرت گم شد
و در نیافت کہ کجا رفت منافقان گفتند
کہ محمد می گوید کہ خبر آسمان می رسانم و نمی
داند کہ ناقہ او کجا است، پس فرمود آنحضرت
واللہ من نمی دانم مگر آنچہ بداند مرا پروردگار
من اکنون بنمود مرا پروردگار من کہ وے
در جائے چنین و چنان است و مہار وے
در شاخ درختے بند شدہ است و نیز
فرمودہ است کہ من بشرم نمی دانم کہ در
پس این دیوار چیست یعنی بے دانایندہ
حق سبحانہٗ۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۰۵)

تھا وحی یا الہام سے اور کبھی کبھی حق تعالیٰ
نہ بتلاتا اور اس کی تائید اس حدیث سے
ہوتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ناقہ مبارکہ گم ہو گئی اور یہ معلوم نہ ہوا
کہ کہاں گئی، تو منافقوں نے کہا کہ محمد علیہ
الصلوٰۃ والسلام یہ کہتے ہیں کہ میں آسمان
کی خبر دیتا ہوں اور ان کو کچھ خبر نہیں کہ اونٹنی
کہاں ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا
مگر وہ کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بتلایا
ہے، اب میرے پروردگار نے مجھ کو بتلایا
ہے کہ فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک
درخت کی شاخ میں بندھی ہوئی ہے اور
یہ بھی حضور نے فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں
میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا
ہے، یعنی بے بتلائے حق سبحانہٗ کے۔

یہاں شیخ نے اس روایت کو نقل فرمایا اور کوئی جرح نہیں فرمائی لہٰذا حضرت مولانا
خلیل احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا حوالہ بالکل صحیح ہوا۔ بلکہ غور کیا جائے تو شیخ کی اس
عبارت سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے۔
کیونکہ یہاں اس کو شیخ نے اپنے دعوے کی تائید میں پیش کیا ہے اور شیخ کی ثقاہت
سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی روایت کو باطل محض سمجھتے ہوئے اپنے دعوے کی تائید
میں پیش کریں۔ پس مقام تائید میں شیخ کا اس روایت کو نقل فرمانا صریح دلیل
اس کی ہے کہ یہ ان کے نزدیک معتبر ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ شیخ نے مدارج النبوۃ

میں ایک جگہ اسی روایت کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ سو اگرچہ اس سوال کا جواب ہمارے ذمہ نہیں مگر تاہم ناظرین کے رفع خلجان کے لئے اس کے متعلق بھی کچھ مختصراً عرض کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مشہور محدث اور متشدد محدث حافظ ابن جوزی رح (حدیث کے بارے میں جن کی غیر معمولی احتیاط اور حد اعتدال سے بڑھا ہوا تشدد اہل علم کو معلوم ہے) نے اس روایت کو اپنی بعض کتابوں میں بلا اسناد کے نقل فرمایا ہے اور ان جیسے محتاط و نقاد بصیر محدث کا کسی روایت کو بغیر جرح کے نقل کرنا اسکے معتبر ہونے کی کافی دلیل ہے۔ اور اسی وجہ سے شیخ علیہ الرحمۃ نے روایت کو معتبر سمجھا اور تحذیر الناس کی مذکورہ بالا عبارت میں اپنے دعوے کی تائید میں پیش کر دیا مگر چونکہ اس روایت کی اسناد منقول نہیں اس لئے "مدارج النبوۃ" میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ "اس کی کوئی اصل نہیں" یعنی اسناد نہیں۔ اس طرح شیخ کے کلام کا تعارض بھی رفع ہو جاتا ہے اور کوئی اشکال بھی باقی نہیں رہتا۔ اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح کا کلام بھی اس روایت کے متعلق بظاہر اسی طرح متعارض ہے چنانچہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں حافظ سخاوی کی مقاصد حسنہ سے ناقل ہیں کہ:

حدیث ما اعلم ما خلف جداری	یہ حدیث کہ میں نہیں جانتا جو میری اس
هذا قال شیخنا شیخ الاسلام	دیوار کے پیچھے ہے۔ ہمارے شیخ، شیخ
ابن حجر لا اصل له قلت ولکنه	الاسلام حافظ ابن حجر اس کے متعلق فرماتے
قال فی تلخیص تخریج احادیث الرافعی	ہیں کہ اس حدیث کی اصل نہیں۔ میں کہتا
عند قوله فی الخصائص ویری	ہوں کہ مگر تخریج احادیث رافعی کی تلخیص
من وراء ظهره کما یری من قدامه	میں خصائص کے بیان میں ان کے اس قول
هو فی الصحیحین وغیرهما من	کے پاس کہ اور آپ دیکھتے تھے پشت
حدیث انس وغیره والاحادیث	پیچھے جس طرح دیکھتے تھے اپنے آگے
الواردة بذلک مقیدة بحالة	خود انہی حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ

الصلوٰۃ وبین انک محجوب بلیتہ
وبین قولہ علیہ السلام لا اعلم
ما وراء جداری ھٰذا انتہی و
ھٰذا مشعر بورودہ

یہ حضرت انسؓ وغیرہ سے صحیحین اور
انکے علاوہ دوسری کتب حدیث میں مروی
ہے اور جن احادیث میں یہ مضمون ہے کہ
حضرت اقدسؐ اپنی پشت کی چیزوں کو
دیکھتے، وارد ہوا ہے وہ نماز کی حالت کے ساتھ مقید ہیں اور اس توجیہ سے تطبیق ہو جاتی
ہے اور شیخ کا اور حضور علیہ السلام کے فرمان میں کہ:

"میں نہیں جانتا اس کو جو میری اس دیوار کے پیچھے ہے"

ختم ہوا کلام حافظ ابن حجرؒ کا۔ اس کے بعد حافظ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ اور ان کے
شیخ کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے۔"

علامہ زرقانیؒ شرح مواہب میں حافظ سخاویؒ کے اس قول کے بعد فرماتے ہیں کہ:

فینافی قولہ لا اصل لہ فہو
تناقض منہ ویمکن ان مرادہ لا
اصل لہ معتبر بکونہ ذکر
بلا اسناد او ان مرادہ بطلانہ

پس ان کا یعنی حافظ ابن حجرؒ کا یہ قول
انکے اس قول کے منافی ہے جس میں
انھوں نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ
اس کی اصل نہیں، پس یہ انکا تناقض ہے
(لکھو ہوا) تناقض ہے اور ممکن ہے کہ اس قول سے انکی مراد یہ ہو کہ اس حدیث کی اصل معتمد
نہیں ہے کیونکہ یہ بلا اسناد منقول ہوئی ہے یا مطلب یہ ہے کہ سرے سے باطل ہے۔

پس ہم نے شیخ علیہ الرحمۃ کے مدارج والے قول کی جو توجیہ کی ہے وہ بعینہٖ
وہی ہے جو علامہ زرقانی نے حافظ ابن حجرؒ کے کلام کی کی ہے۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا وہ شیخ کے قول "لا اصل لہ" کی توجیہ سے
متعلق تھا اور اپنے فریضہ سے زائد ہو رہا ہے۔ ذمہ صرف اسی قدر تھا کہ شیخ کی
کسی تصنیف سے ہم اتنا ثابت کر دیتے کہ انھوں نے اس کو بلا جرح نقل فرمایا ہے
یہ ہمارا تبرع تھا کہ ہم نے شیخ کے طرز عمل سے روایت کا معتبر ہونا بھی ثابت کر
دیا اور ان کے دونوں قولوں کے ظاہری تعارض کو بھی اٹھا دیا۔ فللہ الحمد والمنۃ

اور قطع نظر ان تمام چیزوں سے اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ یہ روایت معناً
صحیح ہے اور بہت سی صحیح حدیثیں اس کے مضمون کی تائید کرتی ہیں چنانچہ صحیحین اور
سنن نسائی میں حضرت زینب زوجۂ ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں زکوٰۃ
کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر
ہوئی جب میں وہاں پہنچی تو اسی ضرورت سے ایک انصاری بی بی بھی وہاں کھڑی ہوئی تھیں
..... پس حضرت بلال ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے کہا:

ائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
فاخبرہ ان امرأتین بالباب تسألانک	اقدس میں جائیے اور ان کو اطلاع دیجئے
اتجزی الصدقۃ عنھما علی ازواجھما	کہ دو عورتیں دروازہ پر کھڑی ہیں اور یہ مسئلہ
وعلی ایتام فی حجورھما ولا تخبرہ	دریافت کرنا چاہتی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر
من نحن فسألہ بلال فقال لہ رسول	اور ان یتیم بچوں پر جو ان کی پرورش میں ہیں
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھما	صدقہ کر دیں تو کیا ادا ہو جائے گا؟ اور اے
فقال امرأۃ من الانصار وزینب	بلال دیکھو! حضرت کو یہ مت خبر دینا کہ ہم
فقال لہ ای الزیانب قال امرأۃ	کون ہیں۔ پس حضرت بلال نے حضور سے
عبد اللہ فقال لھما اجران اجر	وہ مسئلہ اسی طرح دریافت کیا۔ حضور نے دریا
القرابۃ واجر الصدقۃ	فرمایا کہ وہ پوچھنے والیاں کون ہیں؟ حضرت

بلال نے عرض کیا کہ ایک کوئی انصاری بی بی ہیں اور ایک زینب، حضور نے فرمایا کہ کون زینب؟
حضرت بلال نے عرض کیا کہ عبد اللہ ابن مسعود کی بیوی۔ تو حضور نے فرمایا کہ اس
صورت میں ان کو دو اجر ملیں گے۔ ایک صدقہ کا، ایک قرابت کا۔

غور کرو اگر حضور کو بلال کے پوچھنے کی سب باتیں معلوم ہو جایا کرتی تھیں تو حضرت بلال
سے نام دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہوئی؟ پس آپ کا نام دریافت فرمانا اور زینب
نام معلوم ہونے پر یہ فرمانا کہ کونسی زینب؟ صریح دلیل اس کی ہے کہ آپ کو دیوار کے پیچھے
کی باتیں معلوم نہیں ہوتی تھیں۔

نیز حیاتِ طیبہ کے اخیر دنوں میں حالتِ مرض میں حضورؐ کا اپنی جماعت کو دیکھنے کے لئے حجرۂ مبارکہ کے دروازہ پر تشریف لانا اور پردہ ہٹا کر مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے والی جماعت کو دیکھنا جس کا ذکر کتبِ صحاح میں ہے، اور بالخصوص آخری دن بار بار دریافت فرمانا کہ اَصَلَّى النَّاسُ یعنی کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی حالانکہ مسجدِ مبارک اور حجرۂ شریفہ میں صرف دیوار ہی حائل تھی۔ صریح دلیل اس کی ہے کہ دیوار کے پیچھے کی کچھ باتیں حضورؐ کو معلوم نہیں ہوتی تھیں۔ پس اگر کسی حدیث میں یہ وارد ہوا ہو کہ واللّٰہ لا ادری ما وراء جداری ھٰذا او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام (یعنی اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا اس کو جو اس دیوار کے پیچھے ہے) تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ بہرحال اس روایت کی معنوی صحت سے تو کسی کو بھی انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

اور پھر اگر ان باتوں سے بھی قطع نظر کر لیا جائے تو یہ بہر صورت معترض کو تسلیم کرنا ہے کہ صاحبِ براہین نے اس روایت کو علمِ ذاتی کی نفی کے موقع پر پیش کیا ہے کیونکہ ہم خود صاحبِ براہین کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کی وہ تمام بحث علمِ ذاتی کے متعلق ہے تو گویا اس روایت کو انھوں نے علمِ ذاتی کی نفی پر محمول کیا ہے اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ بھی علمِ ذاتی کے قائل نہیں بلکہ جو شخص ایک ذرہ یا اس سے بھی کمتر سے کمتر کا علمِ ذاتی غیر اللہ کے لئے مانے وہ ان کے نزدیک بھی کافر و مشرک ہے۔ پس اس اعتبار سے تو یہ روایت خاں صاحب کے نزدیک بھی صحیح ہے اور وہ تو خود فرما چکے ہیں کہ "آیات و احادیث و اقوالِ علماء جن میں دوسروں کے لئے اثباتِ علمِ غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی دو قسمیں (یعنی ذاتی یا محیطِ کل) مراد ہیں۔" خالص الاعتقاد صفحہ ۲۸۔

پس جب کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو علمِ ذاتی کی نفی پر محمول فرماتے ہیں تو پھر خاں صاحب یا ان کی ذریت کے لئے کیا محلِ اعتراض ہے۔

ہم شروع ہی میں عرض کر چکے ہیں کہ یہ بحث موضوعِ تکفیر سے غیر متعلق ہے اس لئے ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔

یہاں تک عبارت براہین قاطعہ کی بحث ختم ہوگئی اور خاں صاحب کے چاروں اعتراضوں کے جوابات سے ہم بعون اللہ تعالیٰ فارغ ہوگئے، اب حسام الحرمین کی آخری بحث متعلق عبارت حفظ الایمان شروع ہوتی ہے۔

لہ واضح رہے کہ خاں صاحب کے دوسرے اعتراض کے جواب میں جو ذاتی اور عطائی کا فرق ہم نے دکھلایا ہے وہ پہلے اعتراض کے جواب میں بھی جاری ہو سکتا ہے۔ فافہم وتامل۔ ۱۲ منہ

حکیم الامّت حضرت تھانویؒ

پر

توہینِ شانِ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتان

اور

اُس کا جواب

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حسام الحرمین صفحہ ۲۰، ۲۱ پر فرماتے ہیں:

ومن کبراء ھؤلاء الوھابیۃ الشیطانیۃ رجل اٰخر من اذناب الگنگوھی یقال لہ اشرف علی التھانوی صنف رسیلۃ لا تبلغ اربعۃ اوراق وصرح فیھا بان العلم الذی لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالمغیبات فان مثلہ حاصل لکل صبی وکل مجنون بل لکل حیوان ولکل بھیمۃ وھذا لفظہ

اور ان فرقہ ہائے وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں، اس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے، اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے:

الملعون: ان صح الحکم علی ذات النبی المقدسة بعلم المغیبات کما یقول به زید فالمسئول عنه انه ما اراد بهذا البعض الغیوب ام کلها فان اراد البعض فای خصوصیة فیه لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو بل لکل صبی ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبهائم وان اراد الکل بحیث لا یشذ منه فرد فبطلانه ثابت نقلا وعقلا اھ اقول فانظر الی آثار ختم الله تعالی کیف یسوی بین رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم وبین کذا وکذا۔	آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور[له] کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ الیٰ قولہ، اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں، اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو، یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اور چنیں و چناں میں۔

اس جگہ خاں صاحب نے حضرت حکیم الامت کے متعلق جو سخت اور مغلظ کلمات استعمال کئے ان کا جواب تو ہم کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ اس کا ترکی بترکی کرارا جواب دینا بازاری دے سکتا ہے جو گالیوں کے فن میں بھی عمدہ دستگاہ رکھتا ہے، ہم تو اس فن سے بالکل عاری اور عاجز ہیں۔ اور قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

قل لعبادی یقولوا التی هی احسن ان الشیطن ینزغ بینهم ان الشیطان کان للانسان عدوا مبینا۔	اے رسول! آپ میرے ایمان والے بندوں سے کہیے کہ وہ بات کہیں جو اچھی ہو، بے شک شیطان پھوٹ ڈلواتا ہے ان کے درمیان، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

[له] یہاں "حفظ الایمان" میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے، خاں صاحب نے اس کو اڑا دیا۔

دوسری جگہ خود حضور کو ارشاد ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ   آپ بدی کا جواب نیکی سے دیجئے۔

پس حسب فرمودۂ قرآن ہم خان صاحب کی ان گالیوں کے جواب میں صرف حق تعالیٰ سے یہ عرض کریں گے کہ خداوندا! خان صاحب تو اس دنیا سے جا چکے اب ان کے اخلاف کو ایسی بری عادتوں سے بچا جو دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں حرمان و خسران کا باعث ہوں۔

اس کے بعد ہم اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ واللہ الہادی الیٰ سبیل الرشاد۔ معلوم ہوتا ہے کہ حسام الحرمین لکھتے وقت خان صاحب نے قسم کھائی تھی کہ کسی معاملہ میں بھی سچائی اور دیانت داری سے کام نہ لوں گا۔ غور تو کیجئے کہاں "حفظ الایمان" کی اصل عبارت اور اس کا تحقیقی اور واقعی مطلب، اور کہاں خان صاحب کا تصنیف کردہ یہ لغو مضمون ـــــ کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپایہ کو حاصل ہے (معاذ اللہ منہ) کاش خان صاحب اپنا فیصلۂ کفر سنانے سے پہلے "حفظ الایمان" کی پوری عبارت بغیر قطع و برید کے نقل کر دیتے تو ناظرین کو خود ہی حقیقت معلوم ہو جاتی اور ہم کو جواب دہی کے لئے قلم اٹھانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ "حفظ الایمان" حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں تین بحثیں ہیں اور تیسری بحث یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ مولانا کی بحث اس میں نہیں ہے کہ حضور اقدس کو علم غیب تھا یا نہیں؟ اور تھا تو کتنا تھا؟ بلکہ وہاں مولانا تو ظاہر صرف اتنا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔ اور ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے، کسی صفت کا واقع میں کسی ذات کے لئے ثابت ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ اس کا اطلاق بھی اس پر جائز ہو۔ قرآن کریم میں حق تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق بتلایا گیا ہے[1]

---

[1] اللّٰہ خالق کل شیء، خلق کل شیء فقدرہ تقدیرا، والیٰ غیر ذٰلک من الآیات)

اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عالم کی ہر چیز صغیر ہو یا کبیر، عظیم ہو یا حقیر سب اسی کی مخلوق ہے، لیکن بایں ہمہ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ اس کو "خالق القردۃ و الخنازیر" کہنا ناجائز ہے۔ علیٰ ہٰذا قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے زرع (کھیتی) کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے، لیکن اس کی ذات پاک پر زارع کا اطلاق درست نہیں۔ اسی طرح بادشاہ کی طرف سے لشکر کو جو عطایا اور وظائف دیے جاتے ہیں، اہل عرب ان پر رزق کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ لغت کی عام کتابوں میں یہ محاورہ لکھا ہوا ہے کہ "رزق الامیر الجند" لیکن بایں ہمہ بادشاہ کو رازق یا رزاق کہنا درست نہیں۔ اور حضور کے شمائل مبارکہ کے باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ خود اپنی نعل مبارک کو ٹانکہ لیا کرتے تھے اور خود ہی اپنی بکری دودھ لیا کرتے تھے، الخ۔ لیکن اس کے باوجود حضور اقدس کو "خاصف النعل" (جوتی دوز) اور "حالب الشاۃ" (بکری دوہنے والا) نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ بعض اوقات ایک صفت کسی ذات میں پائی جاتی ہے اور اس کا اطلاق درست نہیں ہوتا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اس تمہید سے ہمارے ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ حضور کو علم غیب ہونا ایک الگ بحث ہے اور آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کے اطلاق کا جواز، عدم جواز یہ ایک الگ مسئلہ ہے اور ان دونوں میں باہم تلازم بھی نہیں۔ جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب سمجھیے کہ حفظ الایمان میں اس موقع پر حضرت مولانا کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ حضور کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق ناجائز ہے اور حضور کو جس طرح خاتم النبیین، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین وغیرہ وغیرہ القابات سے یاد کر سکتے ہیں، اس طرح لفظ "عالم الغیب" سے حضور کو یاد نہیں کیا جا سکتا، اور اس مدعا کی دو دلیلیں مولانا نے پیش کی ہیں۔ پہلی دلیل کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ چونکہ علماء شریعت کے محاورات میں عالم الغیب اسی کو کہا جاتا ہے جس کو غیب کی باتیں بلا واسطہ اور بغیر کسی کے بتلائے ہوئے معلوم ہوں اور یہ شان صرف حق تعالیٰ کی ہے

له بندروں اور سوروں کا خالق ۱۲   که امیر نے لشکر کو رزق دیا ۱۲

لہٰذا اگر کسی دوسرے کو عالم الغیب کہا جاوے گا تو اس عرف عام کی وجہ سے لوگوں کا ذہن اسی طرف جاوے گا کہ اس کو بھی بلا واسطہ غیب کا علم ہے اور یہ عقیدہ صریح شرک ہے، پس حق جل مجدہ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب کہنا بغیر کسی ایسے قرینہ کے جس سے معلوم ہو سکے کہ قائل کی مراد علم غیب بلا واسطہ نہیں ہے ایسے نادرست ہوگا کہ اس سے ایک مشرکانہ خیال کا شبہ ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں ایسے کلمات سے منع فرمایا گیا ہے جن سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا اندیشہ ہو، چنانچہ قرآن کریم میں حضور کو لفظ "راعنا" سے خطاب کرنے کی ممانعت اور حدیث شریف میں اپنے غلاموں اور باندیوں کو عبدی و امتی کہنے سے نہی اسی لئے وارد ہوئی ہے کہ یہ کلمات ایک باطل معنی کی طرف موہم ہو جاتے ہیں، اگرچہ خود متکلم کا قصد ایسا نہ ہو۔ ——— یہ ہے حضرت مولانا تھانوی کی پہلی دلیل کا خلاصہ ——— مگر چونکہ خاں صاحب کو مولانا کی اس دلیل پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ تقریباً یہی مضمون خود خاں صاحب نے بھی اپنی کتاب "الدولۃ المکیۃ" میں ایک جگہ پوری تفصیل سے لکھا ہے۔ اس لئے اس کی تصویب و تائید میں ہم کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے اور اب مولینا کی دوسری دلیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی میں وہ عبارت واقع ہے جس کے متعلق خاں صاحب کا دعویٰ ہے کہ

"اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔"

لیکن ہم حفظ الایمان کی اصل عبارت نقل کرنے سے پہلے ناظرین کی سہولت فہم کے لئے یہ بتلا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس دوسری دلیل میں مولانا نے مسئلہ کی دو شقیں کرکے ان میں سے ہر ایک کو غلط اور باطل ثابت کیا ہے اور ماحصل مولانا کی اس دوسری دلیل کا صرف یہ ہے کہ جو شخص حضور کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کرتا ہے اور آپ کو "عالم الغیب" کہتا ہے (خدانخواستہ زید) یا تو اس وجہ سے کہتا ہے کہ اس کے نزدیک حضور کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا

علم ہے۔ یہ دوسری شق تو اس لئے باطل ہے کہ آنحضرت کو کل غیب کا علم نہ ہونا دلائل
عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہے (اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی یہی کہتے ہیں) اور
پہلی شق (یعنی بعض غیب کی وجہ سے حضورؐ کو عالم الغیب کہنا) اس لئے باطل ہے کہ
اس صورت میں لازم آئے گا کہ ہر انسان بلکہ حیوانات تک کو "عالم الغیب" کہا جائے
کیونکہ غیب کی بعض باتوں کا علم تو سب کو ہے، کیونکہ ہر جاندار کو کسی نہ کسی ایسی
بات کا علم ضرور ہے جو دوسرے سے مخفی ہے پس اس شق کی بنا پر چونکہ سب کو
عالم الغیب کہنا لازم آتا ہے اور یہ عقلاً نقلاً عرفاً غرض ہر حیثیت سے باطل ہے لہٰذا
ملزوم (یعنی زید کا حضورؐ کو بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے عالم الغیب کہنا) بھی باطل ہوگا۔ یہ
ہے مولانا کی ساری تقریر کا خلاصہ۔ اس کے بعد ہم حفظ الایمان کی اصل عبارت مع
توضیح کے درج کرتے ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ پہلی دلیل کی تقریر سے فارغ
ہونے کے بعد ارقام فرماتے ہیں۔

حفظ الایمان کی عبارت اور اس کی توضیح | "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب
کا حکم کیا جانا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا اور آپ
کی ذات مقدسہ پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب
(اسی زید سے) یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد (یعنی اس غیب سے جو
لفظ "عالم الغیب" میں واقع ہے اور جس کی وجہ سے وہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو "عالم الغیب" کہتا ہے) بعض غیب ہے یا کل غیب
(یہاں حضرت مولانا اس شخص سے جو حضرت کو عالم الغیب کہتا ہے اور اس
کو جائز سمجھتا ہے جس کا فرضی نام زید ہے، یہ دریافت فرماتے ہیں
کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہو تو کس اعتبار سے؟ آیا اس
وجہ سے حضور کو بعض غیب کا علم ہے؟ یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا علم ہے؟) بلکہ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں (یعنی
تم حضورؐ کو بعض علوم غیب کی وجہ سے "عالم الغیب" کہتے ہو) اور تمہارا
یہی اصول ہے کہ جس کو غیب کی بعض باتیں بھی معلوم ہوں گی اس کو تم

عالم الغیب کہے گئے تو اس میں یا (یعنی مطلق بعض غیب کے علم میں) اور کسی وجہ سے عالم الغیب کہے گئے ہیں؟ حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا بعض علم غیب اگر کسی کے عالم الغیب کہنے کے لئے جس کی ضرورت کیجئے ہو یعنی مطلق بعض مغیبات کا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ (مقتضائے اس اصول کی بنا پر کہ مطلق بعض غیب کے علم کی وجہ سے بھی عالم الغیب کہا جا سکتا ہے) سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

حفظ الایمان کی عبارت میں خانصاحب بریلوی کی تحریفات کی تفصیل

یہ تھی حضرت مولانا کی اصل عبارت اور یہ تھا اس کا صاف اور صحیح مطلب جو ہم نے عرض کیا لیکن خاں صاحب نے اپنی حاشیہ آرائی سے اس میں وہ مغز ڈالے کہ شیطان بھی جس کو سن کر پناہ مانگے۔ اس سلسلہ میں خاں صاحب نے جو تحریفات کیں ان کی مختصر تفصیل یہ ہے:

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں "ایسا" کا لفظ آیا تھا اور اس سے مطلق بعض غیوب کا علم مراد تھا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس، مگر خاں صاحب نے اس سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لے لیا اور لکھ مارا کہ

"اس میں تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔" (حسام الحرمین ص [illegible])

(۲) حفظ الایمان کی اصل عبارت اس طرح تھی کہ:

"ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔"

خاں صاحب نے اس کا آخری خط کشیدہ حصہ درمیان میں سے بالکل اُڑا دیا کیونکہ اس سے صراحتہً معلوم ہو جاتا ہے کہ زید و عمرو وغیرہ کے متعلق جو علم تسلیم کیا گیا ہے وہ مطلق بعض غیب کا علم ہے، نہ کہ معاذ اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف ۔

(۳) حفظ الایمان میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد الزامی نتیجہ کے طور پر یہ فقرہ تھا۔

تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے ۔

خاں صاحب نے اس کو بھی صاف اڑا دیا، کیونکہ اس فقرے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مصنف حفظ الایمان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی مقدار میں کلام نہیں فرما رہے، بلکہ ان کی بحث صرف عالم الغیب کے اطلاق میں ہے اور اتنا معلوم ہو جانے کے بعد خاں صاحب کی ساری کارروائی کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ بہر حال خاں صاحب نے صاحب حفظ الایمان کو کافر بنانے کے لئے یہ خیانتیں کیں اور جن فقروں سے عبارت حفظ الایمان کا صحیح مطلب بآسانی معلوم ہو سکتا تھا وہ درمیان سے بالکل حذف کر دیئے اور عبارت کا صرف ابتدائی اور آخری حصہ نقل فرما دیا، اور ایک بڑی چالاکی یہ کی کہ عبارت حفظ الایمان کا جو عربی ترجمہ آپ نے علماء حرمین کے سامنے پیش کیا، اس میں اس قسم کا کوئی اشارہ بھی نہیں کیا جس سے وہ حضرات سمجھ سکتے کہ اس عبارت کے درمیان میں سے کچھ فقرے حذف کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ناظرین حسام الحرمین کی اس عربی عبارت میں خاں صاحب کی یہ دستکاری ملاحظہ فرما سکتے ہیں جو ہم نے شروع بحث میں حسام الحرمین سے بلفظہ نقل کی ہے:

عبارت حفظ الایمان کی مزید توضیح

اگرچہ خاں صاحب کی دیانت اور ان کے فقرے کا حال تو ہمارے ناظرین کو اسی قدر بیان سے معلوم ہو گیا ہوگا مگر ہم بحث کی مزید توضیح اور تفہیم کے لئے اس کے خاص خاص گوشوں پر کچھ اور روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مدظلہ کی دوسری دلیل کا حاصل معرفت اعتقاد تھا کہ:
حضور کو عالم الغیب کہنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ کل غیب کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہا جائے۔ دوسری یہ کہ بعض غیب کی وجہ سے۔ پہلی شق تو اس لئے باطل ہے کہ آپ کو کل غیب کا علم نہ ہونا دلائل نقلیہ و عقلیہ سے ثابت ہے اور دوسری اس لئے باطل ہے۔ ـــــــ کہ بعض غیب کا علم دنیا کی دوسری حقیر چیزوں کو بھی ہے تو اس اصول پر سب کو عالم الغیب کہنا پڑے گا جو ہر طرح سے باطل ہے۔ اگر اس دلیل کے اجزاء کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بنیادی مقدمات صرف یہ ہیں:

(۱) جب تک مبدأ کسی چیز کے ساتھ قائم نہ ہو اس پر مشتق کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً کسی کو عالم جب ہی کہا جا سکتا ہے جب کہ اس کی ذات میں علم کی صفت پائی جاتی ہو اور زید عالم اسی کو کہا جائے گا جس کے ساتھ زید کی صفت قائم ہو اور کاتب وہی کہا جائے گا جو صفت کتابت کے ساتھ موصوف ہو و الی غیر ذلک من الامثلۃ۔

(۲) علت کے ساتھ معلول کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ علت موجود ہو اور معلول نہ ہو۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل غیب کا علم حاصل نہ تھا۔

(۴) مطلق بعض مغیبات کی خبر غیر انبیاء علیہم السلام بلکہ غیر انسانوں کو بھی ہو جاتی ہے۔

(۵) ہر زید و عمرو کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔

(۶) لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان کو مستلزم ہے یعنی جس بات کے ماننے سے کوئی امر باطل لازم آجائے وہ خود باطل ہے۔

ان مقدمات میں سے پہلے دو تو تمام آخری دونوں تو متفق مسلمات میں سے ہیں اور گویا بدیہی ہیں جس سے دنیا کا کوئی عاقل بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اس لئے سردست

ہم صرف تیسرے اور چوتھے مقدمہ کو خاں صاحب ہی کی تصریحات سے ثابت کرتے ہیں:

"مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری"

حفظ الایمان کے اہم مقدمات کا ثبوت خاں صاحب بریلوی کی تصریحات سے

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا تیسرا مقدمہ یہ تھا کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل غیوب کا علم حاصل نہ تھا"

اس کا ثبوت فاضل بریلوی کی تصریحات سے ملاحظہ ہو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کل غیوب کا علم حاصل نہ تھا

فاضل موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہیں:

فانا لا ندعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ فانہ محال للمخلوق۔

ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم شریف تمام معلومات الٰہیہ کو محیط ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کے لئے محال ہے۔

اور اسی "الدولۃ المکیۃ" میں ہے:

ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضاً الا البعض۔

اور ہم عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ کل۔

(الدولۃ المکیۃ، ص ۲۸) (خالص الاعتقاد، ص ۴۳)

اور یہی خاں صاحب تمہید ایمان صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں:

"مخلوق کا علم بھی جمیع معلومات الٰہی کو محیط نہیں۔"

نیز اسی تمہید کے صفحہ ۴۲ پر ہے:

"اور جمیع معلومات الٰہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء کے خلاف ہے۔"

خاں صاحب کی ان تمام عبارات کا مفاد بلکہ مقصد یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع غیوب کا علم نہ تھا بلکہ تمام غیوب کا علم تفصیلی حاصل ہونا کہنا بلکہ ہر مخلوق کے لئے ماننا ہے اور اس کا عقیدہ رکھنا باطل اور اکثر علماء کے خلاف ہے" اور یہی بعینہٖ حضرت مولانا تھانوی کی دلیل کا تیسرا مقدمہ تھا جو بحمداللہ خان صاحب ہی کی تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ فللّٰہ الحمد۔

حضرت مولانا کی دلیل کا چوتھا قابل غور مقدمہ یہ تھا:

"مطلق بعض مغیبات کی خبر غیر انبیاء علیہم السلام بلکہ غیر انسانوں کو بھی ہو جاتی ہے۔"

اس کا ثبوت بھی خاں صاحب بریلوی کی تصریحات سے ملاحظہ ہو:

ہر مومن کو کچھ غیوب کا علم تفصیلی ضرور ہوتا ہے

فاضل موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۱۳ پر رقم فرماتے ہیں:

انا امنا بالقیمۃ وبالجنۃ و بالنار و باللہ تعالیٰ و بالامہات السبع من صفاتہ عز وجل و کل ذالک غیب وقد علمنا کلاً بحیالہ ممتازاً عن غیرہ فوجب حصول مطلق العلم التفصیلی بالغیوب لکل مومن۔

بے شک ہم ایمان لائے ہیں قیامت پر اور جنت اور دوزخ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے ساتوں صفات اصلیہ پر اور یہ سب کچھ غیب ہے اور ہم کو اس کا علم تفصیلی حاصل ہے اس طور پر کہ ہر ایک علم میں ان میں سے ہر ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔ پس غیب کے مطلق علم تفصیلی کا حصول ہر مومن کے لئے واجب ہوا۔

نیز یہی خاں صاحب "خالص الاعتقاد" صفحہ ۳۲ پر فرماتے ہیں:

"(واللہ تعالیٰ) ..... مسلمانوں کو فرماتا ہے "یؤمنون بالغیب" غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شے کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن؟ لاجرم تفسیر کبیر میں ہے "لا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب ما لنا علیہ دلیل" یہ کہنا

کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لئے دلیل ہے۔"
خاں صاحب کی ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ہر مومن کو غیب کا کچھ علم ضرور ہے۔

خاں صاحب کے والد بزرگوار کو بھی غیب کا علم تھا

موصوف اپنے والد ماجد کی ایک پیشین گوئی کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں:

"یہ چودہ برس کی پیشین گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامان غلام کے کفش بردار ہیں، علوم غیب دیتا ہے۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

خاں صاحب کے نزدیک گدھے کو بعض غیوب کا علم

خاں صاحب نے (اس کے ثبوت میں کہ کشف اولیاء کوئی کمال کی چیز نہیں بلکہ وہ غیر مسلموں حتیٰ کہ غیر انسانوں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے) اپنے کسی بزرگ سے جن کے ولی اللہ ہونے کی تصریح بھی فرمائی ہے، ایک صاحب کشف گدھے کی عجیب و غریب حکایت نقل کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ان بزرگ صاحب نے فرمایا:

"ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا، دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے۔ اس کی آنکھوں پر ایک پٹی بندھی ہوئی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے بس گدھے سے پوچھا جاتا ہے۔ گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے۔" (ملفوظات حصہ چہارم ص [illegible])

اس کے بعد خاں صاحب فرماتے ہیں:

"بس یہ سمجھئے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے (یعنی کشف) انسان کے لئے کمال نہیں الخ۔" (حصہ چہارم ص ۱۱)

خاں صاحب کے اس ملفوظ سے معلوم ہوا کہ موصوف کے نزدیک اس گدھے کو بھی بعض مخفی باتوں کا کشف ہوتا تھا۔ وہذا ہو المقصود۔

دنیا کی ہر چیز کو بعض غیوب کا علم حاصل ہے

ہم ابھی ابھی "الدولۃ المکیۃ" سے خاں صاحب کی ایک عبارت نقل کر چکے ہیں جس میں تصریح ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کے صفات اور جنت دوزخ ملائکہ وغیرہ وغیرہ یہ سب امور غیب میں سے ہیں۔ (اور یہ بالکل صحیح ہے)

علاوہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بذات خود غیب نہیں لیکن آپ کی رسالت بے شک امر غیب ہے کیونکہ وہ کوئی محسوس و مبصر چیز نہیں بلکہ اللہ اور رسول کے درمیان ایک مخفی تعلق ہے جو ہمارے ظاہری احساس کی دسترس سے بالاتر ہے اور صرف پیغمبر کی صداقت کے اعتماد پر اس پر ایمان لایا جاتا ہے پس جس کو اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی وحدت یا اس کے رسول کی رسالت کا علم حاصل ہو تو اس کو بعض غیوب کا علم حاصل ہوا اور خاں صاحب کو تسلیم ہے کہ کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ درختوں کے پتے اور ریگستانوں کے ذرے بھی توحید و رسالت پر ایمان لانے کے مکلف ہیں، وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔

چنانچہ خاں صاحب کے ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۵ پر ہے:

"ہر شے مکلف ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ"

نیز اسی کے صفحہ ۸ پر ہے:

"ایک ایک روحانیت تو ہر ہر نبات ہر ہر جماد سے متعلق ہے اسے خواہ اس کی روح کہا جائے یا کچھ اور، اور وہی مکلف ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ، حدیث میں ہے:

ترجمہ	عربی
کوئی شے ایسی نہیں ہے جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو، سوا سرکش جن اور انسانوں کے۔"	ما من شیئی الا و یعلم انی رسول الله الا مردة الجن و الانس

خاں صاحب کے ان ارشادات سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) ہر مومن کو غیب کی کچھ باتیں ضرور معلوم ہوتی ہیں۔
(۲) غیر مسلموں کو بھی کشف ہوتا ہے۔
(۳) گدھے جیسے احمق جانور کو بھی بعض مخفی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔
(۴) کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ نباتات و جمادات کو بھی غیب کی کچھ باتیں معلوم ہیں
اور یہی حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا چوتھا بنیادی مقدمہ تھا۔
الحاصل مولانا کی دلیل جن چھ مقدمات پر مبنی تھی، اُن میں سے چار تو مسلمات عقلیہ اور بالکل بدیہی تھے اور دو محتاج ثبوت تھے سو ان کو ہم نے بحمد اللہ خاں صاحب ہی کی تصریحات سے ثابت کر دیا اور ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ حضرت مولانا کی وہ دلیل جس پر خاں صاحب نے کفر کا حکم لگایا تھا بجمیع اجزائہ خاں صاحب کو مسلّم ہے اور اگر وہی موجب کفر ہو سکتی ہے تو پھر خاں صاحب بھی اس کفر میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

چہ خوش گفت ترابات شوم تا من بہاں گو شم

اگرچہ اس کے بعد حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق کچھ اور عرض کرنے کی حاجت نہیں رہتی لیکن مزید توضیح کے لئے آخر میں ہم عبارت حفظ الایمان کا ایک مثالی فوٹو پیش کرتے ہیں۔

عبارت حفظ الایمان کا ایک مثالی فوٹو | فرض کیجئے کہ خاں صاحب مولوی احمد رضا صاحب کے کوئی مرید یا جانشین حضورؐ کو عالم الغیب کہتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں تو اس پر میں اُن سے عرض کرتا ہوں کہ آپ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں تو آیا کل غیب کی وجہ سے یا بعض غیب کی وجہ سے، اگر کل غیب کی وجہ سے کہتے ہیں تو وہ تو بقول مولوی احمد رضا خاں صاحب کے عقلاً ونقلاً باطل بلکہ محال ہے اور اگر آپ بعض غیب کی وجہ سے حضورؐ کو عالم الغیب کہتے ہیں اور آپ کا یہی اصول ہے کہ جس کو بھی غیب کی بعض باتیں معلوم ہوں گی تو آپ اس کو عالم الغیب کہیں گے تو پھر حضورؐ کی اس میں کوئی تخصیص نہیں رہی

کیونکہ غیب کی بعض باتوں کا علم تو تمام مومنین بلکہ تمام انسانوں اور بلکہ تمام حیوانات حتیٰ کہ نباتات اور جمادات کو بھی ہے تو آپ کے اس اصول پر لازم آئے گا کہ آپ دنیا کی ہر چیز کو عالم الغیب کہیں۔ اگر آپ فرمائیں کہ ہاں ہم سب کو عالم الغیب کہیں گے تو پھر بتلایا جائے کہ اس صورت میں عالم الغیب ہونے سے حضورؐ کی کیا تعریف نکلی جب کہ آپ کے نزدیک سب کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ کیا دنیا کا کوئی باہوش انسان میرے اس کلام سے یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ معاذ اللہ میں نے دنیا کی ہر چیز کو علم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کر دیا۔

اسی کی ایک دوسری اس سے بھی زیادہ عام فہم مثال ملاحظہ ہو۔ فرض کیجئے کہ کسی ملک کا بادشاہ بہت بڑا مخیر ہے۔ اس کے یہاں لنگر خانہ جاری ہے اور صبح و شام ہزاروں محتاجوں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اب کوئی احمق مثلاً زید کہتا ہے کہ میں تو اس بادشاہ کو رازق کہوں گا۔ اس پر ایک دوسرا شخص مثلاً عمرو کہے کہ بھائی تم جو اس بادشاہ کو رازق کہتے ہو تو کس وجہ سے؟ آیا اس وجہ سے کہ وہ ساری مخلوق کو رزق دیتا ہے؟ یا اس وجہ سے کہ بعض انسانوں کو کھانا کھلاتا ہے؟ پہلی شق تو بداہتہً باطل ہے۔ اب رہی دوسری صورت یعنی یہ کہ اس بادشاہ کو صرف اس وجہ سے رازق کہا جائے کہ وہ بعض انسانوں کو کھانا کھلاتا ہے تو اس میں اس کی کوئی تخصیص نہیں کیونکہ ایک غریب انسان اور ایک معمولی مزدور بھی کم از کم اپنے بچوں کا پیٹ بھرتا ہے اور انسان تو انسان چھوٹی چھوٹی چڑیاں اپنے بچوں کو دانہ دیتی ہیں تو پھر لازم آئے گا اس اصول پر چاہیے کہ سب کو رازق کہا جائے الخ۔ غور فرمایا جائے کہ کیا عمرو کے اس کلام کا مطلب یہی ہے کہ اس نے اس مخیر اور فیاض بادشاہ اور ہر غریب انسان اور ہر معمولی مزدور کو بالکل برابر کر دیا یا کسی نے ہر غریب انسان اور معمولی مزدور کو اس بادشاہ کے برابر فیاض مان لیا۔ ظاہر ہے کہ ایسا سمجھنا سمجھنے والے کی حماقت ہے۔ پس حفظ الایمان میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ

اس سے زیادہ کچھ اور نہیں۔

اس کے بعد ہم اہل سنت کے مسلّم امام علامہ سید شریف رحمہ اللہ کی شرح مواقف سے ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو بالکل عبارت حفظ الایمان کے مثل ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد کوئی سنی مسلمان حفظ الایمان کے متعلق لب کشائی کی جرأت نہ کرے گا، کیونکہ حفظ الایمان میں جو کچھ ہے وہ قریب قریب شرح مواقف کی اسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

ملاحظہ ہو حضرت علامہ فرماتے ہیں:

واما الفلاسفة فقالوا النبي هو من اجتمع فيه خواص ثلث يمتاز بها من غيره احدها اى احد الامور المختصة بان يكون له اطلاع على المغيبات الكائنة والماضية والآتية۔

بہرحال فلاسفہ پس وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی وہ ہے کہ جس میں تین باتیں خاص طور پر پائی جائیں جن کی وجہ سے وہ نبی غیر نبی سے ممتاز ہو سکے ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ نبی کو اطلاع ہو یعنی چاہیے ان مغیبات پر جو ہو چکے ہیں یا ہو چکے ہوں یا ہونے کو ہیں۔

اس کے بعد چند سطر میں فلاسفہ کی طرف سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے لئے چنداں مستبعد نہیں۔ اس کے بعد اسی طرح فلاسفہ کی طرف سے فرماتے ہیں کہ:

وكيف يستنكر ذلك الاطلاع في حق النبي وقد يوجد ذلك فيمن قلت شواغله لرياضة بانواع المجاهدات او مرض صارف للنفس عن الاشتغال بالبدن واستعمال الآلة او نوم ينقطع به احساساته

اور انبیاء علیہم السلام کا ان مغیبات پر مطلع ہونا کیونکر مستبعد ہو سکتا ہے حالانکہ یہ اطلاع علی الغیبات ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شواغل نفسانی مجاہدوں کی ریاضت یا کسی ایسے مرض کی وجہ سے کم ہوں جو نفس کی اشتغال بالبدن اور آلات کے استعمال سے روک دے یا یہ شواغل ایسی نیند کی وجہ سے کم ہوں جس کی

الظاهرة فان هؤلاء قد يطلعون على مغيبات ويخبرون عنها كما يشهد به التسامع والتجارب بحيث لا يبقى فيه شبهة للمنصفين.

وجہ سے اس سونے والے کے احساسات ظاہری منقطع ہو گئے ہوں پس تحقیق یہ لوگ یعنی ریاضیات اور مجاہدے کرنے والے اور مریض جن کو مالیخولیا ہوتا ہے اور سونے والے بھی کبھی مغیبات پر مطلع ہو جاتے ہیں جیسا کہ تجربہ شاہد ہے یہاں تک کہ اہل انصاف کو اس میں شبہ تک نہیں رہتا۔

یہاں تک تو فلاسفہ کا مذہب اور اس کے دلائل تھے، اس کے بعد مصنف رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت وجماعت کی طرف سے اس کا جواب دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

قلنا ما ذكرتم مردود بوجوه اذ الاطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقا منا ومنكم ولهذا قال سيد الانبياء ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء والبعض اي الاطلاع على البعض لا يختص به النبي كما اقررتم به حيث جوزتموه للمرتاضين والمرضى والنائمين فلا يتميز به النبي عن غيره.

جو کچھ تم نے کہا چند وجہ سے مردود ہے اس لئے کہ تمہارے بھی ہمارے بھی اطلاع علی الغیبات سے ایسے کل غیبات پر اطلاع ہونا چاہئے یعنی نبی کو کل غیبات پر مطلع ہونا کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں، نہ ہمارے نزدیک نہ تمہارے نزدیک اور اسی وجہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو میں نے خیر سے بہت سا جمع کر لیا ہوتا اور مجھ کو برائی نہ چھوتی اور بعض مغیبات پر مطلع ہونا نبی کے ساتھ خاص نہیں دلیل یہ غیر نبی میں بھی پایا جاتا ہے، جیسے کہ خود تم کو اقرار ہے اس لئے کہ تم اس کو جائز سمجھتے ہو ریاضت کرنے والوں کے لئے اور مریضوں کے لئے اور سونے والوں کے لئے لہذا نبی غیر نبی سے ممتاز نہ ہو گا۔

ناظرین! انصاف غور فرمائیں کہ شرح مواقف کی اس عبارت اور [illegible]

کی زیرِ بحث عبارت میں کیا فرق ہے ؟

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے اس تقریری بیان کے بعد حفظ الایمان کی عبارت پر مخالفین کو کوئی شبہ نہ رہے گا۔ اس کے مزید اتمام حجت کے لئے ہم اختصار کے ساتھ حضرت مولینا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ جواب بھی نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اسی افتراء کی تردید میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی احمد رضا خان صاحب کا یہ فتویٰ ______ "حسام الحرمین" جب شائع ہوا اور اس سے ایک فتنہ برپا ہوا تو جناب مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے حضرت مولینا تھانوی کو خط لکھا کہ،

"مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی آپ کے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ آپ نے معاذ اللہ حفظ الایمان میں یہ تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل اور ہر جانور کو حاصل ہے۔ کیا کہیں حفظ الایمان میں آپ نے یہ لکھا ہے؟ یا آپ کا یہ عقیدہ ہے؟ اگر آپ کا عقیدہ نہیں تو آپ اس شخص کو کیا سمجھتے ہیں جو ایسا خبیث عقیدہ رکھے؟"

ملخص از بسط البنان۔

حضرت مولینا تھانویؒ جواب دیتے ہیں :

"میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا، لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا، میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا جیسا اخیر میں عرض کروں گا۔ جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں ...... تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی

اس کے بعد حضرت مولینا مدظلہ نے اپنے اُسی گرامی نامہ میں جو اُسی زمانہ میں "بسط البنان" کے نام سے شائع بھی ہو چکا ہے، خاں صاحب کے اس الزام کا تفصیلی جواب بھی دیا ہے اور حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت کا مطلب بیان کیا ہے، لیکن اب یہاں اس کے نقل کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ ہم نے جو کچھ اس عبارت کی توضیح میں اوپر لکھا ہے وہ گویا حضرت مولینا کے اسی جواب کی شرح ہے۔

ناظرین کرام انصاف فرمائیں کہ فاضل بریلوی اپنے فتویٰ کفر میں صداقت اور دیانت سے کتنے دور ہیں۔

واللہ الہادی الیٰ سبیل الرشاد

تکملہ

مصنفِ حفظ الایمان کی حق پرستی اور بے نفسی

عبارت حفظ الایمان میں ترمیم کا اعلان

حضرات! مولوی احمد رضا خاں صاحب نے "حسام الحرمین" میں حفظ الایمان
کی طرف ایک کافرانہ مضمون کی نسبت کر کے کفر کا جو فتویٰ دیا تھا اس پر مناظرانہ بحث ختم
ہو چکی اور ناظرین کرام کو معلوم ہو چکا کہ اس کی حقیقت افترا اور بہتان کے سوا کچھ بھی نہیں
ہے، اور مصنفِ حفظ الایمان کا دامن اس ناپاک کافرانہ عقیدے سے بالکل پاک ہے —
اس کے بعد یہ معلوم کر کے آپ حضرات کو ان شاء اللہ اور زیادہ تسلی اطمینان
ہوگا کہ بعض مخلصین نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ
جب اس طرف مبذول کرائی کہ: اگرچہ حفظ الایمان کی عبارت واقعہ میں بالکل صحیح اور
بے غبار ہے لیکن ناخدا ترس اور غرض پیشہ معاندین اس کے جن الفاظ سے بے چارے
ناسمجھ عوام کو دھوکا دیتے ہیں اگر ان الفاظ کو اس طرح بدل دیا جائے کہ اس کے بعد وہ فتنہ
پرداز عوام کو یہ دھوکا بھی نہ دے سکیں تو بے چارے عوام کے حق میں یہ بہتر ہوگا —
تو حضرت ممدوح نے مشورہ دینے والوں کو دعا دیتے ہوئے دلی مسرت
کے ساتھ اس مشورہ کو قبول فرمایا اور عبارت کو اس طرح بدل دیا کہ قدیم عبارت میں "ایسا
علم غیب تو" کے الفاظ سے جو فقرہ شروع ہوتا تھا اس کے بجائے یہ فقرہ لکھ دیا کہ
— "مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔"

یہ واقعہ ماہ صفر سنہ ۱۳۴۲ھ کا ہے، گویا اب سے قریباً بتیس[1] سال پہلے "حفظ الایمان" کی عبارت میں یہ ترمیم ہو چکی ہے، اور اس کے بعد سے "حفظ الایمان" اسی ترمیم کے ساتھ چھپ رہی ہے بلکہ اس ترمیم کا پورا واقعہ اور حضرت مصنفؒ کی طرف سے اس کا اعلان بھی "تغییر العنوان" کے نام سے "حفظ الایمان" کے ایک ضمیمہ کے طور پر اس کے ساتھ چھپتا رہا ہے۔

پھر اس کے بعد جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۵۴ھ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک صاحب کے توجہ دلانے پر خود اس ناچیز راقم سطور (محمد منظور نعمانی) نے حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ "حفظ الایمان" کی جس عبارت پر معاندین کا اعتراض ہے اس کے بالکل ابتداء میں "علم غیب کا حکم کیا جانا" کے جو الفاظ ہیں ان کا مطلب بلاشبہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا ہے، جیسا کہ خود اسی عبارت کے سیاق و سباق سے بھی ظاہر ہے اور "بسط البنان" اور "تغییر العنوان" میں حضرت نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ پس اگر اصل عبارت میں بھی یہاں "حکم" کے بجائے "اطلاق" ہی کا لفظ کر دیا جائے تو بات اور زیادہ صاف اور بے غبار ہو جائے گی۔ حضرت نے بلا تامل اس کو بھی قبول فرما لیا اور اس فقرہ کو اس طرح بدل دیا:

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو"

اور اس ناچیز سے فرمایا کہ میری طرف سے آپ ہی اس ترمیم کا اعلان بھی کر دیں، چنانچہ رجب سنہ ۱۳۵۴ھ کے "الفرقان" میں اسی وقت اس کا اعلان ہو گیا تھا۔ —— بہرحال ان دو ترمیموں کے بعد "حفظ الایمان" کی عبارت اب اس طرح ہے:

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے، مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔"

---

[1] اب قریباً چھتیس برس ہو گئے ہیں۔

واضح رہنا چاہئے بزرگوں نے ان کافرانہ عقیدوں سے اپنی برأت اور اپنی بیزاری کا اعلان بھی کیا جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے محض افتراء و عناد ان کی طرف منسوب کر کے تکفیر کی تھی اور اس کے ساتھ اپنی عبارتوں کا وہ صحیح اور واقعی مطلب بھی بیان کیا جس کے سوا ان کا کوئی اور مطلب ہو ہی نہیں سکتا اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان میں کوئی بات بھی اسلامی تعلیمات اور عقائد اہل سنت کے خلاف نہیں ہے اور اس سب کے بعد تب بھی چاہئے بالخصوص عوام کو فتنہ سے بچانے کے خیال سے اللہ کے کسی بندہ نے مخلصانہ طور پر عبارت میں تبدیلی کا کوئی مشورہ دیا تو اس کو بھی بے تامل اور بخوشی قبول فرما کر اپنی عبارت کو بدل بھی دیا —— بلاشبہ یہ ان حضرات کی حق پرستی اور للہیت و بے نفسی کی روشن دلیل ہے، افسوس! کیسے ظالم اور شقی ہیں وہ لوگ جو اللہ کے ان بندوں کو کافر کہتے ہیں —— !

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

۲۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۲ ہجری

المہند علی المفند

عقائد اہلِ سُنّت والجماعۃ

تالیف

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدّث سہارنپوریؒ

تصدیق

حضرات عُلمائے حرمین شریفین و مصر و شام

و برصغیر ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند ضروری باتیں

الحمد للہ الذی یحق الحق بکلماتہ ویبطل الباطل بسطوات نصر المؤمنین وقال وکان حقا علینا نصر المؤمنین وقطع کید الفاسقین فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان ومشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان، وعلی الہ وصحبہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تریہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا ما تعاقب النیران وتضاد الکفر والایمان :-

اما بعد! حضرات ان چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور ان کی کوشش اور تدبیر کس انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہی ہے، مختصر یہ ہے کہ شاید ہی اسلام نے کو ناگوں انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچایا مگر خاں صاحب نے روافض کی طرح اخیار امت محمدیہ کو منتخب کر کے ان ہی سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہا جیسے روافض نے امت کے خلاصہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر کے ان کی تکفیر کی اور تبرا بازی و سب و شتم سے کام لیا تھا ایسے ہی خاں صاحب نے اس وقت جو دین کے منتخب اور برگزیدہ جماعت کے آفتاب و ماہتاب تھے ان کو اپنے کفر کے دھوئیں سے مکدر کرنا چاہا

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ۔۔ کسے کو تف زند ریشش بسوزد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خاں صاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی تخم ریزی پہلے ہی ہو چکی ہے اس وجہ سے سب کے پیچھے پڑ کر خاں صاحب احمد رضا خاں صاحب بر عکس نہند نام زنگی کافور در حقیقت احمد رضا خاں صاحب نے تمام ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ آیۃ من آیات اللہ و معجزۃ من معجزات سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چونکہ اور حضرت مولٰنا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم و مغفور مظلوم اہل بدعت میں بوجہ بعض کلمات کے جو سخت اور غالی اہل بدعات کے جن کی بدعات شرک کی حد تک پہونچ گئیں تھیں مقابلہ میں نکلے گئے تھے تمام قرائن حالیہ اور غیر حالیہ سے قطع نظر کرکے احتمالات نکالے اور ان پر سستر کیا بلکہ غیر متناہیہ وجوہ سے کفر لازم کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دیکر فضلائے کرام کا فتویٰ تکفیر چھاپ دیا ۔

مگر حضرت شاہ صاحب کے خاندان کی عظمت مسلم ہو چکی تھی اور ایں خانہ تمام آفتاب ست کا مصداق تھا پس اگر کوئی بدبخت یا ناواقف حضرت شہید مرحوم سے بدظن بھی ہو تو ان حضرات کا تقدس کیا بدعات کی جڑ اکھیڑنے کو کم ہے اس وجہ سے خاں صاحب کو پوری کامیابی نہ ہوئی اور چونکہ اس زمانہ میں بدعت کی تباہی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کے جائز وارث اور ارشد تلامذہ حضرت مولٰنا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نانوتوی حجۃ اللہ تعالٰے فی الارض اور حضرت رشید الاسلام والمسلمین آیۃ من آیات رب العالمین حضرت مولٰنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اسرارہم کے سپرد ہوئی اور حمایت سنت مصطفوی کا بلند جھنڈا انہی کے مقدس ہاتھوں میں دیا گیا چنانچہ مدرسہ عالیہ کی رفیع عمارت بر ان حضرات نے قائم فرمایا اور مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء وتؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا کی طرح جیسے آسمان سے باتیں کرتا تھا اپنے استحکام میں ساتویں زمین تک بھی پہنچا ہوا

تھا اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم اور شام اور عرب و عجم کابل و قندھار بخارا و
خراسان چین و تبت وغیرہ دنیا کے تمام گوشوں سے نظر آتا تھا اور یا شقیان سنت
اس کے سبز پھریرہ کو دور ہی سے دیکھ کر سنت نبوی کی مہک اس سے پالیتے تھے
اور آنکھ بند کئے چلے آتے تھے اور دیوبند کی گلیوں میں پھرتے نظر آتے تھے اور یہاں
کی خشک روٹی اور دال کو بریلی کے بدعت خانہ کے قورما پلاؤ پر ترجیح دیتے تھے اور
بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدائی تیری ۔ کا نعرہ بلند کرتے تھے حوالیہ میں گنج
عیسوی ۱۹ کا نظارہ دیکھ کر خان صاحب نے ہمت توڑی تو بدا انہی حضرات کے
اثر مٹانے کی طرف فرمائی حضرت شہید مظلوم پر ستر وجہ سے کفر ثابت فرماکر
فقہائے کرام کا اجماعی قطعی فیصلہ قرار دیکر خود احتیاط کی تھی جس کی بنا پر خود فقہائے کرام
اور اصحاب فتاویٰ علماء کے نزدیک خود مع جملہ معتقدین کے کافر ہو چکے تھے، مگر
حضرات موصوفین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب و حضرت مولانا مولوی
رشید احمد صاحب قدس سرہم اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب
اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا نام لیکر قطعی تکفیر
کی اور یہ کہا کہ جو ان کے کافر ہونے میں تردد و تامل اور شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔

حضرت مولانا نانوتوی پر ختم زمانی کے انکار کرنے کا الزام لازم کیا، اور حضرت
مولانا گنگوہی پر یہ افترا کیا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کے جائز رکھنے والے کو مسلمان
سنی بتاتے ہیں، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیوضہم کیجانب یہ عنایت
فرمائی کہ وہ براہین قاطعہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت
برکاتہم پر یہ بہتان لگایا کہ حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جس قدر علم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اتنا تو ہر صبی و مجنون و بہائم کو بھی حاصل ہے، لیکن چونکہ
خان صاحب کا علم و فضل و تدین قابل اعتبار نہ تھا اس وجہ سے یہ مضمون عربی عبارت
کی کتاب المعتمد المستند میں لکھ کر اس کی تصدیق علماء حرمین شریفین سے کرائی

اور اس کا نام حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین رکھ کر تمام ہندوستان میں وندھیا دیا کر دیکھو علماء حرمین شریفین نے ہماری فلاں فلاں مخالف کی قطعی تکفیر کر دی ہے اب ان کے کفر میں کیا شک باقی رہا۔ حالانکہ یہ بالکل افتراء محض ہے جو الشہاب الثاقب اور توضیح البیان وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔

خان صاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماء مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے یہ چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے اس کو صاف لکھئے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جواب لکھ کر حرمین شریفین کے علماء کی خدمت مبارک میں پیش فرمائے۔ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً و علماء مصر و حلب و شام و دمشق نے ان کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں ان کی وجہ سے کوئی کافر ہو سکتا ہے نہ بدعتی اور نہ اہل سنت والجماعت سے خارج اہل اسلام کی اطلاع کی غرض سے علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق کی تصدیقات بصورت رسالہ مسمیٰ بہ المہند علی المفند معروف بہ تصدیقات لدفع التلبیسات مع ترجمہ المسمیٰ بہ ماضی الشفرتین علی خادع اہل الحرمین طبع کرا دیا گیا تاکہ اہل اسلام کو خان صاحب کی ایمانداری پوری طرح سے معلوم ہو جاوے۔

۲۵

اب اہل ایمان خانصاحب سے دریافت فرماویں کہ آپ نے حسام الحرمین پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ "یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بیشک بزازیہ اور درر اور غرر اور فتاوی خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے" انتہی پھر صفحہ ۳۴ پر یہ ہے "حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے

غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو ان کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور
اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر
میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس
کے کفر میں بھی شک نہیں انتہیٰ ۔ اور حضرات علماء حرمین شریفین ومصر و
حلب وشام ان تمام حضرات کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد کو عقائد اہل سنت
لکھ کر انکی تصحیح وتصدیق فرماتے ہیں تو آپ جناب کے فتویٰ کے موافق یہ تمام
حضرات اور جملہ اہل عرب وروم و دمشق وشام ومصر وعراق کیا قطعی کافر ہو گئے
کیا جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے معاذ اللہ
العظیم ونعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔

مسلمانو یہ ہے خاں صاحب کی محبت سنت اور یہ ہیں وہ اہل سنت
والجماعت کہ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا بڑے بڑے کفار جو اسلام کے
مٹانے کی تدابیر میں مصروف ہیں خاں صاحب نے ایک فتوے سے گویا سب
کی مرادیں پوری کرا دیں مگر اسلام کا مٹا دینا کوئی آسان کام نہیں ہے کوئی لاکھ
دین و دنیا میں کلام کرے مگر آفتاب اسلام قیامت تک تاباں ہی رہے گا ۔
چونکہ رئیس فرقہ مبتدعہ عالیجناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی حسام الحرمین
کی حقیقت منکشف ہو گئی کہ خاں صاحب نے جو کچھ لکھا تھا وہ محض افترا تھا خاص
تھا علماء کرام حضرات دیوبند کو کافر کہے اور ان کے کفر میں کسی طرح شک
تردد تامل کرے وہ بھی قطعی کافر ہے اس لئے اس رسالہ کے دیکھنے سے واضح
ہو جائے گا کہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً حضرات
دیوبند کے عقائد کی تصحیح فرما رہے ہیں ۔

پس اب دیکھنا ہے کہ خاں صاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علماء دیوبند
کے ساتھ تمام علماء حرمین شریفین ومصر وحلب وشام ودمشق سب کی تکفیر فرماتے
ہیں کیونکہ تمام علماء حضرات دیوبند کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ردّ السلام علیہم من اللہ ہو کر

حضرات دیوبند۔ بانی وتحریر علامہ بتائے جاتے ہیں۔ اب ہم دیکھیں کہ خانصاحب کے پاس کونسی
ترکیب کرامت ہے جس سے علماء دیوبند کو کافر بنائیں اور علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام مسلمان بنے رہیں
حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہم کو کہیں علامہ تحریر کرتے ہیں کہیں یکتائے زمانہ
کہیں ثانی العزیز کہیں شیخ وقت کہیں مقتدائے انام اور کہیں پیشوائے امت چنانچہ تقاریظ و
تصدیقوں کے الفاظ سے ناظرین پر واضح ہوگا۔ اور جو برتاؤ حضرات علماء حرمین شریفین کا بوقت
ملاقات جسمانی مولانا ممدوح کے ساتھ ہوا اور زبانی گفتگو پر جو وقعت وعزت ان حضرات کے قلوب
میں پیدا اور جوارح سے ظاہر ہوئی وہ اس کا تو ذکر کیا جائے کہ مصافحہ و معانقہ و قبول دعا کے علاوہ
سلطان دو جہان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد محترم میں مدینۃ الرسول کے بیسیوں شیوخ
نے مولانا ممدوح کے تلمذ کو فخر سمجھا سلسلۂ خاندان ولی اللہی کے سند صحاح کی اجازت حاصل
فرما کر مسرور و مبتہج ہوئے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل
العظیم۔ ـــــ حق تعالیٰ شانہ کے ان احسانات جلیلہ کا ذکر کرنا چونکہ حاسدوں کی قلق
بڑھاتا ہے اس لئے بہ تفصیل بیان نہیں کیا گیا۔ منصفانہ نظر سے دیکھنے والے کو یہ رسالہ ہی کافی
ہے جس کی اصل مہر و دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے اور مطبوعہ نقل عام طور پر ہدیہ ناظرین ہے۔
اس وجہ سے عرض ہے کہ علمائے اسلام نہایت اطمینان سے ابتداء اور اس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں
تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حضرات علمائے کرام دیوبند کے عقائد بالکل صحیح اہل سنت والجماعت کے
موافق ہیں اور علمائے اہل حق علمائے ربانی حضرات علماء کے ساتھ ہیں نہ کہ خانصاحب کے سوا اب کوئی بات
ایسی باقی نہیں رہی جس کو اہل بدعات ان حضرات کی طرف منسوب کر کے غیر مقلد یا وہابی کہہ سکیں۔
خانصاحب کا مکر کھل گیا اور انکی تدبیر کا خاتمہ ہو چکا۔ والحمد للہ علی ذالک۔
خانصاحب فقط حضرات دیوبند اور خادمان سنت ہی کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں ان کے
انداز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفس اسلام ہی کے دشمن ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو سب کو جہان
جہنم پہنچا دیں معلوم ہے مگر اللہ تعالیٰ اس دین کا حافظ ہے اس لئے آسمان کا تھوکا حلق میں آتا ہے
اور جو اس شریعت بیضا میں رخنہ اندازی کرتا ہے خود روسیاہ اور ذلیل و خوار بنتا ہے بیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ایہا العلماء الکرام والجہابذۃ العظام قد نسب الی ساحتکم الکریمۃ اناس عقائد الوہابیۃ قالوا باوراق ورسائل لا نعرف معانیہا لاختلاف اللسان فنرجوان تخبرونا بحقیقۃ الحال ومرادات المقال ونحن نسئلکم عن امور اشتہر فیہا خلاف الوہابیۃ عن اہل السنۃ والجماعۃ

السوال الاول والثانی

ما قولکم فی شد الرحال الی زیارۃ سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات وعلی الہ وصحبہ ای الامرین احب الیکم وافضل لدی اکابرکم للزائر ہل ینوی وقت الارتحال للزیارۃ زیارتہ علیہ السلام او ینوی المسجد ایضا وقد قال الوہابیۃ ان المسافر الی المدینۃ لاینوی الا المسجد النبوی۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا۔ اے علمائے کرام اور سرداران عظام تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے لائے جنکا مطلب غیر زبان ہونے کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے اسلئے امید کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت حال اور قول کے مراد سے مطلع کریں گے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں کہ جن میں وہابیہ کا اہل السنۃ والجماعت سے خلاف مشہور ہے۔

پہلا اور دوسرا سوال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کیلئے سفر ہوا اسکی فضیلت؟

کیا فرماتے ہو شد رحال میں سید الکائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کیلئے تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے نزدیک ان دونوں باتوں میں کون امر پسندیدہ و افضل ہے کہ زیارت کرنیوالا بوقت سفر زیارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ کو فقط مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ومنہ نستمد العون والتوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق حامدا ومصلیا ومسلما

لیعلم اولا قبل ان نشرع فی الجواب انا بحمد اللہ ومشائخنا رضوان اللہ علیہم اجمعین وجمیع طائفتنا وجماعتنا مقلدون لقدوۃ الانام وذروۃ الاسلام الامام الہمام الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفروع ومتبعون للامام الہمام ابی الحسن الاشعری والامام الہمام ابی منصور الماتریدی رضی اللہ عنہما فی الاعتقاد والاصول ومنتسبون من طرق الصوفیۃ الی الطریقۃ العلیۃ المنسوبۃ الی السادۃ النقشبندیۃ والطریقۃ الزکیۃ المنسوبۃ الی السادۃ الجشتیۃ والی الطریقۃ البہیۃ المنسوبۃ الی السادۃ القادریۃ والی الطریقۃ المرضیۃ المنسوبۃ الی السادۃ السہروردیۃ رضی اللہ عنہم اجمعین ثم ثانیا انا لا نتکلم بکلام ولا نقول قولا فی الدین الا وعلیہ عندنا دلیل من الکتاب او السنۃ او اجماع الامۃ او قول من ائمۃ المذہب ومع ذلک لا ندعی انا مبرؤون من الخطاء والنسیان فی زلۃ القلم وزلۃ اللسان فان ظہر لنا انا اخطانا فی قول سواء کان من

چند ضروری گزارشات

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے اور اسی کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد۔

شریعت و طریقت میں علمائے دیوبند کا مسلک

اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع کریں جاننا چاہیے کہ ہم اور ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے۔

اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ عالیہ حضرات

ان نرجع عنه ونعلن بالرجوع كيف لا وقد رجع ائمتنا رضوان الله
عليهم في كثير من اقوالهم حتى ان امام حرم الله تعالى
المحترم وامامنا الشافعي رضي الله عنه لم يبق مسئلة الا وله فيها قول جديد
والصحابة رضي الله عنهم رجعوا في مسائل الى اقوال بعضهم كما
لا يخفى على متتبع الحديث فلو ادعى احد من العلماء انا غلطنا في
حكم فان كان من الاعتقاديات فعليه ان يثبت بنص من ائمة
الكلام وان كان من الفرعيات فيلزم ان يبنى بنيانه على القول
الراجح من ائمة المذهب فاذا فعل ذلك فلا يكون منا ان شاء الله

حضرت نقشبندیہ اور طریقہ زکیہ مشائخ چشتیہ اور سلسلہ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ
مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

استنباط و تحقیق میں طریقہ عمل

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے میں کبھی
کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو قرآن مجید کی یا سنت کی یا اجماع امت یا قول
کسی امام کا اور بایں ہمہ ہم دعوے نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش میں سہو و خطا
سے مبرا ہیں۔ پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی عام ہے کہ
اصول میں ہو یا فروع میں تو اپنی غلطی سے رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی۔
اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں چنانچہ ہمارے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان
کے بہتیرے اقوال میں رجوع ثابت ہے حتی کہ امام حرم محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے
کوئی مسئلہ ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید و قدیم نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر
مسائل میں دوسروں کے قول کی جانب رجوع فرمایا چنانچہ حدیث کے تتبع کرنے والے
پر ظاہر ہے۔

پس اگر کسی عالم کا دعوے ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ
اعتقادی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا دعوے ثابت کرے علمائے کرام کی تصریح سے۔
اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کریگا

تعالیٰ الا الحسنى القبول بالقلب واللسان وزیادۃ الشکر بالجنان والارکان۔

وثالثاً ان فی اصل اصطلاح بلاد الھند کان اطلاق الوھابی علی من ترک تقلید الائمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ثم اتسع فیہ و غلب استعمالہ علی من عمل بالسنۃ السنیۃ وترک الامور المحدثۃ الشنیعۃ والرسوم القبیحۃ حتی شاع فی بمبئی ونواحیھا ان من منع من سجدۃ قبور الاولیاء وطوافھا فھو وھابی بل ومن اظھر حرمۃ الربوا فھو وھابی وان کان من اکابر اھل الاسلام وعظمائھم ثم اتسع فیہ حتی صار سبًّا فعلی ھذا لو قال رجل من اھل الھند لرجل انہ وھابی فھو لا یدل علی انہ فاسد العقیدۃ بل یدل علی انہ سنی حنفی عامل بالسنۃ مجتنب عن البدعۃ خائف من اللہ تعالیٰ فی ارتکاب المعصیۃ ولما کان مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنھم یسعون فی احیاء السنۃ ویشمرون فی اخماد

توفیق مانگتے ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی یعنی دل وزبان سے لفظی قبول کریں گے اور قلب و اعضاء سے شکریہ ادا کریں گے۔

برصغیر میں لفظ وہابی کا استعمال تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی کا اصل استعمال اس شخص کے لئے تھا جو ائمہ رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر اس میں وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر عمل کریں اور بدعات سئیہ و رسوم قبیحہ کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ بمبئی اور اسکے نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو اسکے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے سنت پر عمل کرتا ہے بدعت سے بچتا ہے اور معصیت کے ارتکاب

نیران البدعة غضب جند ابلیس علیہم و حرفوا کلامهم
و بہتوهم و افتروا علیہم الافتراءات و رموهم بالوهابیة و ما انا
هم عن ذلک بل و تلک سنة الله التی سنها فی خواص اولیائه کما
قال الله تعالیٰ فی کتابه و کذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس
والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا و لو شاء ربک
ما فعلوه فذرهم و ما یفترون فلما کان ذلک فی الانبیاء صلوات
الله علیہم و سلامه وجب ان یکون فی خلفائهم و من یقوم
مقامهم کما قال رسول الله صلی الله علیه و سلم نحن معاشر الانبیاء
اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل لیتوفر حظهم و یکمل لهم اجرهم
فالذین ابتدعوا البدعات و مالوا الی الشہوات و اتخذوا الہہم ہوٰی
و القوا انفسهم فی هاویة الردی یفترون علینا الاکاذیب و

میں الفت لگانے سے ڈرتا ہے اور چونکہ ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم احیاء سنت
میں سعی کرتے اور بدعت کی آگ بجھانے میں مستعد رہتے تھے اس لئے شیطانی لشکر
کو ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر ڈالی اور ان پر بہتان باندھے طرح طرح
کے افتراء کئے اور خطاب وہابیت کے ساتھ متہم کیا مگر حاشا کہ وہ ایسے ہوں بلکہ بات
یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے چنانچہ اپنی کتاب
میں خود ارشاد فرمایا ہے اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنادیئے ہیں جن و انس کے
شیاطین کہ ایک دوسرے کی طرف چکنی چپڑی باتیں پہنچاتا رہتا ہے دھوکہ کے لئے اور اے محمد
اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا کام نہ کرتے سو چھوڑ دو انکو ان کے افتراء پر پس
جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ ہوا تو ضروری ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم
مقاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء
کا گروہ سب سے زیادہ مورد بلا ہے پھر کامل اشبہ پھر کم اشبہ تاکہ ان کا حظ وافر اور اجر
کامل ہو جائے پس جنہوں نے اختراع بدعات میں مشغول اور شہوات کی جانب مائل

الا باطل وينسبون الينا الاباطيل فاذا نسب الينا في حضرتكم قول يخالف المذهب فلا تلتفتوا اليه ولا تظنوا بنا الا خيرا وان اختلج في صدركم فاكتبوا الينا فانا نخبركم بحقيقة الحال والحق من المقال فانكم عندنا قطب دائرة الاسلام۔ **توضيح الجواب** عندنا وعند مشائخنا زيارة قبر سيد المرسلين (روحي فداه) من اعظم القربات واهم المثوبات وانجح لنيل الدرجات بل قريبة من الواجبات وان كان حصوله بشد الرحال وبذل المهج والاموال وينوي وقت الارتحال زيارته عليه الف الف تحية وسلام وينوي معها زيارة مسجده صلى الله عليه وسلم وغيره من البقاع والمشاهد الشريفة بل الاولى ما قال العلامة الهمام ابن الهمام ان يجرد النية لزيارة قبره عليه الصلوة والسلام ثم يحصل له اذا قدم

ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور ان کے آگے ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے ہم پر جھوٹے بہتان باندھتے اور ہماری جانب گمراہی کی نسبت کرتے ہیں جو صاحب کبھی آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کر کے کوئی مخالف مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اس کی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن کام میں لایا کریں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات کی اطلاع دیں گے اس لئے کہ آپ حضرات ہمارے نزدیک مرکز دائرۂ اسلام ہیں،

جواب کی توضیح

روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے سفر
علمائے دیوبند کا عقیدہ

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شد رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے

زیارۃ المسجد لان فی ذلک زیادۃ تعظیمہ واجلالہ صلی اللہ علیہ وسلم ویوافقہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاءنی زائرا لاتعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون شفیعا لہ یوم القیٰمۃ وکذا نقل عن العارف الشامی الملا جامی انہ افرد الزیارۃ عن الحج وھو اقرب الی مذھب المحبین۔

واما ما قالت الوھابیۃ من ان المسافر الی المدینۃ المنورۃ علی ساکنھا الف الف تحیۃ لاینوی الا المسجد الشریف استدلالا بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد فمردود لان الحدیث لایدل علی المنع اصلا بل لو تأملہ ذو فہم ثاقب لعلم انہ بدلالۃ النص یدل علی الجواز فان العلۃ التی استثنی بھا المساجد الثلاثۃ من عموم المساجد او البقاع ھو فضلھا المختص بھا وھو مع الزیارۃ موجود فی

مسجد کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اسکی موافقت خود حضرت کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں اور ایسا ہی عارف ملا جامی سے منقول ہے کہ انھوں نے زیارت کے لئے حج سے علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے ۔

اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہئے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی جانب سو یہ قول مردود ہے اس لئے کہ حدیث کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صاحب فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالت النص جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت سہ مساجد کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنیٰ ہونے کی قرار پائی ہے وہ ان مساجد

البقعة الشريفة فان البقعة الشريفة والرحبة المنيفة التي ضم اعضاءه صلى الله عليه وسلم افضل مطلقا حتى من الكعبة ومن العرش والكرسي كما صرح به فقهاؤنا رضي الله عنهم ولما استثنوا المساجد لذلك الفضل الخاص فاولى ثم اولى ان يستثنى البقعة المباركة لذلك الفضل العام وقد صرح بالمسئلة كما ذكرناه بل بابسط منها شيخنا العلامة شمس العلماء العاملين مولانا رشيد احمد الجنجوهي قدس الله سره العزيز في رسالته زبدة المناسك في فضل زيارة المدينة المنورة وقد طبعت مرارا والثاني هذا البحث الشريف رسالة الشيخ مشائخنا مولانا المفتي صدر الدين الدهلوي قدس الله سره العزيز قام فيها الطامة الكبرى على الوهابية ومن وافقهم واتى ببراهين قاطعة وحجج ساطعة سماها احسن المقال في شرح حديث لا تشد الرحال طبعت واشتهرت فليراجع اليها والله تعالى اعلم .

کی فضیلت ہی تو ہے جو بدرجۂ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعۂ شریفہ میں موجود ہے اسلئے کہ وہ قطعۂ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے چنانچہ فقہاء نے اسکی تصریح فرمائی ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین مسجدیں عموم نہی سے مستثنیٰ ہو گئیں تو بدرجۂ اولیٰ ہے کہ بقعۂ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنیٰ ہو۔

ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی بحث میں ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں آپ نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت برپا کردی اور مستحکم دلائل ذکر فرمائے ہیں اس کا نام احسن المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال ہے وہ طبع ہو کر مشتہر ہو چکا ہے۔ اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

السوال الثالث والرابع: هل للرجل ان یتوسل فی دعواته بالنبی صلی الله علیه وسلم بعد الوفات ام لا۔ ایجوز التوسل عندکم بالسلف الصالحین من الانبیاء والصدیقین والشهداء واولیاء رب العالمین ام لا۔ **الجواب**: عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشهداء والصدیقین فی حیوتهم وبعد وفاتهم بان یقول فی دعائه اللهم انی اتوسل الیك بفلان ان تجیب دعوتی وتقضی حاجتی الی غیر ذلك کما صرح به شیخنا ومولانا الشاه محمد اسحٰق الدهلوی ثم المهاجر المکی ثم بینه فی فتاواه شیخنا ومولانا رشید احمد الگنگوهی رحمة الله علیهما وفی هذا الزمان شائعة مستفیضة بایدی الناس وهذه المسئلة مذکورة علی صفحه ۹۳ من المجلد الاول منها فلیراجع الیها من شاء

تیسرا اور چوتھا سوال

مسئلہ توسل: کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟ تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے یا ناجائز؟

جواب

علمائے دیوبند کے نزدیک ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک **دعاؤں میں توسل جائز ہے** دعاؤں میں انبیاء و صلحاء اور اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے انکی حیات میں یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اسکی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اسکو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آجکل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اسکی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

السوال الخامس ما قولكم في حيوة النبي عليه الصلوة والسلام في قبره الشريف هل ذلك امر مخصوص به ام مثل سائر المؤمنين رحمة الله عليهم حيوته برزخية **الجواب** عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم حي في قبره الشريف وحيوته صلى الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به صلى الله عليه وسلم وبجميع الانبياء صلوات الله عليهم والشهداء لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالته انباء الاذكياء بحيوة الانبياء حيث قال قال الشيخ تقي الدين السبكي حيوة الانبياء والشهداء في القبر كحيوتهم في الدنيا ويشهد له صلوة موسى عليه السلام في قبره فان الصلوة تستدعي جسداً حياً الى آخر ما قال فثبت بهذا

پانچواں سوال

مسئلہ حیات النبی کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

جواب

مسئلہ حیات النبی میں علمائے دیوبند کا عقیدہ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباہ الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ

ان حیوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس الله سره العزیز فی هذه المبحث رسالة مستقلة دقیقة الماخذ بدیعة المسلك لم یر مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها آب حیات ای ماء الحیوة

السوال السادس هل للداعی فی المسجد النبوی ان یجعل وجهه الی القبر المنیف ویسئل من المولی الجلیل متوسلا بنبیه النبیه النبیل

الجواب اختلف الفقهاء فی ذلك کما ذکره الملا علی القاری رحمه الله تعالی فی المسلك المتقسط فقال ثم اعلم انه ذکر بعض مشائخنا کابی اللیث ومن تبعه کالکرمانی والسروجی انه یقف الزائر مستقبل القبلة کذا رواه الحسن عن ابی حنیفة رضی الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام بان ما نقل عن ابی اللیث مردود بما روی ابو حنیفة عن

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنے کر برزخی حاصل ہے ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اسکا نام آب حیات ہے۔

چھٹا سوال

روضۂ اقدس کی طرف متوجہ ہو کر توسل فی الدعاء کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور حضرت کا واسطہ دیکر حق تعالی سے دعا مانگے

جواب

روضۂ اطہر کی طرف متوجہ ہو کر توسل فی الدعاء جائز ہے، علمائے دیوبند کا عقیدہ

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مسلک متقسط میں ذکر کیا ہے فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابو اللیث اور ان کے پیرو کرمانی وسروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے کو قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہیے جیسا کہ امام حسن نے امام اعظم

ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال من السنۃ ان تاتی القبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتستقبل القبر بوجہک ثم تقول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم ایدہ بروایۃ اخری اخرجہا المجد الدین اللغوی عن ابن المبارک قال سمعت اباحنیفۃ یقول قدم ابو ایوب السختیانی وانا بالمدینۃ فقلت لانظرن مایصنع فجعل ظہرہ مما یلی القبلۃ ووجہہ مما یلی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبکی غیر متباک فقام مقام فقیہ ثم قال العلامۃ القاری بعد نقلہ وفیہ تنبیہ علی ان ہذا ہو مختار الامام بعد ما کان مترددا فی مقام المرام ثم قال الجمع بین الروایتین ممکن الخ کلام الشریف۔

فظہر بہذا انہ یجوز کلا الامرین لکن المختار ان یستقبل وقت الزیارۃ مما یلی وجہہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم وہو الماخوذ بہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کے بعد ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ ابو اللیث کی روایت نامقبول ہے اسلئے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر مطہر کیطرف منہ کرکے اس طرح کہو آپ پر سلام نازل ہو اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات نازل ہوں پھر اسکی تائید میں دوسری روایت لائے ہیں جسکو مجد الدین لغوی نے ابن مبارک سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب ابو ایوب سختیانی مدینہ منورہ میں آئے تو میں وہیں تھا میں نے کہا میں ضرور دیکھونگا یہ کیا کرتے ہیں سو انھوں نے قبلہ کیطرف پشت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف اپنا منہ کیا اور بلا تصنع رونے لگے پھر فقیہ کی طرح قیام کیا پھر اس کو نقل کرکے علامہ قاری فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب کی پسند کردہ ہے۔ اس پہلے ان کو تردد تھا۔ پھر علامہ نے یہ بھی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الخ

غرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز تو دونوں صورتیں ہیں مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے ——— بعد

عندنا وعليه عملنا وعمل مشائخنا وهكذا الحكم في الدعاء كما روي عن مالك رحمه الله تعالى لما سأله بعض الخلفاء وقد صرح به مولانا الگنگوهي في رسالته زبدة المناسك وأما مسئلة التوسل فقد مرت في نمرة ۳، ۴

السوال السابع ما قولكم في تكثير الصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم وقراءة دلائل الخيرات والأوراد۔

الجواب يستحب عندنا تكثير الصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم وهو من أرجى الطاعات وأحب المندوبات سواء كان بقراءة دلائل والأوراد الصلوتية المؤلفة في ذلك أو بغيرها ولكن الأفضل عندنا ما صح بلفظه صلى الله عليه وسلم ولو صلى بغير ما ورد عنه صلى الله عليه وسلم لم يخل عن الفضل ويستحق بشارة من صلى علي صلوٰة صلى الله

اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخؒ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ ان کے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے رسالہ زبدۃ المناسک میں کر چکے ہیں اور توسل کا مسئلہ ابھی صفحہ ۳، ۴[1] میں گزر چکا ہے۔

ساتواں سوال

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد پڑھنے کی بابت۔

جواب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کثرت سے بھیجنا مستحب ہے علمائے دیوبند کا عقیدہ

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب کی طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا

---

[1] کتاب ہذا ص

عليه عشرا وكان شيخنا العلامة الكنكوهي يقرأ الدلائل وكذلك المشائخ الأخر من ساداتنا وقد كتب في إرشاداته مولانا ومرشدنا قطب العالم حضرة الحاج إمداد الله قدس الله سره العزيز وأمر أصحابه بأن يحزبوه وكانوا يروون الدلائل رواية وكان يجيز أصحابه بالدلائل مولانا الكنكوهي رحمة الله عليه۔

السؤال الثامن والتاسع والعاشر

هل يصح للرجل أن يقلد أحدا من الأئمة الأربعة في جميع الأصول والفروع أم لا وعلى تقدير الصحة هل هو مستحب أم واجب ومن تقلدون من الأئمة فروعا وأصولا۔ **الجواب** لا بد للرجل في هذا الزمان أن يقلد أحدا من الأئمة الأربعة رضي الله تعالى عنهم بل يجب فإنا جربنا كثيرا

خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل بطور ورد پڑھا کرتے تھے، اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور بہت سے مشائخ ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے ہیں اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے تھے،

آٹھواں نواں اور دسواں سوال

تقلید ائمہ اربعہ مستحب ہے یا واجب؟ تمام اصول و فروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بننا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو مستحب ہے یا واجب، اور تم کس امام کے مقلد ہو،

جواب

ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے، اور علمائے دیوبند امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے

ان مآل ترک تقلید الائمۃ واتباع رأی نفسہ وھواھا السقوط فی حفرۃ الالحاد والزندقۃ اعاذنا اللہ منھا ولاجل ذٰلک نحن ومشائخنا مقلدون فی الاصول والفروع لامام المسلمین ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اماتنا اللہ علیہ وحشرنا فی زمرتہ ولمشائخنا فی ذٰلک تصانیف عدیدۃ شاعت واشتہرت فی الآفاق:۔ **السوال الحادی عشر** وھل یجوز عندکم الاشتغال باشغال الصوفیۃ وبیعتھم وھل تقولون بصحۃ وصول الفیوض الباطنیۃ عن صدور الاکابر وقبورھم وھل یستفید اھل السلوک من روحانیۃ المشائخ الاجلۃ ام لا۔

الجواب یستحب عندنا اذا فرغ الانسان من تصحیح العقائد وتحصیل المسائل الضروریۃ من الشرع ان یبایع شیخا راسخا القدم

اور اپنے نفس و ہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جاگرنا ہے خدا تعالیٰ پناہ میں رکھے اور اسی وجہ سے ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو۔ اور اس مبحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔

گیارہواں سوال

بیعت مشائخ اور اُنکے فیض سے استفادہ؟!

کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول ہونا اور ان سے بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز ہے اور اکابر کے سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہونچنے کے تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے اہل سلوک کو نفع پہونچتا ہے یا نہیں

جواب

مشائخ صوفیہ سے بیعت اور ان کے فیوض سے استفادہ! علمائے دیوبند کا نظریہ و مسلک!

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جاوے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں

في الشريعة زاهداً في الدنيا راغباً في الآخرة حتى قطع عقبات النفس وتمرن في المنجيات وتبتل عن المهلكات كاملاً مكملاً وليضع يده في يده ويحبس نظره في نظره ويشتغل باشتغال الصوفية من الذكر والفكر والفناء الكلي فيه ويكتسب النسبة التي هي النعمة العظمى والغنيمة الكبرى وهي المعبر عنها بلسان الشرع بالإحسان وأما من لم يتيسر له ذلك ولم يقدر له ما هنالك فيكفيه الانسلاك بسلكهم والانخراط في حزبهم فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المرء مع من أحب أولئك قوم لا يشقى جليسهم وبحمد الله تعالى وحضرة شيخنا ومشائخنا قد دخلوا في بيعتهم واشتغلوا بأشغالهم وتصدوا للإرشاد والتلقين والحمد لله على ذلك وأما الاستفادة من روحانية المشائخ الأجلة ووصول الفيوض الباطنية من صدورهم أو قبورهم فيصح على الطريقة المعروفة في أهلها وخواصها لا بما هو شائع في العوام۔

راسخ القدم ہو دنیا سے بے رغبت ہو آخرت کا طالب ہو نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو خوگر ہو منجیات و بندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں کو بھی بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اسکی نظر میں محبوس رکھے اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اسمیں فنا تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جسکو شرع میں احسان کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جسکو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے اسکو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے محبت ہو وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں والحمد للہ علی ذلک اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اسکے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

السوال الثانی عشر قد کان محمد بن عبد الوہاب النجدی یستحل دماء المسلمین واموالہم واعراضہم وکان ینسب الناس کلہم الی الشرک ویسب السلف فکیف ترون ذلک وہل تجوزون تکفیر السلف والمسلمین واہل القبلۃ اوکیف مشربکم

الجواب الحکم عندنا فیہم ما قال صاحب الدر المختار وخوارج ہم قوم لہم منعۃ خرجوا علیہ بتاویل یرون انہ علی باطل کفر او معصیۃ توجب قتالہ بتاویلہم یستحلون دماءنا واموالنا ویسبون نساءنا الی ان قال وحکمہم حکم البغاۃ ثم قال وانما لم نکفرہم لکونہ عن تاویل وان کان باطلا وقال الشامی فی حاشیتہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین

بارھواں سوال

قتل مسلم کے بارے میں نجدی کا عقیدہ | محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے؟

جواب

قتل مسلم کے بارے میں نجدی عقیدہ کی بابت | ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ

وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون
وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة
وقتل علمائهم حتى كسر الله شوكتهم ثم اقول ليس هو ولا احد
من اتباعه وشيعته من مشائخنا في سلسلة من سلاسل العلم من
الفقه والحديث والتفسير والتصوف واما استحلال دماء المسلمين و
اموالهم واعراضهم فاما ان يكون بغير حق او بحق فان كان
بغير حق فاما ان يكون من غير تاويل فكفر وخروج عن الاسلام
وان كان بتاويل لا يسوغ في الشرع ففسق واما ان كان بحق
فجائز بل واجب واما تكفير السلف من المسلمين فحاشا ان نكفر
احدا منهم بل هو عندنا رفض وابتداع في الدين وتكفير اهل

باطل ہی ہے۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب
کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب
بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک
ہے اور اسی بنا پر انھوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک
کہ اللہ تعالے نے انکی شوکت توڑ دی اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا اتباع
کوئی شخص ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ
تصوف میں اب رہا مسلمانوں کی جان و مال و آبرو کا حلال سمجھنا سو یا حق ہوگا یا ناحق پھر اگر
ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہونا ہے اور اگر ایسی تاویل سے
ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے باقی رہا سلف
اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے
نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب
تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے ہاں جس وقت دین کے کسی
ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائے گا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے ،

اهل القبلة من المبتدعين فلا نكفرهم ما لم يكن وا حكماً ضرورياً من ضروريات الدين فاذا ثبت انكار امر ضروري من الدين نكفرهم ونحتاط فيه وهذا دأبنا ودأب مشائخنا رحمهم الله تعالى ـ

السؤال الثالث عشر والرابع عشر ما قولكم في امثال قوله تعالى الرحمن على العرش استوى هل تجوزون اثبات جهة ومكان للباري تعالى ام كيف رايكم فيه ـ **الجواب** قولنا في امثال تلك الآيات انا نؤمن بها ولا يقال كيف ونؤمن بالله سبحانه وتعالى متعال ومنزه عن صفات المخلوقين وعن سمات النقص والحدوث كما هو راى قدمائنا واما ما قال المتأخرون من ائمتنا في تلك الآيات يأولونها بتأويلات صحيحة سائغة في اللغة والشرع بانه يمكن ان يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة

یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے ۔

تیرھواں اور چودھواں سوال

تجسیم وجہات باری تعالیٰ | کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوا کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لئے جہت و مکان کا ثابت کرنا کیا رائے ہے ؟

جواب

باری تعالیٰ تجسیم وجہات سے منزہ و پاک ہے ۔ علمائے دیوبند کا عقیدہ | اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق

الی غیر ذلک تقریبا الی افہام القاصرین نحو العثماء من ما و اما الجهة و المکان فلا نجوز اثباتهما له تعالی ونقول انه تعالی منزه و متعال عنهما وعن جمیع سمات الحدوث :-

السوال الخامس عشر هل ترون احدا افضل من النبی صلی الله علیه وسلم من الکائنات :-

الجواب اعتقادنا و اعتقاد مشائخنا ان سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمدا رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الخلائق کافة وخیرهم عند الله تعالی لا یساویه احد بل ولا یدانیه صلی الله علیه وسلم فی القرب من الله تعالی والمنزلة الرفیعة عنده و هو سید الانبیاء و المرسلین وخاتم الاصفیاء والنبیین کما ثبت بالنصوص و هو الذی نعتقده وندین الله تعالی به وقد صرح به مشائخنا فی غیر ما تصنیف -

---

حق ہے البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے

پندرھواں سوال

افضلیت محمدی | کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی افضل ہے ۔

جواب

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہیں | ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کرچکے ہیں ۔

السؤال السادس عشر اتجوزون وجود نبی بعد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو خاتم النبیین وقد تواتر معنی قولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وامثالہ وعلیہ انعقد الاجماع وکیف رایکم فیمن جوز وقوع ذلک مع وجود ھذہ النصوص وھل قال احد منکم او من اکابرکم ذلک

الجواب اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین لا نبی بعدہ کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و ثبت باحادیث کثیرۃ متواترۃ المعنی باجماع الامۃ وحاشا ان یقول احد منا خلاف ذلک فانہ من انکر ذلک فھو عندنا کافر لانہ منکر للنص القطعی الصریح۔

نعم شیخنا ومولانا سید الاذکیاء المدققین المولوی محمد قاسم

سولہواں سوال

مسئلہ ختم نبوت | کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور معنیٰ تواتر کو پہنچ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز سمجھے اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے؟

جواب

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا | ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے "ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں" اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنی حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ

النانوتوی رحمه الله تعالیٰ الی دقة نظره تدقیقاً بدیعاً اکمل تتمیماً
علی وجه الکمال واتمه علی وجه التمام فانه رحمه الله تعالیٰ قال فی
رسالته المسماة بتحذیر الناس ما حاصله ان الخاتمیة جنس تحته
نوعان احدهما خاتمیة زمانیة وهو ان یکون زمان نبوته صلی الله علیه
وسلم متاخراً من زمان نبوة جمیع الانبیاء ویکون ختم النبوة بهم
بالزمان والثانی خاتمیة ذاتیة وهی ان یکون نفس نبوته صلی الله
علیه وسلم ختمت بها وانتهت الیها نبوة جمیع الانبیاء وحکم
بانه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین بالذات فان کل ما بالعرض یختتم
علی ما بالذات وینتهی الیه ولا یتعداه ولما کان نبوته صلی الله علیه
وسلم بالذات ونبوة سائر الانبیاء بالعرض لان نبوتهم علیهم السلام
بواسطة نبوته صلی الله علیه وسلم وهو الفرد الاکمل الاوحد الابجل

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ختم نبوت زمانے شیخ مولانا مولوی محمد قاسم
محمدی کو علی وجہ الکمال ثابت کیا ہے۔ صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنی دقت نظر سے عجیب و دقیق مضمون فرما کر آپ کی خاتمیت کو کامل و تمام ظاہر فرمایا
ہے یعنی مولانا نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں بیان فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت
ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ
کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ کے
سب کی نبوت کے خاتم ہیں اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات جس کا مطلب یہ
ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم
النبیین ہیں باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض
ہو ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہوتی ہے اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جب کہ آپ
کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض اس لیے کہ سارے
انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطہ سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل یگانہ اور دائرہ رسالت کے

قطب دائرة النبوة والرسالة وواسطة عقدها فهو خاتم النبيين
ذاتاً وزماناً وليس خاتميته صلى الله عليه وسلم منحصرة في الخاتمية
الزمانية فانه ليس كبيرة فضل ولا زيادة رفعة ان يكون زمانه
صلى الله عليه وسلم متأخراً من زمان الانبياء قبله بل السيادة الكاملة
والرفعة البالغة والمجد الباهر والفخر الزاهر تبلغ غايتها اذا كان خاتميته
صلى الله عليه وسلم ذاتاً وزماناً واما اذا اقتصر على الخاتمية
الزمانية فلا تبلغ سيادته ورفعته صلى الله عليه وسلم كمالها د…

وهذا التدقيق منه رحمه الله تعالى ظهر له في مكاشفات في
اعظام شانه واجلال برهانه وتفضيله وتبجيله صلى الله عليه
وسلم كما حققه المحققون من ساداتنا العلماء كالشيخ
الاكبر والتقي السبكي وقطب العالم الشيخ عبد القدوس الگنگوہی

نبوت کے مرکز اور عقد نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین ہوئے ذاتاً بھی اور
زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لئے کہ یہ کوئی
بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری
اور نہایت رفعت انتہا درجہ کو شرف اسی وقت ثابت ہو سکتا
جب کہ آپ کی خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے ہو اور نہ محض زمانہ کے
اعتبار سے ختم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبہ کمال کو پہونچے
گی اور نہ آپ کو جامعیت و فضل کلی کا شرف حاصل ہوگا۔

اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و رفعت شان
وعظمت کے بیان میں مولینا کا مکاشفہ ہے جماعت علماء میں علماء متقدمین اور اکابر
متبحرین میں سے کسی کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گیا مگر ہاں ہندوستان
کے بدعتیوں کے نزدیک کفر و ضلال بن گیا۔

رحمهم الله تعالى لم يحم حول سرادقات ساحته فيما نظن ونرى ذهن كثير من العلماء والمتقدمين والاذكياء المتبحرين ۔

وهو عند المبتدعين من اهل الهند كفر وضلال ويوسوسون الى اتباعهم واوليائهم انه انكار لخاتميته صلى الله عليه وسلم فهيهات وهيهات ولعمري انه لا فرى الفرى واعظم زور وبهتان بلا امتراء وما حملهم على ذلك الا الحقد والشحناء والحسد والبغضاء لاهل الله تعالى وخواص عباده وكذلك جرت السنة الالهية في انبيائه واوليائه ۔

السوال السابع عشر هل تقولون ان النبي صلى الله عليه وسلم لا يفضل علينا الا كفضل الاخ الاكبر على الاخ الاصغر لا غير وهل كتب احد منكم هذا المضمون في كتاب

الجواب ليس احد منا ولا من اسلافنا الكرام معتقدا بهذا

اہل بدعت کی طرف سے حضرت نانوتوی پر یہ مبتدعین بہتے چلوں اور ان خنتم نبوت محمدی سے انکار کا بہتان اور اس کی حقیقت کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے افسوس صد افسوس قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا بڑے درجہ کا افترا ہے اور بڑا جھوٹ و بہتان ہے جس کا باعث محض کینہ وعداوت و بغض ہے اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاء اور اولیاء میں

سترھواں سوال

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے ۔

آنحضرت کی مسلمانوں پر فضیلت بس اسقدر ہے جتنی بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہے

البتة ولا نظن شخصا من ضعفاء الايمان ايضا يتفوه بمثل هذه
الخرافات ومن يقل ان النبي عليه السلام ليس له فضل علينا
الا كما يفضل الاخ الاكبر على الاصغر فنعتقد في حقه انه خارج
من دائرة وقد صرحت تصانيف جميع الاكابر من اسلافنا
بخلاف ذلك وقد بينوا وصرحوا وحرروا وجوه فضائله و
احساناته عليه السلام على معشر الامة بوجوه عديدة بحيث
لا يمكن اثبات مثل بعض تلك الوجوه لشخص من الخلائق فضلا
عن جملتها وان افترى احد بمثل هذه الخرافات الواهية
علينا او على اسلافنا فلا اصل له ولا ينبغي ان يلتفت اليه اصلا
فان كونه عليه السلام افضل البشر قاطبة واشرف الخلق كافة
وسيادته عليه السلام على المرسلين جميعا وامامته النبيين من
الامور القطعية التي لا يمكن لادنى مسلمان يتردد فيه اصلا ومع هذا ان

جواب

علمائے دیوبند کے عقیدہ کے مطابق آنحضرت افضل البشر ہیں

ہم میں یا ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ کا بطلان مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اس قدر بیان کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت نہیں ہو سکتے اگر کوئی شخص ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے لہذا اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں اس لئے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور تمام پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردد نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے بھی اگر کوئی

نسب الینا احد من امثال هذه الخرافات فلیبین محله من تصانیفنا حتی تظهر علی کل منصف فهیم جهالته وسوء فهمه مع الحادہ وسوء نیته بحول اللہ تعالیٰ وقوته القویة

السوال الثامن عشر هل تقولون ان علم النبی علیه السلام مقتصر علی الاحکام الشرعیة فقط ام اعطی علوماً متعلقة بالذات و الصفات والافعال للباری عز اسمه والاسرار الخفیة والحکم الالٰهیة وغیر ذالک مالم یصل الی سرادقات علمه احد من الخلائق کائنا من کان۔

الجواب۔ نقول باللسان ونعتقد بالجنان ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اعلم الخلق قاطبة بالعلوم المتعلقة بالذات والصفات والتشریعات من الاحکام العملیة والحکم النظریة والحقائق الحقة

شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں موقع و محل بتانا چاہئے تاکہ ہر سمجھدار منصف پر اسکی جہالت و بدفہمی اور الحاد و بددینی ظاہر ہو

اٹھارواں سوال

علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم | آیا تم اسکے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات وصفات وافعال و مخفی اسرار و حکمت ہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں جن کے پاس تک مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الاولین والآخرین عطا کیا گیا | ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جنکو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے

والاسرار الخفية وغيرها من العلوم ما لم يطلع الى سرادقات سلطنته
احد من الخلق لا ملك مقرب ولا نبي مرسل ولقد اعطى علم الاولين
والآخرين وكان فضل الله عليه عظيما ولكن لا يلزم من ذلك علمه
كل جزئي من الامور الحادثة في كل آن من اوانات الزمان حتى
يضر غيبوبة بعضها عن مشاهدته الشريفة ومعرفته المنيفة باعلميته
عليه السلام وسعته في العلوم وفضله في المعارف على كافة الانام
وان اطلع عليها البعض من سواه من الخلائق والعباد كما لم يضر باعلمية
سليمان عليه السلام مغيبوبية ما اطلع عليه الهدهد من عجائب
الحوادث حيث يقول احطت بما لم تحط به وجئتك من سبا
بنبأ يقين۔

السوال التاسع عشر اترون ان ابليس اللعين اعلم من سيدنا

بالکل نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین
کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو
زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو اور اگر
واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب ہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق
سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس
جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی
ہوئی اس سبب سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصان نہیں آیا چنانچہ ہدہد کہتی ہے کہ میں
نے ایسی خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا میں سے میں ایک سچی خبر لیکر آئی ہوں۔

انیسواں سوال

ابلیس لعین سید الکائنات سے اعلم ہے؟ | کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا
علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا

الکائنات علیہ السلام واوسع علماً منہ مطلقاً وھل کتبتم ذلك فی تصنیف ما تحکمون علی من اعتقد ذلك

الجواب ما سبق منا تحریر ھذہ المسئلة ان النبی علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق بالعلوم والحکم والاسرار وغیرھا من ملکوت الآفاق ونتیقن ان من قال ان فلاناً اعلم من النبی علیہ السلام فقد کفر وقد افتی مشائخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیہ السلام فکیف یمکن ان توجد ھذہ المسئلة فی تالیف ما من کتبنا غیر انہ غیبوبة بعض الحوادث الجزئیة الحقیرة عن النبی علیہ السلام لعدم التفاتہ الیہ لا تورث نقصاً ما فی اعلمیتہ علیہ السلام بعد ما ثبت انہ اعلم الخلق بالعلوم الشریفة اللائقة بمنصبہ الاعلی کما لا یورث اطلاع علی اکثر

یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا کیا حکم ہے۔

جواب

نبی کریم علیہ السلام کا علم تمام مخلوقات سے زیادہ ہے

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوق سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان پیدا نہیں کر سکتا جب کہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر

تلك الحوادث الحقيرة لشدة التفات ابليس اليها ثم لا يحصل بذلك شرف ولا علو
فيه فانه ليس عليها مدار الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان يقال
ان ابليس اعلم من سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم كما لا يصح
ان يقال لصبي علم بعض الجزئيات انه اعلم من عالم متبحر محقق
في العلوم والفنون الذي غابت عنه تلك الجزئيات ولقد تلونا
عليك قصة الهدهد مع سليمان على نبينا وعليه السلام وقوله
اني احطت بما لم تحط به ودواوين الحديث ودفاتر التفسير مشحونة
بنظائرها الكثيرة المشتهرة بين الانام وقد اتفق الحكماء على ان افلاطون
وجالينوس وامثالهما من اعلم الاطباء بكيفيات الادوية واحوالها مع
علمهم ان ديدان النجاسة اعرف باحوال النجاسة وذوقها وكيفياتها

فضل وکمال کا مدار نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی
جزئی کی اطلاع ہوگئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر و محقق مولوی سے
زیادہ ہے جسکو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہدہد کا سیدنا سلیمان
علیہ السلام کے ساتھ پیش آنیوالا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ
اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں
نیز حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جنکو دواؤں
کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے
نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس
کا ان ردی حالات سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق
بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے احوال
سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے۔

فلم تقصر عدم معرفة افلاطون وجالينوس هذه الاحوال الردية في اعلميتهما ولم يرض احد من العقلاء والحمقى بان يقول ان الابله اعلم من افلاطون مع انهما اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة ومبتدعة ديارنا يثبتون للذات الشريفة النبوية عليها الف الف تحية وسلام جميع علوم الاسافل الاراذل والافاضل الاكابر قائلين انه عليه السلام لما كان افضل الخلق كافة فلا بد ان يحتوي على علومهم جميعها كل جزئي جزئي وكلي كلي ونحن انكرنا اثبات هذا الامر بهذا القياس الفاسد بغير نص من النصوص المعتدة بها الا ترى ان كل مؤمن افضل واشرف من ابليس فيلزم على هذا القياس ان يكون كل شخص من احاد الامة حاويا على علوم ابليس ويلزم على ذلك ان يكون

ہندوستان کے اہل بدعت اور علمائے دیوبند کے عقیدہ میں اختلاف اور اسکی وجہ

اور جاہلے ملک کے بدعتین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام شریف وادنی واعلی واسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کی جزئی کے ثبوت کا انکار کیا ہے ذرا غور تو فرمایئے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر فضل وشرف حاصل ہے پس اس قیاس کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئے گا کہ سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جو ہد ہد نے جانا اور افلاطون وجالینوس واقف ہوں کیمیا گروں کی تمام واقفیتوں سے اور لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔

یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے جس نے کند ذہن بدعتیوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں سو اس میں ہماری

سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام عالمًا بما علمہ الہدہد وان یکون افلاطون وجالینوس عارفین بجمیع معارف الدیدان والدواب بالجملة باسرھا کما ھو المشاھد۔

وھذا خلاصة ما قلناہ فی البراھین القاطعة لعروق الاغبیاء المارقین القاصمة لاعناق الدجاجلة المفترین فلم یکن بحثنا فیہ الا عن بعض الجزئیات المستحدثة ومن اجل ذلک اتینا فیہ بلفظ الاشارة حتی تدل ان المقصود بالنفی والاثبات ھنالک تلک الجزئیات لا غیر لکن المفسدین یحرفون الکلام ولا یخافون محاسبة الملک العلام وانا جازمون ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیہ السلام فھو کافر کما صرح بہ غیر واحد من علمائنا الکرام ومن افتری علینا بغیر ما ذکرناہ فعلیہ بالبرھان خائفا عن مناقشة الملک الدیان واللہ علی ما نقول وکیل۔

السؤال العشرون اتعتقدون ان علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یساوی علم زید وبکر وبہائم ام تتبرؤن عن امثال ھذا ھل

بحث صرف بعض حادث جزئیات میں تھی اسی واسطے اشارہ کا لفظ لائے تھے تاکہ دلالت کرے کہ نفی واثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے چنانچہ اسکی تصریح ایک نہیں بہتیرے علماء کرچکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ خدائے منتقم روز جزا سے خائف ہوکر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے

بیسواں سوال

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید بکر اور چوپایوں کے علم کے برابر ہے

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید بکر اور چوپایوں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے

كتب الشيخ اشرف على التهانوى فى رسالته حفظ الايمان هذا المضمون ام لا وبم تحكمون على من اعتقد ذلك۔

الجواب اقول وهذا ايضا من افتراءات المبتدعين واكاذيبهم قد حرفوا معنى الكلام واظهروا بحمقهم خلاف مراد الشيخ مد ظله قاتلهم الله انى يؤفكون قال الشيخ العلامة التهانوى فى رسالته المسماة بحفظ الايمان وهى رسالة صغيرة اجاب فيها عن ثلاثة مسئل عنها الاولى منها فى السجدة التعظيمية للقبور والثانية فى الطواف بالقبور والثالثة فى اطلاق لفظ عالم الغيب على سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الشيخ ما حاصله انه لا يجوز هذا الاطلاق وان كان بتاويل لكونه موهما بالشرك كما منع من اطلاق قولهم راعنا فى القرآن ومن قولهم عبدى وامتى فى الحديث الذى اخرجه مسلم فى صحيحه فان الغيب المطلق فى الاطلاقات الشرعية ما لم يقم عليه

ترجمہ: کیا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا کیا حکم ہے۔

جواب

عالم الغیب کا اطلاق آنحضرت پر صحیح نہیں

حضرت تھانوی کے بیان کا خلاصہ

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی چند بدعتیوں کا ایک افتراء اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جا رہے ہیں علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے پہلا مسئلہ قبروں کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبوروں کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ شرک

دليل ولا إلى دركه وسيلة وسبيل فعلى هذا قال الله تعالى قل لا يعلم
من في السموات والارض الغيب الا الله ولو كنت اعلم الغيب وغير ذلك
من الآيات ولو جوز ذلك بتاويل يلزم ان يجوز اطلاق الخالق والرازق
والمالك والمعبود وغيرها من صفات الله تعالى المختصة بذاته تعالى
وتقدس على المخلوق بذلك التاويل وايضا يلزم عليه ان يصح نفي
لفظ عالم الغيب عن الله تعالى بالتاويل الآخر فانه تعالى ليس
عالم الغيب بالواسطة والعرض فهل ياذن في نفيه عاقل متدين
حاشا وكلا ثم لو صح هذا الاطلاق على ذاته المقدسة صلى الله عليه
وسلم على قول السائل فنستفسر منه ماذا اراد بهذا الغيب هل اراد كل
واحد من افراد الغيب او بعضه اي بعض كان فان اراد بعض
الغيوب فلا اختصاص لحضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم فان علم
بعض الغيوب وان كان قليلا حاصل لزيد وعمرو بل لكل صبي

کا وہم ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم شریف کی حدیث میں غلام
یا باندی عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں دینی غیب
مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو اسی بنا پر حق
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہہ دو نہیں جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ نیز ارشاد
ہے اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا۔ اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز سمجھا جاوے
تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق معبود مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے ساتھ خاص
ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے لفظ عالم
الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب نہیں
ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار اجازت دے سکتا ہے؟ حاشا وکلا۔ پھر یہ کہ حضرت
کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں
کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض

مجنون بل لجميع الحيوانات والبهائم لان كل واحد منهم يعلم
شيئا لا يعلم الآخر ويخفى عليه فلو جوز السائل اطلاق عالم الغيب على
احد لعلمه ببعض الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على سائر المذكورات
ولو التزم ذلك لم يبق من كمالات النبوة لانه يشترك فيه سائرهم
ولو لم يلتزم طولب بالفارق ولن يجد اليه سبيلا انتهى كلام
الشيخ التهانوي۔

فانظروا يرحمكم الله فى كلام الشيخ لن تجدوا مما كذب
المبتدعون من انه يعا اشا ان يدعى احد من المسلمين المساوات
بين علم رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلم زيد وبكر وبهائم بل الشيخ
يحكم بطريق الالزام على من يدعى جواز اطلاق علم الغيب على رسول الله
صلى الله عليه وسلم لعلمه لبعض الغيوب انه يلزم عليه ان يجوز اطلاقه
على جميع الناس والبهائم ثم فاين هذا عن مساوات العلم النبي

غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ
تھوڑا سا ہو زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چارپایوں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر
شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب
کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ
بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے
نہ رہا کیونکہ سب شریک ہو گئے اور اگر اسکو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز
بیان نہ ہو سکے گی مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا۔

خدا تم پر رحم فرمائے ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ
پاؤ گے معاذ اللہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید و عمرو و بہائم کے علم کو برابر
کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض غیب
جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کا اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و

يفترونها عليه فلعنة الله على الكاذبين. ونتيقن بأن من يعتقد مساواة علم النبي عليه السلام مع زيد وبكر وبهائم ومجانين كافر قطعا وحاشا الشيخ دام مجده أن يتفوه بهذا وإنه لمن عجب العجائب.

السؤال الواحد والعشرون أتقولون إن ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم مستقبح شرعا من البدعات السيئة المحرمة أم غير ذلك.

الجواب حاشا أن يقول أحد من المسلمين فضلا أن نقول نحن إن ذكر ولادته الشريفة عليه الصلوة والسلام بل وذكر غبار نعاله وبول حماره صلى الله عليه وسلم مستقبح من البدعات السيئة المحرمة فالأحوال التي لها أدنى تعلق برسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرها من أحب المندوبات وأعلى المستحبات عندنا سواء كان ذكر ولادته الشريفة أو ذكر بوله

بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا مفتری نے مولانا پر افترا باندھا جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

اکیسواں سوال

ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرعاً حرام ہے؟

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

جواب

ذکر ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے انکا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت

وبرازہ وقیامہ وقعودہ ونومہ ونبہتہ کما ھو مصرح فی رسالتنا
المسماۃ بالبراھین القاطعۃ فی مواضع شتی منہا وفی فتاوی مشائخنا
رحمہم اللہ تعالے کما فی فتوی مولانا احمد علی المحدث
السہارنفوری تلمیذ الشاہ محمد اسحٰق الدھلوی ثم المہاجر
المکی بنقلہ مترجما لتکون نمونۃ عن الجمیع

سئل ھو رحمہ اللہ تعالی عن مجلس المیلاد بای طریق
یجوز وبای طریق لا یجوز فاجاب بان ذکر الولادۃ
الشریفۃ لسیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروایات صحیحۃ
فی اوقات خالیۃ عن وظائف العبادات الواجبات وبکیفیات
لم تکن مخالفۃ عن طریقۃ الصحابۃ واھل القرون الثلاثۃ
المشہود لہا بالخیر وبالاعتقادات التی موھمۃ بالشرک والبدعۃ وبالآداب
الصحابۃ التی ھی مصداق قول علیہ السلام ما انا علیہ واصحابی

شریف ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو
جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور ہو اور ہمارے مشائخ کے
فتووں میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا
احمد علی سہارنپوری کا فتوی عربی میں ترجمہ کرکے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریر
کا نمونہ بن جائے۔ استفتاء:۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس شریف
کس طرح سے جائز ہے اور کس طریقہ سے ناجائز۔

ذکر ولادت کی فضیلت میں مولانا احمد علی سہارنپوری کا فتوی

فتوی:۔ تو مولانا نے اس کا یہ جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے
خالی ہوں ان کیفیات سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلثہ کے طریقے کے خلاف
نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں سے جو

وفي مجالس خالية عن المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة بشرطان ان يكون مقرونا بصدق النية والاخلاص واعتقاد كونه داخلا في جملة الاذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت من الاوقات فاذا كان كذلك لا نعلم احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه غير مشروع او بدعة الى آخر الفتوى.

فيعلم من هذا انا لا ننكر ذكر ولادته الشريفة بل ننكر على الامور المنكرة التي انضمت معها كما شاهدتموها في المجالس المولودية التي في الهند من ذكر الروايات الواهيات الموضوعة واختلاط الرجال والنساء والاسراف في ايقاد الشموع والتزيينات واعتقاد كونه واجبا بالطعن والسب والتكفير على من لم يحضر معهم مجلسهم وغيرها من المنكرات الشرعية التي لا يكاد

جو شرک و بدعت سے کہ ہم نہ ہوں ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکر حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا الخ

مجالس مروجہ مولود کی قباحتیں اس سے معلوم ہو گیا کہ ہم ذکر ولادت شریفہ کے منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہو اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی

يوجد خالياً منها فلو خلا من المنكرات حاشا ان نقول ان ذكر الولادة الشريفة منكر وبدعة وكيف يظن بمسلم هذا القول الشنيع فهذا القول علينا ايضاً من افتراءات الملاحدة الدجالين الكذابين خذلهم الله تعالى ولعنهم براً وبحراً سهلاً وجبلاً۔

السؤال الثاني والعشرون هل ذكرتم في رسالة ما ان ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم كجنم استمي كنهيا ام لا؟

الجواب هذا ايضاً من افتراءات الدجالة المبتدعين علينا وعلى اكابرنا وقد بينا سابقاً ان ذكره عليه السلام من احسن المندوبات وافضل المستحبات فكيف يظن بمسلم ان يقول معاذ الله ان ذكر الولادة الشريفة مشابه بفعل الكفار

کوئی مجلس میلاد خالی ہو۔

پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان بھی جھوٹے ملحد دجالوں کا افترا ہے خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے خشکی و تری نرم و سخت زمین میں۔

بائیسواں سوال

ذکر ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل کنہیا کے جنم اسٹمی سے

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنہیا کے جنم اسٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

جواب

افتراء و بہتان کی قبیح ترین صورت

یہ بھی مبتدعین دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت محبوب تر اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے نہیں اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ

وانما اخترعوا هذه الفرية عن عبارة مولانا الگنگوهي قدس الله سره العزيز التي نقلناها في البراهين على صحيفة (۱۴۱) وحاشا الشيخ ان يتكلم ومراده بعيد بمراحل عما نسبوا اليه كما يظهر عن ما ذكره وهي تنادي باعلى نداء ان من نسب اليه ما ذكروه كذاب مفتر. وحاصل ما ذكره الشيخ رحمه الله تعالى في بحث القيام عند ذكر الولادة الشريفة ان من اعتقد قدوم روحه الشريفة من عالم الارواح الى عالم الشهادة وتيقن بنفس الولادة المنيفة في المجالس المولودية فعامل ما كان واجبا في ساعة الولادة الماضية الحقيقية فهو مخطئ متشبه بالمجوس في اعتقادهم تولد معبودهم المعروف كنهيا كل سنة ومعاملتهم في ذلك اليوم ما عومل به وقت ولادته الحقيقية او متشبه بروافض الهند في معاملتهم بسيدنا الحسين و

کی اس عبارت سے کی گئی ہے جس کو براہین کے صفحہ (۱۴۱) پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی ادا بیجا بات فرماویں آپ کی مراد اس سے کوسوں دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا چنانچہ ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جاوے گا اور حقیقت حال کھل جائے گی کہ جس نے اس مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت کا خلاصہ مولانا نے ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے:

کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت کی روح پر فتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقع ولادت کی گذشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا تو یہ شخص غلطی پر اور مجوس کی مشابہت کرتا ہے اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود مشہور کنھیا کی ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے وقت کیا جاتا اور یا روافض اہل ہند کی مشابہت کرتا ہے امام حسینؓ اور ان کے ہمراہی شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ

اتباعهم من شهداء كربلا رضي الله عنهم اجمعين حيث يأتون
بحكاية جميع ما فعل معهم في كربلاء يوم عاشوراء قولاً وفعلاً
فيبنون النعش والكفن والقبور ويدفنون فيها ويظهرون اعلام
الحرب والقتال ويصبغون الثياب بالدماء وينوحون عليها وامثال
ذلك من الخرافات كما لا يخفى على من شاهد احوالهم في هذه
الديار ونص عبارته المعربة هكذا ۔ وما توجيه رأي القيام بقدوم
روحه الشريفة صلى الله عليه وسلم من عالم الارواح الى عالم الشهادة
فيقومون تعظيما له فهذا ايضا من حمقاتهم لان هذا الوجه
يقتضي القيام عند تحقق نفس الولادة الشريفة ومتى تتكرر
الولادة في هذه الايام فهذه الاعادة للولادة الشريفة مماثلة
لفعل مجوس الهند حيث يأتون بعين حكاية ولادة معبودهم
(كنهيا) او مماثلة للروافض الذين ينقلون شهادة اهل البيت

سو نقل بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً وفعلاً عاشورہ کے دن میدان کربلا
میں ان حضرات کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے کفناتے اور قبریں کھود کر دفناتے ہیں
جنگ وقتال کے جھنڈے چڑھاتے کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر نوحے کرتے ہیں
اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں جیسا کہ ہر اس شخص کو معلوم ہے جس نے ہمارے ملک میں انکی حالت
دیکھی ہے۔ مولوی صاحب کی اردو عبارت کی اصل عربی یہ ہے اور قیام کی یہ وجہ بیان کرنا کہ روح شریف
عالم ارواح سے عالم شہادت کی جانب تشریف لاتی ہے پس حاضرین مجلس انکی تعظیم کو کھڑے
ہوجاتے ہیں پس یہ بھی بے وقوفی ہے کیونکہ یہ وجہ نفس ولادت شریفہ کے وقت کھڑے ہوجانے
کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ ولادت شریفہ بار بار ہوتی نہیں پس ولادت شریفہ کا اعادہ ہندؤں
کے فعل کے مثل ہے کہ وہ اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اتارتے ہیں یا رافضیوں
کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادت اہل بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ہیں معاذ اللہ بعینہ
کا یہ فعل واقعی ولادت شریفہ کی نقل بن گیا اور یہ حرکت بیشک وشبہ ملامت کے قابل اور حرمت

رضي الله عنهم كل سنة (اي قولاً وعملاً) فمعاذ الله ما فعلهم هذه الحكاية للولادة المنيفة الحقيقية وهذه الحركة بلا شك وشبهة حرية باللوم والحرمة والفسق بل فعلهم هذا يزيد على فعل اولئك فانهم يفعلونه في كل عام مرة واحدة وهؤلاء يفعلون هذه المزخرفات الفرضية متى شاؤا وليس لهذا النظير في الشرع بان يفرض امر ويعامل معه معاملة الحقيقة بل هو محرم شرعاً الخ"

"فانظروا يا اولي الالباب ان حضرة الشيخ قدس الله سره العزيز انما انكر على جهلاء الهند المعتقدين منهم هذه العقيدة الكاسدة الذين يقومون مثل هذه الخيالات الفاسدة ليس فيه تشبيه لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل المجوس والروافض حاشا لله اكابرنا ان يتفوهوا بمثل ذلك ولكن الظالمين على اهل

وفسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار نقل اتارتے ہیں اور یہ لوگ ان فرضی مزخرفات کو جب چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں اور شریعت میں اسکی کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کر کے اس کے ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے الخ۔

پس اے صاحبان عقول غور فرمایئے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو ایسی بیہودہ فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے ہیں اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریف کو ہندو یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں، لیکن ظالم لوگ اہل حق پر افترا کرتے اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

الحق يفترون وبآيات الله يجحدون ۔

السؤال الثالث والعشرون هل قال الشيخ الاجل علامة الزمان المولوي رشيد احمد الكنكوهي بفعلية كذب الباري تعالى وعدم تضليل قائل ذلك ام هذا من الافتراءات عليه وعلى التقدير الثاني كيف الجواب عما يقوله البريلوي انه يضع عنده مثال فتوى الشيخ المرحوم بفوتوكراف المشتمل على ذلك ۔

الجواب الذي نسبوا الى الشيخ الاجل الاوحد الابجل علامة زمانه فريد عصره واوانه مولانا رشيد احمد كنكوهي من انه كان قائلاً بفعلية الكذب من البارى تعالى شانه وعدم تضليل من تفوه بذلك فمكذوب عليه رحمه الله تعالى وهو من الاكاذيب التي افتراها الابالسة الدجالون الكذابون قاتلهم

تیئیسواں سوال

بالفعل کذب باری کے متعلق حضرت گنگوہی کا فتویٰ

کیا علامۂ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے یا یہ ان پر بہتان ہے اگر بہتان ہے تو بریلوی کی اس بات کا کیا جواب وہ کہتا ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے ۔

جواب

بالفعل کذب باری کے متعلق حضرت گنگوہی کا اصل فتویٰ

علامۂ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف جو مبتدعین نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے یہ بالکل آپ پر جھوٹ باندھا گیا اور منجملہ انہیں جھوٹے بہتانوں کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں جناب مولانا اس زندقہ و الحاد سے بری ہیں اور ان کی تکذیب خود مولانا کا فتویٰ کر رہا ہے جو

الله الذی تؤفکون وجنابہ بری من تلک الزندقة والالحاد ویکذبہم فتوی الشیخ قدس سرہ التی طبعت وشاعت فی الجلد الاول من فتاوٰہ الموسومة بالفتاوی الرشیدیة علی صفحہ ۱۱۹ منہاد ھی عربیة مصححة مختومة بختام علماء مکة المکرمة وصورة سوالہ ھٰکذا :-

بسم الله الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ماقولکم وام فضلکم فی ان الله تعالیٰ ھل یتصف بصفة الکذب ام لا ومن یعتقد انہ یکذب کیف حکمہ افتونا ماجورین :-

الجواب ان الله تعالیٰ منزہ من ان یتصف بصفة الکذب ولیست فی کلامہ شائبة الکذب ابداً کما قال الله تعالیٰ ومن اصدق من الله قیلا ومن یعتقد ویتفوہ بان الله تعالیٰ

جلد اول فتاوی رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے تحریر اسکی عربی میں ہے جس پر تصحیح وصواب مہر علماء مکہ مکرمہ ثبت ہیں۔

سوال کی صورت یہ ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے فتویٰ دو اجر ملے گا۔

جواب

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب کے ساتھ متصف ہو اسکے کلام میں ہرگز کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے

يكذب فهو كافر ملعون قطعا ومخالف للكتاب والسنة واجماع
الامة نعم اعتقاد اهل الايمان ان ما قال الله تعالى في القرآن
في فرعون وهامان وابي لهب انهم جهنميون فهو حكم قطعي
لا يفعل خلافه ابدا لكنه تعالى قادر على ان يدخل الجنة وليس
بعاجز عن ذلك ولا يفعل هذا مع اختياره قال الله تعالى ولو شئنا
لآتينا كل نفس هداها ولكن حق القول مني لاملئن جهنم
من الجنة والناس اجمعين فتبين من هذه الآية انه تعالى
لو شاء لجعلهم كلهم مؤمنين ولكنه لا يخالف ما قال وكل ذلك
بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل مختار فعال لما يريد. هذه
عقيدة جميع علماء الامة كما قال البيضاوي تحت تفسير
قوله تعالى ان تغفر لهم الخ وعدم غفران الشرك مقتضى

وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب وسنت واجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا یہ عقیدہ
ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرعون وہامان وابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ وہ
دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف کبھی نہ کرے گا لیکن اللہ ان کو جنت میں
داخل کرنے پر قادر ضرور ہے عاجز نہیں ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں
فرماتا ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دیدیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا
کہ ضرور بالضرور جہنم کو جن وانس دونوں سے بھروں گا پس اس آیت سے ظاہر ہو گیا کہ اگر
اللہ چاہتا تو سب کو مومن بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا اور
یہ سب باختیار ہے مجبوری نہیں کیونکہ وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے یہ
ہی عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے قول باری تعالیٰ
وان تغفر لہم کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ شرک کا نہ بخشنا
وعید کا مقتضی ہے پس اس میں لذاتہ امتناع نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الوحید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

خلاصہ تصحیح علماء مکۃ المکرمۃ زادہا اللہ شرفہا الحمد لمن ھو بہ حقیق ومنہ استمد العون والتوفیق ما اجاب بہ العلامۃ رشید احمد المذکور ھو الحق الذی لا محیص منہ وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی الہ وصحبہ وسلم امر برقمہ خادم الشریعۃ راجی اللطف الخفی محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ حالا کان اللہ لہما

محمد صالح بن المرحوم صدیق کمال

رقمہ المرتجی من ربہ کمال النیل محمد سعید بن محمد بابصیل بمکۃ المحمیۃ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ وجمیع المسلمین

محمد سعید بن محمد بابصیل

الراجی العفو من واھب العطیۃ محمد عابد بن المرحوم الشیخ حسین مفتی المالکیۃ ببلد اللہ المحمیۃ مصلیا

حضرت گنگوہی کے فتوی پر علماء حجاز کی تصدیق	مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے۔ حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا مستحق ہے

اور اسی کی اعانت و توفیق درکار ہے، علامہ رشید احمد کا جواب مذکور بالکل حق ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا، وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم لکھنے کا امر فرمایا خادم شریعت امیدوار لطف خفی محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکہ مکرمہ کان اللہ لہما نے لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن محمد بابصیل نے حق تعالیٰ نے ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ مسلمانوں کو بخشد ے۔

امیدوار عفو از واھب العطیہ محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ نے درود و سلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا ہے کافی ہے اور اس پر اعتماد ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں، لکھا حبیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم اثنا مکہ مشرفہ نے۔

ومسلما هذا وما اجاب العلامة رشید احمد فیه الکفایة و علیه المعمول بل هو الحق الذی لا محیص عنه رقمه الحقیر خلف بن ابراهیم خادم افتاء الحنابلة بمکة المشرفة

والجواب عما یقول البریلوی انه یقع عنده تمثال فتوی الشیخ المرحوم بفوتوگراف المشتمل علی ما ذکر هو انه من مختلقاته المختلقة ووضعها عنده افتراء علی الشیخ قدس سره ومثل هذه الاکاذیب والاختلاقات هین علیه فانه استاذ الاساتذة فیها وکلهم عیال علیه فی زمانه فانه محرف ملبس ودجال مکار ربما یصور الامور ولیس بادنی من المسیح القادیانی فانه یدعی الرسالة ظاهرا وهذا یستتر بالمجددیة ویکفر علماء الامة کما کفر الوهابیة اتباع محمد بن عبد الوهاب الامة خذله الله تعالی کما خذلهم۔

السوال الرابع والعشرون هل تعتقدون وقوع الکذب

جعلی فتوی ــ دجل وافتراء کی بدترین مثال | اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولانا کے فتوی کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جسکو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد ہے اور زمانے کے لوگ اس کے چیلے کیونکہ تحریف وتلبیس ودجل ومکر کی اس کو عادت ہے اکثر صورتیں بنا لیتا ہے مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں اس لئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائے امت کو کافر کہتا ہے جس طرح محمد بن عبد الوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے خدا اس کو بھی انہیں کی طرح رسوا کرے۔

چوبیسواں سوال

امکان وقوع کذب؟ | کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالے کے کسی کلام میں

في كلام من كلام المولى عز وجل سبحانه ام كيف الامر .

الجواب نحن ومشائخنا رحمهم الله تعالى نتيقن ونتيقن بان كل كلام صدر عن البارى عز وجل او سيصدر عنه فهو مقطوع الصدق مجزوم بمطابقته للواقع وليس في كلام من كلامه تعالى شائبة كذب ومظنة خلاف اصلا بلا شبهة ومن اعتقد خلاف ذلك او توهم بالكذب في شئ من كلامه فهو كافر ملحد زنديق ليس له شائبة من الايمان

السوال الخامس والعشرون هل نسبتم في تاليفكم الى بعض الاشاعرة القول بامكان الكذب وعلى تقديرها فما المراد بذلك وهل عندكم نص على هذا المذهب من المعتمدين بينوا الامر لنا على وجهه ۔

وقوع کذب ممکن ہے یا کیا بات ہے ؟

جواب

اللہ کے کلام میں کذب کا وہم کرنے والا کافر و زندیق ہے

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلا شبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ کافر ملحد زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں

پچیسواں سوال

اشاعرہ کی طرف امکان کذب کی نسبت ؟ کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے واقعی امر ہمیں بتلاؤ ؟

الجواب الاصل فیه انه وقع النزاع بیننا وبین المنطقیین من اهل الهند والمبتدعة منهم فی مقدوریة خلاف ما وعد به الباری سبحانه وتعالی واخبرته اواراده وامثالها فقالوا ان خلاف هذه الاشیاء خارج عن القدرة القدیمة مستحیل عقلا لا یمکن ان یکون مقدورا له تعالی واجب علیهما ما یطابق الوعد والخبر والارادة والعلم وقلنا ان امثال هذه الاشیاء مقدور قطعا لکنه غیر جائز الوقوع عند اهل السنة والجماعة من الاشاعرة والماتریدیة شرعا وعقلا وعند الماتریدیة وشرعا فقط عند الاشاعرة فاعترضوا علینا بانه ان امکن مقدوریة هذه الاشیاء لزم امکان الکذب وهو غیر مقدور قطعا ومستحیل ذاتا فاجبناهم باجوبة شتی مما ذکره علماء الکلام منها لو سلم استلزام امکان

جواب

علمائے دیوبند پر امکان کذب باری کا اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہندی منطقی اور بدعتیوں کے افتراء کی حقیقت ہے کہ درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالے نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی یا ارادہ فرمایا اس کے خلاف پر اسکو قدرت ہے یا نہیں سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اسکی قدرت قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے ان کا مقدور خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں البتہ اہل سنت والجماعت اشاعرہ و ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں ماتریدیہ کے نزدیک شرعاً جائز نہ عقلاً اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز ——

نہیں پس ان بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کے تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں اور ذاتاً محال ہے تو ان کو علماء کلام کے ذکر کئے ہوئے چند جواب دیئے جن میں یہ بھی تھا کہ اگر وعدہ و خبر

الکذب المقدوریۃ خلاف الوعد والاخبار وامثالہما فھو الینا غیر مستحیل بالذات بل ھو مثل السفہ والظلم مقدور ذاتا ممتنع عقلا وشرعا او شرعا فقط کما صرح بہ غیر واحد من الائمۃ فلما رأوا ھذہ الاجوبۃ عثوا فی الارض وینسبوا الینا تجویز النقص بالنسبۃ الی جنابہ تبارک وتعالی واشاعوا ھذا الکلام بین السفہاء والجہلاء تنفیرا للعوام وابتغاء الشہوات والشہرۃ بین الانام وبلغوا اسباب سموات الافتراء فوضعوا امثالہ من عندھم لفعلیۃ الکذب بلا مخافۃ عن الملک العلام ولما اطلع اھل الھند علی مکائدھم استنصروا بعلماء الحرمین الکرام لعلمھم بانھم غافلون عن خباثاتھم وعن حقیقۃ اقوال علمائنا وما مثلھم فی ذلک الا کمثل المعتزلۃ مع اھل السنۃ

وغیرہ کا خلاف تحت قدرت داخل ہے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح ذاتاً مقدور اور عقلاً و شرعاً یا صرف شرعاً ممتنع ہے جیسا کہ بہتیرے علماء اسکی تصریح کر چکے ہیں پس جب انھوں نے یہ جواب دیکھے تو ملک میں فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ منسوب کیا کہ جناب باری عزاسمہ کی جانب نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے اور مخلوق میں شہرت پاکر اپنا مطلب پورا کرنے کو سفہا و جہلا میں اس لغویات کی خوب شہرت دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہونچی کہ اپنی طرف سے فعلیت کذب کا فتویٰ وضع کر لیا اور خدا ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب اہل ہند ان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انھوں نے علمائے حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے کہ وہ حضرات انکی خباثت اور ہمارے علماء کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس معاملہ میں ہماری انکی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بچانے سزا کے ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج اور ذات باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اصحاب العدل

والجماعة فانهم اخرجوا اثابة العاصي وعقاب المطيع عن القدرة
القديمة واوجبوا العدل على ذاته تعالى فسموا انفسهم اصحاب
العدل والتنزيه ونسبوا علماء اهل السنة والجماعة الى التجويز بصفات
والتشويه فكما ان قدماء اهل السنة والجماعة لم يبالوا بجهالاتهم
ولم يجوزوا العجز بالنسبة اليه سبحانه وتعالى في الظلم المذكور وعمموا
القدرة القديمة مع ازالة النقائص عن ذاته الكاملة الشريفة و
واتمام التنزيه والتقدس ليس بجنابه العالي قائلين ان ظنكم المنقصة في
جواز مقدورية العقاب للطائع والثواب للعاصي انما هو وخامة
الفلسفة الشنيعة كذلك قلنا لهم ان ظنكم النقص بمقدورية
خلاف الوعد والاخبار والصدق وامثال ذلك مع كونه ممتنع الصدور
عنه تعالى شرعاً فقط او عقلاً وشرعاً انما هو من بلاء الفلسفة

وتنزیہ رکھا اور علماء اہل سنت والجماعت نے انکی جہالتوں کی پروا نہیں کی اور ظلم
مذکور میں حق تعالی شانہ کی جانب عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ کو عام
کہہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور جناب باری کے کمال تقدس و تنزیہ کو یوں
پورا کر ثابت کیا کہ نیکوکار کے لئے عذاب اور بدکار کے لئے ثواب کو تحت قدرت
باری تعالی ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ کی حماقت ہے اسی
طرح ہم نے بھی انکو جواب دیا کہ وعدہ و خبر و صدق وعدہ کے خلاف کو صرف تحت
قدرت ماننے ہے حالانکہ صرف شرعاً یا عقلاً و شرعاً دونوں طرح وقوع ممتنع
ہے، نقص کا گمان کرنا تمہاری جہالت کا ثمرہ اور منطق و فلسفہ کی بلا ہے
پس جیسے معتزلہ نے تنزیہ کے لئے جو کچھ کیا حق تعالی کی عام و کامل قدرت
کا اس میں لحاظ رکھا اور ہمارے سلف اہل السنۃ والجماعت نے دونوں
امر ملحوظ رکھے حق تعالی شانہ کی قدرت عام رہی اور تنزیہ تام یہ ہے وہ مختصر مضمون
جس کو ہم نے براہین میں بیان کیا ہے ۔

والمنطق وجهلكم الوخيم فهم فعلوا ما فعلوا لاجل التنزيه لكنهم لم يقدروا على كمال القدرة وتعميمها واما اسلافنا اهل السنة والجماعة فجمعوا بين الامرين من تعميم القدرة وتتميم التنزية للواجب سبحانه وتعالى وهذا الذي ذكرناه في البراهين مخصوصاً وهاكم بعض النصوص عليه من الكتب المعتبرة في المذهب.

(۱) قال في شرح المواقف اوجب جميع المعتزلة والخوارج عقاب صاحب الكبيرة اذا مات بلا توبة ولم يجوزوا ان يعفو الله عنه بوجهين الاول انه تعالى اوعد بالعقاب على الكبائر واخبر به اى بالعقاب عليها فلو لم يعاقب على الكبيرة وعفا لزم الخلف في وعيده والكذب في خبره وانه محال والجواب غايته وقوع العقاب فاين وجوب العقاب الذي كلامنا فيه اذ لا شبهة في ان عدم الوجوب مع الوقوع لا يستلزم خلفا ولا كذبا لا يقال انه يستلزم جوازهما وهو ايضا محال لانا نقول استحالته ممنوعة كيف وهما

اب اہل مذہب کے متعلق معتبر کتابوں

علمائے دیوبند کا عقیدہ مصنف صاحبین اور شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام اہل سنت و الجماعت کے بالکل مطابق ہے۔ معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب کو جب کہ بلا توبہ مر جائے واجب کہا ہے اور جائز نہیں سمجھا کہ حق تعالیٰ اسے معاف کرے اسکی دو وجہ بیان کی ہیں اول یہ کہ حق تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی ہے پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کرے تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا ہے اور یہ محال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خبر و وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلف ہے نہ کذب کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف اور کذب کا جواز لازم آئیگا اور یہ بھی محال ہے کیونکہ ہم کہتے

من الممكنات التي تشملها قدرته تعالى اھ

(٢) وفي شرح المقاصد للعلامة التفتازاني رحمه الله تعالى
في خاتمة بحث القدرة المنكرون لشمول قدرته طوائف منهم
النظام واتباعه القائلون بانه لا يقدر على الجهل والكذب والظلم
وسائر القبائح اذ لو كان خلقها مقدورا له لجاز صدوره عنه و
اللازم باطل لافضائه الى السفه ان كان عالما بقبح ذلك وباستغنائه
عنه والى الجهل ان لم يكن عالما والجواب لا نسلم قبح الشيء بالنسبة
اليه كيف وهو تصرف في ملكه ولو سلم فالقدرة لا تنافي
امتناع صدوره نظرا الى وجود الصارف وعدم الداعي وان كان
ممكنا اھ ملخصا۔

(٣) قال في المسايرة وشرحه المسامرة للعلامة المحقق كمال
بن الهمام الحنفي وتلميذه ابن ابي الشريف المقدسي الشافعي
رحمهما الله تعالى ما نصه ثم قال اي صاحب العمدة ولا يوصف

محال ہونا نہیں جانتے اور محال کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ ظلم اور کذب ان ممکنات
میں داخل ہیں جنکو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے۔

(٤) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ نے قدرت کی بحث
کے آخر میں لکھا ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں ایک نظام اور اسکے تابعین جو
کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہل اور کذب وظلم وغیرہ کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ ان
افعال کا پیدا کرنا اگر اسکی قدرت میں داخل ہو تو ان کا حق تعالیٰ سے صدور بھی جائز
ہوگا اور صدور ناجائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبح کے بے پروائی کے سبب صدور
ہوگا تو سفہ لازم آئے گا اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جانب
نسبت کرکے کسی شئی کا قبح ہم تسلیم نہیں کرتے اسلئے کہ اپنے ملک میں تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا
اور اگر مان بھی لیں کہ قبح کی بہ نسبت قبیح ہے تو قدرت حق امتناع صدور کے منافی نہیں
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ تحت قدرت ہو مگر مانع کے وجود یا باعث صدور مفقود ہونیکے سبب اس کا

الله تعالیٰ بالقدرة علی الظلم والسفه والکذب لان المحال لا یدخل
تحت القدرة ای لا یصح متعلق لها وعند المعتزلة یقدر تعالیٰ
علی کل ذلك ولا یفعل انتهی کلام صاحب العمدة وکانه
انقلب علیه ما نقله عن المعتزلة اذ لا شك ان سلب القدرة عما
ذکر هو مذهب المعتزلة واما ثبوتها ای القدرة علی ما ذکر ثم الامتناع
عن متعلقها اختیارا فبمذهب ای فهو بمذهب الاشاعرة الیق
منه بمذهب المعتزلة ولا یخفی ان هذا الالیق ادخل فی التنزیه
ایضا اذ لا شك فی ان الامتناع عنها ای عن المذکورات من الظلم
والسفه والکذب من باب التنزیهات عما لا یلیق بجنابه تقدس
تعالیٰ فلیسبر بالبناء للمفعول ای یختبر العقل فی ان ای الفصلین
ابلغ فی التنزیه عن الفحشاء اهو القدرة علیه ای علی ما ذکر من
الامور الثلثة مع الامتناع ای امتناعه تعالیٰ عنه مختارا لذلك

وقوعہ ممتنع ہے۔

(۳) مسامرہ اور اسکی شرح مسامرہ میں علامہ کمال بن ہمام حنفی امام کے شاگرد
ابن ابی الشریف مقدسی شافعی رحمہما اللہ تصریح فرماتے ہیں پھر صاحب العمدہ
نے کہا حق تعالیٰ کو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظلم وسفہ اور کذب پر قادر ہے کیونکہ ہو سکتا
ہے جب کہ ظلم وکذب ان ممکنات میں داخل ہیں جنکو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے
کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا یعنی قدرت کا تعلق اسکے ساتھ صحیح
نہیں اور معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر تو ہے مگر کرتا نہیں
صاحب العمدہ کا کلام ختم ہو گیا اب کمال الدین فرماتے ہیں کہ صاحب العمدہ
نے جو معتزلہ سے نقل کیا وہ الٹ پلٹ ہو گیا کیونکہ اس میں شک نہیں کہ افعال مذکورہ
سے قدرت کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر
باختیار خود ان کا وقوع نہ کیا جائے یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب ہے

الامتناع او الامتناع ای امتناعه عنه لعدم القدرة علیه فیجب القول بادخل القولین فی التنزیه وهو القول الذی یمذهب الاشاعرة اھ

(۴) وفی حواشی الکلنبوی علی شرح العقائد العضدیة للمحقق الدوانی رحمهما الله تعالی ما نصه وبالجملة کون الکذب فی الکلام اللفظی قبیحا بمعنی صفة نقص ممنوع عند الاشاعرة ولذا قال الشریف المحقق انه من جملة الممکنات وحصول العلم القطعی بعدم وقوعه فی کلامه تعالی باجماع العلماء والانبیاء علیهم السلام لا ینافی امکانه فی ذاته کسائر العلوم العادیة القطعیة وهو لا ینافی ما ذکره الامام الرازی الخ

(۵) وفی تحریر الاصول لصاحب فتح القدیر الامام ابن الهمام وشرحه لابن امیر الحاج رحمهما الله تعالی ما نصه وحینئذ ای وحین کان مستحیلا علیه ما ادرک فیه نقص ظهر القطع باستحالته

بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول مناسب کو تنزیہ باری تعالیٰ میں زیادہ دخل ہے بیشک ظلم و سفہ و کذب سے باز رہنا باب تنزیہات سے ہے ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے شایاں نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں صورتوں میں کس صورت کو حق تعالیٰ کے تنزیہ عن الفحشاء میں زیادہ دخل ہے آیا اس صورت میں کہ ہر سہ افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر اختیار او ممتنع الوقوع کہا جائے زیادہ تنزیہ ہے یا اسطرح ممتنع الوقوع ماننے میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہیئے۔ اور وہ وہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات و امتناع بالاختیار۔

(۴) محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ کلنبوی میں اسطرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص و عیب ہے اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لئے شریف محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور حق ہے کہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس

الصانعۃ ای اللہ تعالیٰ بالکذب ونحوہ تعالیٰ عن ذلک والیضا لو لم یمتنع
اتصاف فعلہ بالقبح یرتفع الامان عن صدق وعدہ وصدق خبرہ
غیرہ ای الوعد منہ تعالیٰ وصدق النبوۃ ای لم یجزم بصدقہ
اصلا وعند الاشاعرۃ کسائر الخلق القطع بعدم اتصافہ تعالیٰ
بشیء من القبائح دون الاستحالۃ العقلیۃ کسائر العلوم التی
یقطع فیہا بان الواقع احد النقیضین مع عدم استحالۃ الاخر لو قدرانہ
الواقع کالقطع بمکۃ وبغداد ای بوجودہا فانہ لایحیل عدمہما عقلا
وحینئذ ای وحین کان الامر علی ھذا لایلزم ارتفاع الامان

طرح کہ کلام الٰہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے
تو کذب کے ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ علوم عادیہ قطعیہ باوجود
امکان کذب بالذات حاصل ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں الخ

(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں
اس طرح منصوص ہے اور اب یعنی جب کہ یہ افعال حق تعالیٰ پر فعل ہو سکے جن میں نقص
پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً محال ہے
نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ اتصاف محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ
رہے گا اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے نزدیک حق تعالیٰ کو کسی قبیح
کے ساتھ یقیناً متصف نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح دو باعتبار ہے عقلاً محال نہیں
چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک نقیض کا وقوع ہے ہاں دوسری نقیض محال
ذاتی نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال
ہے کہ موجود نہ ہوں اور اب یعنی جب یہ صورت ہوئی تو امکان کذب کے سبب اعتماد
کا اٹھنا لازم نہ آئے گا اس لئے کہ عقلاً کسی شئے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم پر
یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا اور یہی استحالہ وقوعی و امکان عقلی کا خلاف (معتزلہ
اہل السنۃ میں) ہر نقص میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت بھی نہیں

لانه لا یلزم من جواز الشئ عقلاً عدم الجزم بعدمه والخلاف الجاری فی الاستحالة والامکان العقلی لهذا جار فی کل نقیصة اقدرته تعالیٰ علیها مسلوبة ام هی ای النقیصة بها ای بقدرته مشمولة والقطع بانه لا یفعل ای والحال القطع بعدم فعل تلک النقیصة الخ۔

ومثل ما ذکرناه عن مذهب الاشاعرة ذکره القاضی العضد فی شرح مختصر الاصول واصحاب الحواشی علیه و مثله فی شرح المقاصد وحواشی للمقاصد للچلپی وغیره و کذلک صرح به العلامة القوشجی فی شرح التجرید والقونوی وغیرهم اعرضنا عن ذکر نصوصهم مخافة الاطناب والسامة والله المتولی للرشاد والهدایة ۔

(جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقص کو قدرت حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین ہے کہ کرے گا نہیں (جیسا کہ اہل سنت کا قول ہے) یعنی اس نقص کے عدم فعل کا یقین ہے ۔

اور اشاعرہ کا مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور اور حق تعالیٰ ہی ہدایت کا متولی ہے ۔

السوال السادس والعشرون ما قولکم فی القادیانی الذی یدعی المسیحیة والنبوة فان انا سانسمع منکم معتقدکم وما هو الموجب من مکارم اخلاقکم ان تبینوا الناس هذه الامور بیانا شافیا لیتضح صدق القائلین وکذبهم ولا یبقی الریب الذی حدث فی قلوبنا من تشویشات الناس۔

الجواب جملة قولنا وقول مشائخنا فی القادیانی الذی یدعی النبوة والمسیحیة انا کنا فی بدء امره مالم یظهر لنا منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه یؤید الاسلام ویبطل جمیع الادیان التی سواه بالبراهین والدلائل نحسن الظن به علی ما هو اللائق بالمسلم بالمسلم ونأول بعض اقواله ونحمله علی محمل حسن ثم

چھبیسواں سوال

مرزا غلام احمد قادیانی کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے کا مدعی ہے کیونکہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی تعریف کرتے ہو تمہارے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے تاکہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور جو شک لوگوں کے مشوش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے۔

جواب

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے علمائے دیوبند کی مساعی کہ شروع شروع جب تک اس کی بد عقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہونچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اسکے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کرکے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اسکے بعد جب

انہ لما ادعی النبوۃ والمسیحیۃ وانکو رفع اللہ تعالیٰ المسیح الی السماء وظہر لنا من خبث اعتقادہ وزندقتہ افتی مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بکفرہ وفتوی شیخنا ومولانا رشید احمد الکنکوہی رحمہ اللہ فی کفر القادیانی قد طبعت وشاعت یوجد کثیر منہا فی ایدی الناس لم یبق فیہا خفاء۔

(۲۶) انہ لما کان مقصود المبتدعین تہییج سفہاء الہند وجہالہم علینا وتنفیر علماء الحرمین واہل فتیاہما وقضاتہما واشرافہما منا لانہم علموا ان العرب لایحسنون الہندیۃ بل لا یبلغ لدیہم الکتب والرسائل الہندیۃ افتروا علینا ہذہ الاکاذیب فاللہ المستعان وعلیہ التوکل وبہ الاعتصام ہذا والذی ذکرنا فی الجواب ہو ما نعتقدہ وندین اللہ تعالیٰ بہ فان

اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا تھا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولینا رشید احمد گنگوہی کا فتواے تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں۔

مگر چونکہ مبتدعین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء و مفتی واشرافت وقاضی و رؤساء کو ہم سے متنفر بنائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اہل عرب ہندی زبان اچھی نہیں جانتے بلکہ ان تک ہندی رسائل و کتابیں پہونچتی بھی نہیں اس لئے ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی کا تمسک۔

حرف آخر | جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر

فإن كان في رأيكم حقاً وصواباً فاكتبوا عليه تصحيحكم وزينوه بختمكم وإن كان غلطاً وباطلاً فدلونا على ما هو الحق عندكم فإنا إن شاء الله لا نتجاوز عن الحق وإن عنّ لنا في قولكم شبهة نراجعكم فيها حتى يظهر الحق ولم يبق فيه خفاء وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد سيد الأولين والآخرين وعلى آله وصحبه وأزواجه وذرياته أجمعين قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم طلبة علوم الإسلام كثير الذنوب والآثام الأحقر خليل أحمد وفقه الله لتزود لغده يوم الاثنين ثامن عشر من شهر شوال سنة ١٣٢٥هـ تمت۔

بسم الله الرحمن الرحيم ۞ الحمد لله عالم الغيب والشهادة

سے مزین کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہوگا تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ کا درود و سلام نازل ہو اولین و آخرین کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل و اصحاب و ازواج و ذریات سب پر۔ زبان سے کہا اور قلم سے لکھا خادم الطلبہ کثیر الذنوب والآثام حقیر خلیل احمد نے خدا اس کو توشۂ آخرت کی توفیق عطا فرمائے ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ۔ تمام شد۔

علمائے ہند کی تصدیقات

چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصدیق علمائے ہندوستان سے مکمل کرانے کے بعد حجاز و مصر و شام کی بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا اس لئے اوّل علمائے ہند کی تحریرات درج کی جاتی ہیں۔

والصلوٰة والسلام علیٰ من قال ان احسن الظن من العبادة وعلیٰ
اٰله واصحابه هم سادة للامة وقادة وبعد فقد تشرفت بمطالعة
المقالة التی رصفها المولی العلام مقتدام علماء الانام مولانا
المولوی خلیل احمد لازال فیوضه منسجمة علی الرجول والاناث
فللّٰه دره ولا مثل عشوره فقد اتی بالحق الصریح وازال عن اهل الحق
الظن القبیح وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا جمیعاً لا ریب فیه
فاثابه الله تعالیٰ جزاءً وعنانه فی ابطال وساوس الحاسد فی اذیته
فقط محمود عفی عنه المدرس الاول فی مدرسة دیوبند (طبع الخ)
للّٰه در الحبیب اللبیب حیث اتی بتحقیقات منیعة وتدقیقات بدیعة
فی کل مسئلة وباب ومیز القشر عن اللباب وکشف قناع الریب والبطلان

تصدیق انیق قدوۃ العارفین زبدۃ المحدثین حضرت مولانا الحاج المولوی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی تعریف زیبا ہے اللہ کو جو غائب وحاضر کا جاننے والا ہے اور درود وسلام اس ذات
پر جس نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے اور انکی اولاد واصحاب پر جو امت
کے سردار و پیشوا ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ سے مشرف
ہوا جسکو مولانا العلام و پیشوائے علمائے انام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا
ہے ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں ہر نشیب و فراز پر جوان کے ملے ہے ان کی
خوبی واقعی حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے بدگمانی زائل فرمائی اور یہی ہمارا اور ہمارے
جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں پس حق تعالیٰ مصنف کو اس محنت کی
جزا عطا فرمائے جو حاسد کی افترا پردازی کے وسوسوں کے باطل کرنے میں خوبی سے
کی ہے

تحریر شریف سید العلماء صفوۃ العلماء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہوی قدس سرہ

خدا کے لئے ہے عاقل مجیب کی خوبی کہ مستحکم تحقیقات و عجیب باریکیاں ہر مسئلہ اور باب

من وجوہ خرائد الحق والصواب کیف لا والمجیب المحقق ھو
مورد انعامہ وافضالہ ومقدام المحققین فی اقرانہ وامثالہ فالحق انہ
ادامہ اللہ تعالیٰ وابقاہ اصاب فیما افادہ وفی کل ما اجاب اجاد لا
یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وھو حق صریح لا ریب
فیہ نہذا ھو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال وکل ذالک ھو معتقدنا
ومعتقد مشائخنا وسادتنا اماتنا اللہ علیہ وحشرنا مع عبادہ المخلصین
المتقین وبوانا فی جوار المقربین من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین آمین آمین فمن تقول علینا او علی مشائخنا العظام
بعض الاقاویل فکلہا فریۃ بلا مریۃ واللہ یھدینا وایاھم الی
صراط مستقیم وھو تعالیٰ وتقدس بکل شئی خبیر وعلیم واٰخر
دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر

میں بیان کی ہے اور چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے گرد حق اور صواب
کے چہروں سے کھول دیئے کیونکر نہ ہو مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق تعالیٰ کے انعام و
افضال کا مورد اور محققین زمانہ میں پیشوا ہے پس حق یہ ہے کہ خدا انکو دائم و باقی رکھے
کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور ہر جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس کے آگے سے آ
سکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے اور یہی حق صریح ہے جس میں شک نہیں پس یہی حق ہے
اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سب ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا
عقیدہ ہے حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت دے اور اپنے مخلص پرہیزگار بندوں کے
ساتھ محشور فرمائے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ میں
جگہ عطا فرمائے آمین آمین پس جس نے ہم پر یا ہمارے باعظمت مشائخ پر کوئی قول
جھوٹ باندھا تو وہ بلاشبہ افترا ہے اور اللہ ہم کو اور انکو راہ مستقیم دکھائے اللہ
وہ یعنی حق تعالیٰ ہر شئے سے باخبر اور واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ
کو جو رب العالمین ہے اور درود و سلام ہو بہترین خلق خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد اور

خلقه وصفوة انبيائه سيدنا ومولٰنا محمد وآله وصحبه اجمعين
وانا العبد الضعيف النحيف خادم الطلبة احقر الزمن احمد
حسن الحسيني نسبا والامروهوى مولدا وموطنا والچشتي الصابري
والنقشبندي المجددي طريقة ومشربا والحنفي الماتريدي مسلكا
ومذهبا (طبع الخاتم)

بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله حق حمده والصلٰوة
والسلام الاتمان الاكملان على من لا نبي من بعده اما بعد
فيقول العبد المفتقر الى رحمة الرحيم المنان عزيز الرحمٰن
عفا الله عنه المفتي والمدرس في المدرسة العالية الواقعة في
ديوبند ان ما نمقه العلامة المقدام البحر الفهامة المحدث
الفقيه المتكلم النبيه الرحلة الامام مقتدى الانام جامع الشريعة

اُن کے آل و اصحاب پر اور سب پر۔
میں ہوں بندہ ضعیف خادم الطلبا احقر الزمن احمد حسن حسینی نسبا امروہی مولدًا
وموطنًا چشتی صابری نقشبندی مجددی طریقۃً ومشربًا حنفی ماتریدی مسلکًا ومذہبًا

مہر

تحریر شریف عمدۃ الفقہا اسوۃ الاصفیا حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمٰن صاحب برادر مہتمم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۃ

حمد تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور درود وسلام تمام وکامل اس ذات پر جن کے بعد
کوئی نبی نہیں اس کے بعد رحیم ومنان کی رحمت کا محتاج بندہ عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ
مفتی مدرس مدرسہ عالیہ واقع دیوبند جو کچھ تحریر فرمایا علامہ پیشوا دریائے مواج محدث
فقیہ متکلم عاقل مرجع امام مقتدائے خلق جامع شریعت وطریقت واقف
اسرار حقیقت کو کھولنے ہوئے حق ظاہر کی مدد کے لئے اور کھاڑ پھینکنے شرک و

والطریقة واقف رموز الحقیقة من قام لنصرة الحق المبین وصح اساس الشرک والاحداث فی الدین المؤید من اللہ الاحد الصمد مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد المدرس الاول فی مدرسة مظاهر علوم الواقعة فی السہارنفور حفظہا اللہ من الشرور فی تحقیق المسائل ہو الحق عندی ومعتقدی ومشائخی فجزاہ اللہ احسن الجزاء یوم القیامۃ ورحم اللہ من احسن الظن بالسادات العظام واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وبالحمد اولاً وآخراً حقیق وہو حسبی ونعم الوکیل

کتبہ العبد عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی

● نقرّبہ ونعتقدہ ونکل امر المفترین الی اللہ وانا اشرف علی التھانوی الحنفی الجشتی ختم اللہ تعالیٰ لہ بالخیر

بدعت کی بنیاد مؤید من اللہ الاحد الصمد مولینا الحاج حافظ خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے محفوظ رکھے) مسائل کی تحقیق میں وہ سب حق ہے میرے نزدیک اور میرے اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے پس اللہ انکو عمدہ جزا دے قیامت کے دن اور اللہ رحم فرمائے اس شخص پر جو سرداران بزرگ کی جانب اچھا گمان رکھے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اول و آخر حمد کا مستحق ہے اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔ اسکو بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی نے لکھا

کلمات بابرکات طبیب الملۃ حکیم الامۃ حضرت مولانا الحاج الحافظ اشرف علی تھانوی دام فیوضہم

میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افترا کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں میں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔

تصدیق لطیف شیخ الاتقیاء و سند الابرار حضرت مولانا الحاج الحافظ الشاہ عبد الرحیم صاحب عمت مکارمہم

● ما الذی کتب فی ھذہ الرسالۃ حق صحیح ثابت فی الکتب بنص صریح وھو معتقدی ومعتقد مشائخی رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین احیانا اللہ بھا وامانتا علیھا وانا العبد الضعیف عبد الرحیم عفی عنہ الرائپوری الخادم لحضرۃ مولانا الشیخ رشید احمد گنگوھی قدس سرہ العزیز

● الحمد للہ المتوحد فی جلال ذاتہ المتنزہ عن شوائب النقص وسماتہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد نبیہ ورسولہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وبعد فھذا القول الذی نطق بہ الشیخ الاجل الاوحد الفرد الاکمل الاوحد مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد دام ظلہ الظلیل علی رؤس المسترشدین وابقاہ اللہ تعالیٰ لاحیاء الشریعۃ والطریقۃ والدین ھو الحق عندنا

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ اور یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ہم ان سب پر رضا ہو اسی پر اللہ ہم کو جلائے اور اسی پر موت دے ۔ میں ہوں بندہ ضعیف عبد الرحیم عفی عنہ رائپوری خادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز۔

تسطیر منیر رئیس الحکماء امام الفضلاء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد حسن صاحب زید مجدہم

سب تعریفیں اللہ کے لئے جو یکتا ہے اپنی ذات کے جلال میں پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامات سے اور درود وسلام سید نا محمد پر جو اس کے نبی اور رسول ہیں اور آپکی سب اولاد واصحاب پر اما بعد پس یہ تقریر جو شیخ واجل اوحد اور فرد اکمل اوحد مولانا حاجی حافظ خلیل احمد دام ظلہم علی رؤس المسترشدین سے فرمائی ہے خدا ان کو شریعت وطریقت اور دین کے زندہ کرنے کے لئے قائم رکھے حق ہے ہمارے نزدیک اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین کا ۔

ومعتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم القیامۃ وانا العبد الضعیف النحیف محمد حسن عفا اللہ عنہ الدیوبندی ۔

هذا هو الحق والصواب

قدرت اللہ غفرلہ ولوالدیہ مدرس مدرسہ مرادآباد

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وبعد فما کتبہ الشیخ الامام الحبر الہمام فی جواب السوالات المذکورۃ ھو الحق والصواب والمطابق لما نطق بہ السنۃ والکتاب وھو الذی نتدین بہ للہ تعالیٰ وبہ وھو معتقدنا ومعتقد جمیع مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ فرحم اللہ من نظرھا بعین الانصاف واذعن للحق وانقاد للصدق ۔

میں ہوں بندہ ضعیف نحیف محمد حسن عفی عنہ دیوبندی ۔

تحریر شریف جامع الکمال صادق الاحوال جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب بورک فی احوالہ

یہی ہے حق اور صواب

قدرت اللہ غفرلہ والوالدیہ مدرس مدرسہ مرادآباد

تحریر شیخ صاحب الرائی الصاحب ذو الفہم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمن صاحب دامت فیوضہم

سب تعریفیں اللہ یکتا کے لئے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں جو کچھ لکھا ہے شیخ امام مولانا سروا نے سوالات مذکورہ کے جواب میں وہی حق اور صواب ہے اور اسکے مطابق ہے جو سنت وکتاب کہہ رہی ہے اور ہم اسکو دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لئے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا پس اللہ رحم فرمادے اس پر جو بچشم انصاف دیکھے اور حق کا یقین لائے اور صدق کا مطیع ہو ۔

وانا العبد الضعیف حبیب الرحمٰن الدیوبندی۔

● ما کتبه العلامة وحید العصر هو الحق والصواب احمد بن مولانا
محمد قاسم النانوتوی ثم الدیوبندی ناظم المدرسة العالیة الدیوبندیة

● الحمد لله الذی قصرت عن وصف کماله السنة بلغاء الانام
وضعفت عن الوصول الی ساحة جلالة اجنحة العقول واوهام
والصلوٰة والسلام علی افضل الرسل سیدنا محمدن الهادی الی
دار السلام وعلی اله واصحابه البررة الکرام۔ اما بعد فالقول الذی
نطق به فی جواب السوالات المذکورة اکمل الکملاء والزمان واعلم
علماء الدوران وقدوة جماعة السالکین وزبدة جماعة المتقین
مولانا الحافظ الحاج خلیل احمد سلمه الله تعالیٰ قول حق وکلام
صادق وهو معتقدنا ومعتقد جمیع مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ
اجمعین ۞ وانا العبد الضعیف غلام رسول عفا الله عنه القوی

حبیب الرحمٰن دیوبندی

تحریر لطیف بقیۃ السلف قدوۃ الخلف حضرت مولانا الحاج المولوی محمد احمد صاحب ادام افادتہ

جو کچھ لکھا علامہ یگانۂ زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے احمد بن مولانا محمد قاسم
صاحب نانوتوی ثم الدیوبندی مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر شریف حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول مولانا الحاج المولوی غلام رسول صاحب مدظلہ

سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے فصحاء
کی زبانیں قاصر اور اس کی عظمت کے میدان تک پہنچنے سے عقول و افہام کے بازو عاجز ہیں اور
درود و سلام افضل رسل سیدنا محمد پر اور ساتھ کے آل و اصحاب نیکوکاران بزرگان پر اما بعد یہ
تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کاملین زمانہ میں اکمل اور علماء وقت میں اعلم اور
گروہ سالکین کے مقتدا اور جماعت راسخ متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب

حامداً و مصلیاً و مسلماً و بعد فرہذہ الاجوبۃ التی حررھا رافع الرایۃ العلم والھدایۃ خافض رایات الجھل والضلالۃ سید ارباب الطریقۃ سند اصحاب الحقیقۃ زبدۃ الفقہا والمفسرین قدوۃ المتکلمین والمحدثین الشیخ الاجل الاوحد الحافظ الحاج مولانا خلیل احمد لازالت فیضہ علی المسلمین والمسترشدین الی ابد حقیق بان یعتمد علیہا کلھا ویدین اللہ تعالیٰ بہا جمیعہا وھو معتقدنا و معتقد مشائخنا و انا عبدہ الارذل محمد بن افضل المدعو بالرسول عفی عنہ مدرس المدرسۃ العالیۃ الدیوبندیہ۔

الحمد للہ الذی علم آدم الاسماء کلہا واعطی صوادح النعوت والصفات واکلھا وافاض علینا النعم الشوامخ قبل الاستحقاق

صاحب نے فرمائی ہے قول حق اور کلام صادق ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

میں ہوں بندہ ضعیف غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر شریف فاضل عصر کامل دہر جناب مولانا المولوی محمد رسول صاحب لازال مجدہ

حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد یہ جوابات جنکو علم وہدایت کے جھنڈوں کو اونچا کرنے والے اور جہل و گمراہی کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے سردار اصحاب حقیقت کے مستند خلاصہ فقہا و مفسرین مقتدائے متکلمین و محدثین شیخ اجل اوحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ ان کے فیضان مسلمانوں اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں ہوں بندہ ارذل محمد بن افضل یعنی محمد رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

تحریر لطیف عالم نحریر فاضل بے نظیر جناب مولانا المولوی عبد الصمد صاحب طاب اللہ ثراہ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آدم کو تمام نام سکھائے اور عطا فرمائی ہم کو عالی صفتیں استحقاق

وهذا انا الصراط السوی مع تفرق السُّبُل والشقاق ونصلی ونسلم علی محمد عبده ورسوله الذی ارسل والحق خاملة اعوانه خاویة ارکانه والباطل عالیة نیرانه غالیة اثمانه داعیًا الی الله من کان کفروا مر بالمعروف ونہی عن غیره وزجره وعلی اله البررة الکرام واصحاب الکملة العظام + الشافعین المشفعین فی المحشر + اما بعد فالاجوبة التی حررها ربیع ریاض الطریقة وبرکة هذه الخلیفة + محی معالم الطریق بعد دروسها ومجدد مراسم المعارف عنب افول اقمارها وشموسها الذی تفجرت ینابیع الحکم علی لسانه + وفاضت عیون المعارف من خلال جنانه + وانبثت اشعة انواره فی القلوب + وبعثت سرایا اسواره الی کل طالب ومطلوب + وسطعت شموس معارفه + وزکت اعراس عوارفه + لا زال الزهد شعاره + والورع وقاره + والذکر انیسه والفکر

سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف ومتفرق راستوں میں اور ہم درود وسلام بھیجتے ہیں اس کے بندہ اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ایسے وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار سست اور ارکان اور معطل ہو چکے تھے اور باطل کے شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی آپ نے بلایا اللہ کی طرف ہر کفر کرنے والے کو اور بھلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا بُرے کام سے اور روکا اور آپ کی اولاد نیکو کار وکریم اور صحابہ کاملین باعظمت پر جو محشر میں سفارش فرمائیں گے اور مقبول ہوں گی و اما بعد یہ جوابات جنکو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو باغ ہائے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان کے مٹ جانے کے بعد اور معرفتوں کے مراسم کی تجدید کرنے والے ان کے ماہتاب اور آفتاب غروب ہوجانے کے بعد کہ جاری ہیں حکمتوں کے چشمے ان کے وسط قلب سے اور پھیل رہی ہیں ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور پہونچ گئے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر طالب مطلوب

بجليه مولانا العلام واستاذنا الهمام الشيخ الازهد الهمام
الاوحد الحافظ الحاج المعروف بخليل احمد صدر المدرسين في
مدرسة مظاهر علوم الواقعة في سهارنفور محروسة بان يعتقدها
اهل الحق واليقين وموقعة بان يسلمها العلماء والراسخون في الدين
المتين وهذه عقائدنا وعقائد مشائخنا ونحن نرجو من الله ان
يحيينا ويميتنا عليها ويدخلنا في دار السلام مع اساتذتنا الكرام
وهو نعم المولى ونعم المعين وآخر دعوانا ان الحمد لله رب
العلمين والصلوة والسلام على خير خلقه وفخر رسله وآله وصحبه
اجمعين۔

الراقم الاثم محمد عبد الصمد عفا عنه الاحد البجنوري
المدرس في المدرسة العالية الديوبندية اقامها الله الى يوم القيمة

دمک اور چمک رہے ہیں ان کی معرفتوں کے آفتاب اور اُگے ہوئے ہیں انکی معرفتوں
کے درخت سدا سے زہد ان کا طریقہ اور تقویٰ ان کا لباس اور یاد حق انکی مونس
اور فکر حق ان کا ہمنشیں مولانا العلام اور ہمارے استاذ محترم شیخ صاحب زہد اور سردار
بزرگ حافظ حاجی یعنی مولانا خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے یہ
سارے جوابات اس لائق ہیں کہ اہل حق انکو عقیدہ بنا دیں اور مستحق ہیں کہ دین متین میں
مضبوط علماء انکو تسلیم کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے عقیدے ہیں
اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ انہیں پر جلائے اور مارے اور ہم کو داخل فرمائے جنت میں
ہمارے بزرگ استاذوں کے ساتھ اور وہی بہتر کارساز اور بہتر مددگار ہے اور آخری دعا
ہماری یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو اور درود و سلام بہترین مخلوق و
فخر پیغمبران پر اور انکی ساری اولاد و اصحاب پر۔

راقم آثم محمد عبد الصمد عفا عنہ الاحد بجنوری مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند، خدا اسکو
تا قیامت دائم و قائم رکھے۔

● لله دار المجيب المحقق المصيب صدقت بما فيه بلا شك ولا ريب الاحقر محمد اسحٰق النهتوری ثم الدهلوی ۔

● اصاب من اجاب محمد رياض الدين عفی عنه مدرس مدرسه عاليه ميرٹھ ۔

● راية الاجوبة كلها توحيد نراها حقة صريحة لا يحوم حول سرادقاتها شك ولا ريب ، وهو معتقدی ومعتقد مشائخی رحمهم الله تعالیٰ ۔

وانا العبد الضعيف الراجی رحمة مولاه الصمد محمد كفايت الله الشاهجهانپوری الحنفی المدرس فی المدرسة الامينية الدهلوية ۔

● الجواب صحيح العبد محمد قاسم عفی عنه المدرس فی المدرسة الامينية الدهلوية ۔

تحریر شریف شمس فلک الشریعۃ البیضاء وبدر السماء الطریقۃ الغراء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد اسحٰق صاحب نہٹوری متعنا اللہ برکاتہ الی یوم...

اللہ کے لئے ہے خوبی حق و صواب جوابات دینے والے کی جو کچھ اس میں ہے بلا شک و ریب میں تصدیق کرتا ہوں احقر محمد اسحاق نہٹوری ثم الدہلوی ۔

تحریر منیف ذروۂ سنام الدین وعروۃ الحبل المتین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین صاحب اطال اللہ بقاؤہ ۔

مجیب نے درست بیان کیا محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ ۔

تحریر لطیف ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب دامت فیوضہم

یہ تمام جوابات جیسے میں سب کو دیکھا حق و صحیح پایا کہ ان کے انکار کی گنجائش نہیں ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے اور یہی میرے شیوخ رحمہم اللہ کا عقیدہ میں ہوں بندہ ضعیف امیدوار رحمت خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۔

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی ضیاء الحق صاحب دام فضلہ العمیم

مجیب نے درست بیان کیا بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۔

الحمد لله الذي هدانا للاسلام وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا
الله والصلوة والسلام على خير البرية سيدنا محمد واله الى يوم
تلقاه وبعد فاني تشرفت بمطالعة المقالة الشريفة التي نمقها الامام
الهمام الاجمل الاكمل الاوحد سيدنا ومولانا الحافظ الحاج
المولوي خليل احمد ادامه الله لاساس الشرك في الاسلام قالعا
وقامعا ولابنية البدع في الدين هادما وقالعا فاجوبة الاسئلة
هو الصدق والصواب والحق عندي بلا ارتياب هذا هو
معتقدي ومعتقد مشائخي نقر به لساننا ونعتقده جناننا فلله
در المجيب الاريب البحر القمقام والحبر الفهام رقم الله دره ...
قد اصاب فيما اجاب واجاد فيما افاد متعنا الله بطول حياته
وبقائه وجزاه الله عني وعن سائر اهل الحق خيرا جزاء عنايته

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی محمد قاسم صاحب
زید فضلہ العمیم

جواب صحیح ہے بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

تحریر حلیف الفضل والفضائل عمدۃ الاقران والاماثل جناب مولانا الحاج
المولوی عاشق الٰہی صاحب (مولوی فاضل) کثر اللہ امثالہم

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پا سکتے
اگر اللہ ہمکو ہدایت نہ دیتا اور درود و سلام بہترین مخلوقات سیدنا محمد اور انکی آل پر قیامت
تک میں اس مقالہ شریفہ کے مطالعہ سے مشرف ہوا جسکو پیشوا سردار معظم کامل یکتا ہمارے سردار
اور مولیٰ حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ انکو اسلام میں شرک
کی بنیاد کا قطع اور قمع کرنیوالا اور دین میں بدعتوں کی بنیادوں کا گرانے والا اور اکھاڑنے والا
رکھے یہ سوالات کے جوابات صادق اور صائب ہیں اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں۔
یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے ہم زبان اس کے مقر اور دل اس کے

فی ابطال وساوس المفتری فی افترائہ۔

وانا العبد الضعیف محمد المدعو بعاشق الٰہی المیرٹھی عفا اللہ عنہ۔

● ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔

وانا الراجی الی اللہ الاحد محمد المدعو بسراج احمد المدرس فی المدرسۃ سردھنہ

● ما کتبہ العلامۃ فھو حق صحیح بلا ارتیاب۔ العبد الضعیف محمد اسحق میرٹھی المدرس فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ میرٹھ۔

معتقد ہیں پس اللہ کے لئے ہے خوبی جیسے عاقل دریائے مواج اور عاقل فہیم کی پھر اللہ کے لئے ہے انکی خوبی جو کچھ جواب دیا صاحب رسالہ عمدہ نفع پہنچایا اللہ ہم کو انکی حیات درازی کے طول سے بہرہ یاب بنائے اور انکو جزا دے میری اور تمام اہل حق کی طرف سے بہتر جزا اہل باطل کی بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی محنت کے صلہ میں

میں ہوں بندہ ضعیف محمد عاشق الٰہی عفی عنہ میرٹھی۔

تحریر لطیف ذوالمجد الفاخر والعلم الزاخر والفہم الباہر والرشد الزاہر جناب مولوی سراج احمد صاحب دام فیضہ

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے۔

میں ہوں امیدوار سوئے خدائے واحد محمد سراج احمد مدرس مدرسہ سردھنہ ضلع میرٹھ۔

تحریر شریف معدن معاطر الاشفاق ومخزن محاسن الاخلاق جناب مولوی قاری محمد اسحق صاحب نصر اللہ بصرہ

جو کچھ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ بلا ریب حق صحیح ہے بندہ ضعیف محمد اسحاق میرٹھی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

- انہ لقول فصل وما ھو بالھزل۔

العبد محمد مصطفیٰ البجنوری الطبیب الوارد فی میرٹھ۔

- العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی تقدست ذاتہ الصمدیۃ عن ان یماثل احد فی صفاتہ المختصۃ و ان کان من الانبیاء و ترفعت قدرتہ من تطرف العقول والاراء و الصلوٰۃ والسلام علی افضل من یتوسل بہ فی الدعاء من المرسلین والصدیقین والشہداء والصلحاء و اکمل من یدعی من الاحیاء بعد الوصال و اللقاء و علی الہ واصحابہ

تحریر شریف طبیب الامراض الروحانیہ معالج الاسقام الجسمانیہ جناب مولوی حکیم مصطفیٰ صاحب فیضنا اللہ بوجودہ وجودہ

بے شک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں، بندہ محمد مصطفیٰ بجنوری طبیب وارد حال میرٹھ۔

تحریر لطیف عین الانسان الکامل و انسان عیون الافاضل حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد مسعود احمد صاحب

العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز۔

تحریر شریف منظر روح الفضائل مطرح انوار السادۃ والافاضل جناب مولانا المولوی محمد یحییٰ صاحب ایدہ اللہ بروح القدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کی ذات بے نیاز مقدس ہے کہ اسکی صفات خاصہ میں کوئی اس کا ہمسر ہو اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہو اور اسکی قدرت عالی ہے عقل اور رائے کے دخل سے اور درود و سلام ان میں بہترین

الذين هم اشداء على الكفار و على المؤمنين من الرحماء اما
بعد فرايت هذه الاجوبة فوجدتها قولا حقا مطابقا للواقع + و
كلاما صادقا يقبله القانع والنافع + لاريب فيه هدى للمتقين
الذين يؤمنون على الحق ويعرضون عن اباطيل الضالين المضلين
+ كيف لا وقد حررها من هو شيد دعائم العلوم النقلية والعقلية
+ ذروة سنام الصناعات العلوية والسفلية + منطقة برج
الكمال ومطرقة لتصريف للمبتدعين من الفرق الاثنى عشرية
وغيرها من الانقلاب الى الاعتدال + شمس فلك الولاية + بدر
سماء الهداية + الذي اضحت رياض العلم والهداية + بسحاب
فيضه زاهرة وامست حياض الجهل والغواية . بصواعق نقمته
غائرة حامل لواء السنة السنية . قامع البدعة السيئة الشنيعة

ذوات پر جنکو دعا میں وسیلہ پکڑا جاتا ہے یعنی پیغمبران و صدیقین اور شہداء و صلحاء اور
کامل تر ان میں جن کے لئے وصال و انتقال کے بعد حیات ثابت ہے اور انکی اولاد و
اصحاب پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر مہربان تر ہیں اما بعد میں نے یہ جوابات
دیکھے تو انکو پایا قول حق و واقع کے مطابق اور کلام راست جسکو ہر قانع و مخالف قبول
کرے اسمیں شک نہیں ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے جو حق کو مانتے اور گمراہوں
اور گمراہ کرنے والوں کی واہیات سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو انکو لکھا ہے انھوں نے
جو نقل و عقل علوم کی اطراف کی حد بندی کرنے والے اور فنون عالیہ و سافلہ کے رفیع المرتبہ
شخص ہیں برج کمال کے منطقہ اثنا عشری رافضی وغیرہ مبتدعین کو انقلاب سے اعتدال
کی جانب پھیرنے کے لئے ہتھوڑا گردش فلک ولایت کے آفتاب آسمان ہدایت کے ماہتاب
جن کے فیض کی گھٹاؤں سے علم و ہدایت کے باغ لہلہاتے اٹھے اور جن کے غضب کی
بجلیوں سے جہل و گمراہی کے حوض نایاب ہوگئے روشن سنت کے علم بردار بدعت
سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے تحت دین کے رشید طالبین کے لئے فیوضات کے

رشید الملۃ والدین قاسم الفیوضات للمستفیضین + محمود الزمان + واشرف من جمیع الاقران + مقتدی المسلمین + مجتبی العلمین حضرتنا ومرشدنا ووسیلتنا ومطاعنا مولانا الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد لازالت شموس فیوضاتہ بازغۃ للمقتبسین من انوارہ + ودامت اشعۃ برکاتہ ساطعۃ للسالکین علی خطواتہ و آثارہ + آمین رب العلمین وانا عبدہ الحقیر محمد یحییٰ السہسرامی المدرس فی مدرسۃ مظاہر علوم سہارنفور۔

الحمد للّٰہ الذی لاحیاۃ الا فی رضاہ ولا نعیم الا فی قربہ ولا صلاح للقلب ولا فلاح الا فی الاخلاص لہ وتوحید حبہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ

قاسم محمود زمانہ جملہ اہل عصر میں اشرف مسلمانوں کے مقتدا پسندیدہ عالم ہمارے حضرت ومرشد اور وسیلہ ومطاع مولانا حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب انکے فیوضات کے آفتاب صدا ان کا نور لینے والوں کے لئے چمکتے رہیں اور ان کی برکات کی شعاعیں ان کے قدم بقدم چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں آمین یارب العالمین،

میں ہوں بندہ ضعیف حقیر محمد یحییٰ سہسرامی مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

تحریر شریف ناشر العلوم العربیۃ وماہر الفنون الادبیۃ جناب مولانا المولوی کفایت اللہ صاحب اولاد اللہ علمہ ورشدہ

حمد تعریفیں اس اللہ کے لئے کہ حیات اس کی رضا وآسائش اس کے قرب میں منحصر ہے اور قلب کی صلاح وبہبودی اس کے اخلاص اور یکتائے محبت پر موقوف ہے، اور درود وسلام سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کے بندہ اور رسول ہیں کہ بھیجا ان کو پیغمبروں کے ختم ہو جانے بعد پس اس کے ذریعہ سے سب سے بہتر راستہ اور واضح طریق دکھلایا، اور ان کی اولاد با عظمت اصحاب پر

على خير ثمرة من الرسول فهدى به الى اقوم الطرق واوضح السبل وخلّا
وصحبه العظام الذين هم قادة الابرار وقدوة الكرام + وبعد فهذه
نميقة انيقة ، وعجيرة وثيقة العز عمدة و الطريقة حجة الفضلاء
الجامع بين الشريعة والطريقة + الواقف باسرار المعرفة والحقيقة الذى
درّس من المعارف والعلوم ما اندرس واحيى مراسم الملة الحنيفة الرشيدة
البيضاء بعد ما كادت ان تنطمس ، كهف الكملاء خاتم الاولياء المحدث
المتكلم الفقيه النبيه سيدى ومولائى الحافظ الحاج المولى خليل احمد
لازالت شموس افاضته بازغة ، وبدور افادته طالعة فلله دره ثم لله
دره حيث نطق بالصواب فى كل باب وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء
والله ذو الفضل العظيم وهو يهدى من يشاء الى صراط مستقيم و
لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم ، العبد الفقير محمد عنايت الله
جعل الله آخرته خيرا من اولاه الگنگوهى مسكنا مدرس مدرسة
مظاهر علوم الواقعة فى سهارنفور

جو سرداران نکوکاران ومقتدا ان بزرگان ہیں یہ تحریر پاکیزہ اور مختصر وثیقہ جسکو زینت کیا
عمدۃ العلماء سرور فضلاء جامع شریعت وطریقت واقف رموز معرفت وحقیقت نے کہ
تعلیم دی معرفتوں اور علوم کی اس کے بعد کہ محو ہوگئے تھے اور جلا دی ملت حنیفیہ رشیدیہ
کے مراسم کو اس کے بعد کہ مٹ چلے تھے پناہ اہل کمال مہر اولیا محدث متکلم فقیہ عاقل
سیدی ومولائی حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے ان کے افاضے کے آفتاب چمکتے اور
ان کے افادے کے ماہتاب نکلتے رہیں سو اللہ کے لئے ہے انکی خوبی پس اللہ کے لئے ہے
انکی خوبی کہ ہر باب میں صواب کہا اور یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہے دے اور اللہ بڑے
فضل والا ہے وہی ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی اور نہ پھرنا ہے نہ طاقت
مگر اللہ برتر باعظمت کے ہاتھ ۔ بندہ ادنیٰ محمد عنایت اللہ اللہ انکی آخرت دنیا سے بہتر بنائے
گنگوہی بحیثیت سکونت مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۔

هذه خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة زادها الله تعالىٰ شرفا وفضلا۔

صورة ما كتبه حضرت الشيخ الاجل والفاضل الابجل امام العلماء ومقدام الفضلاء ورئيس الشيوخ الكرام وسند الاصفياء العظام عين اعيان الزمان قطب فلك العلوم والعرفان حضرة مولانا الشيخ محمد سعيد بابصيل الشافعي شيخ العلماء بمكة المكرمة والامام والخطيب بالمسجد الحرام لازال محفوفا بنعم الملك العلام۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ اما بعد فقد طالعت هذه الاجوبة للعلامة الفهامة مسطورة على الاسئلة المذكورة في

یہ مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے

جن میں سب سے مقدم حضرت شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل کی تقریظ و تحریر شریف ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے، تقریظ مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلت تامہ پیشوائے علماء و مقتدائے فضلاء و مشائخ کرام کے سردار اور باعظمت اصفیاء میں مستند محترم اہل زمانہ و قطب آسمان علوم و معرفت جناب حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی شیخ علماء مکہ مکرمہ اور امام و خطیب مسجد حرام ہمیشہ شاد باشند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو، میں نے بڑے زبردست و نہایت سمجھدار عالم کے یہ جوابات جو سوالات مذکورہ کے متعلق انہوں نے لکھے ہیں غور

فی ھذہ الرسالۃ فرأیتھا فی غایۃ الصواب فی شکر اللہ تعالیٰ المجیب اخی وعزیزی الاوحد الشیخ خلیل احمد ادام اللہ سعدہ واجلالہ فی الدارین وکسربہ رؤس الضالین والحاسدین الیٰ یوم الدین بجاہ سید المرسلین آمین ورقمہ بقلمہ المرتجی من ربہ ضالی الغیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیۃ ورئیس العلماء بمکۃ المحمیۃ غفر اللہ لہ ولاحبتہ وجمیع المسلمین۔ (طبع الخاتم)

صورۃ ماکتبہ حضرۃ الامام الجلیل والفاضل النبیل منبع العلوم ومخزن الفہوم محی السنۃ الغراء وماحی البدعۃ الظلماء مولٰنا الشیخ احمد رشید الحنفی لازال منغمسا فی بحار لطفہ الجلی والخفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ عالم الغیب والشھادۃ

کے ساتھ دیکھے پس اس کو نہایت درجہ درست پایا حق تعالیٰ جواب لکھنے والے میرے بھائی اور عزیز یکتا شیخ خلیل احمد کی تحریر مشکور فرمائے اور ان کی صلاح و جلالت کو دارین میں دائم رکھے اور ان کے ذریعہ سے گمراہوں اور حاسدوں کے سروں کو قیامت تک بجاہ سید المرسلین توڑتا رہے آمین۔ لکھا ہے اپنے قلم سے امیدوار کمال فضل محمد سعید خلف محمد بابصیل مفتی شافعیہ اور شیخ علماء مکہ مکرمہ نے اللہ ان کو اور ان کے دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے۔ (مہر)

تقریظ مسطورہ مقتدائے صاحب جلالت و فاضل باعظمت چشمہ علوم و خزانہ مفہوم روشن سنت کے زندہ کرنے والے تاریک بدعت کے مٹانے والے مولانا شیخ احمد رشید حنفی حق تعالیٰ کے لطف کے سمندر میں سدا غوطہ زن رہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں جو چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے اس کو

الکبیر المتعال والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ونبینا وحبیبنا ومرشدنا وھادینا ومولانا وادلتنا محمد وصحبہ دائول وبعد فقد تتبعت ھذہ الاجوبۃ المنیفۃ الشرعیۃ والمسائل اللطیفۃ المرعیۃ للعالم المفضال الفہان عین الافاضل عین الانسان الکامل صفوۃ الاماثل بقیۃ الاوائل قامع الشرک ماحی البدع مبیل اھل الزیغ والضلال سیف اللہ علی رقاب الماردۃ المبتدعۃ الضلال المحدث الوحید والفقیہ الفرید سیدی ومولائی وملاذی حضرۃ الحافظ الحاج الشیخ خلیل احمد لازال و لم یزل مؤیدا من مولانا ذی الجلال فللہ درہ من فاضل ولبیب و عارف ادیب ومتکلم لبیب حیث تصدی لحمایۃ الشرع الشریف ووقایۃ الدین الحنیف وصیانۃ المذھب المنیف فاعلی منار الحق

علو والا ہے اور درود وسلام ہمارے سردار نبی اور محبوب و مرشد اور ہادی و مولا اور سب سے بہتر محمد اور ان کے صحابہ اور ذریت پر میں نے ان لطیف مسائل پر شرعیہ کے جوابات علیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے شخص کے لکھے ہوئے ہیں جو بڑے صاحب فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی پتلی اور صاحب کمال انسان کی آنکھ ہمعصروں میں منتخب اور سلف کا نمونہ ہیں شرک کے اکھیڑنے والے بدعتوں کے مٹانے والے کجی و گمراہی والوں کو تباہ کرنے والے اور بد دین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی تلوار بنے ہوئے ہیں محدث یگانہ اور فقیہ یکتا یعنی سیدی و مولائی و ملاذی حضرت حافظ حاجی شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ ان کی تائید ہوتی ہے پس اللہ ہی کے لئے ہے خوبی ان فاضل ادیب اور صاحب معرفت عاقل اور ماہر کلام دانا کی کہ شرع شریف کی حمایت اور دین مبین کی حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لئے طیار ہوئے اور حق کا منارہ اونچا کر دیا ہدایت کے نشان بلند کئے اس کی بنیاد مضبوط کی اس کے ستون محکم کئے اور

ورفع معالم الهدى وقوى بنيانه وشيد اركانه واوضح برهانه فما احسن بيانه وما اطلق لسانه وما افصح تبيانه ✦ فلعمري لقد كشف الغطاء وازال العماء واحجم الاعداء والبسهم ثوب الهوان والردى وانار للمسترشدين سبل الهدى ميز الخبيث من الطيب وبين الحق والصواب ووافق السنة والكتاب واظهر العجب العجاب ان في ذلك لذكرى لاولى الالباب ✦ ازال ريب المرتابين وفضح تلبيس الملبسين وفرق جمع المحرفين وشتت شمل المفسدين وبدد حزب الملحدين وفتت اكباد المبتدعين وكسر جيش الضالين وهزم افواج المضلين واهلك اعداء الدين وخذل المغيرين المبدلين واخزى اخوان الشياطين وابطل عمل المشركين فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين

اسکی دلیل واضح کردی کتنا سلیس بیان اور کسقدر صاف زبان اور کیسی فصیح تقریر ہے کہ واقعی پردہ اٹھا دیا اور اندھاپن دور کر دیا دشمنوں کی زبان بند کر دی اور انکو ذلت وہلاکت کے کپڑے پہنا دیئے [illegible] دیا اور حدیث وقرآن کی موافقت کی اور عجیب مضامین بیان فرمائے واقعی اسمیں اہل عقل کے لئے پوری نصیحت ہے اہل شک کا شک زائل کر دیا اور خلط ملط کرنے والوں کی گرہ کھولدی تحریف کرنے والوں کا گروہ منتشر بنا دیا اور فتنہ پردازوں کا اجتماع متفرق اور ملحدوں کی جماعتوں کو تباہ کر دیا بدعتیوں کے کلیجے پھاڑ دیئے اور گمراہوں کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنے والوں کی سپاہ کو بھگا دیا دین کے دشمنوں کو ہلاک اور تغیر وتبدل کرنے والوں کو خوار کیا شیطانوں کے بھائیوں کو ذلیل بنایا اور مشرکوں کے کردار باطل کر دیئے پس ستمگاروں کی جڑیں کٹ گئیں الحمد للہ رب العالمین کا شکر ہے اور کیوں نہ ہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی رہا ہے پس اللہ کے لئے مولانا

وکیف لا الا ان حزب اللہ ھم الغلبون فللہ درہ ثم للہ درہ اجاب فاجاد واصاب جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین افضل الجزاء آمین بجاہ سید المرسلین والحمد للہ اولا و آخرا و باطنا و ظاہرا وصلی اللہ علی قرۃ اعیننا سیدنا محمد خاتم جمیع الانبیاء وآلہ وصحبہ ومن تبعہم واھتدی بھدیھم وسلک سبیلھم واتبع طریقھم وسار علی منھجھم الی یوم الدین آمین آمین آمین آمین آمین لا ارضی بواحدۃ حتی اضیف الیہ الف آمینا۔ قالہ بفمہ وکتبہ بقلمہ الفقیر الی رب التواب راجی رحمۃ اللہ الوھاب عبدہ وعابدہ احمد رشید خاں نواب المکی عفی اللہ عنہ وعن والدیہ وتجاوز عن سیاٰتھم بجاہ النبی الاواب شافع المذنبین یوم الحساب حررہ یوم الخمیس التاسع عشر من شھر ذی الحجۃ الحرام الذی ھو من شھور السنۃ ۱۳۲۸ الثامنۃ والعشرین بعد الثلثمائۃ والالف

کی خوبی کہ جو جواب دیا درست و صحیح دیا اللہ ان کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین اور اللہ ہی کو زیبا ہے ہر قسم کی تعریف اول و آخر اور ظاہر و باطن اور صد ہزار قیامت تک رحمت نازل فرمائے حق تعالی ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام انبیاء کی مہر ہیں اور ان کی اولاد و صحابہ پر اور ان پر جو ان کے تابع ہیں اور انکی روش اختیار کریں اور انکی راہ چلیں اور ان کے طریقہ کا اتباع کریں اور ان کے راستے کو مسلک بنا دیں آمین آمین آمین آمین آمین ایک بار آمین کہنے پر راضی نہ ہوں گا یہاں تک کہ ہزار بار آمین کہی جائے۔

کہا اپنے منہ سے اور لکھا قلم سے اپنے توبہ پروردگار کے محتاج اور بخشش والے خدا کی رحمت کے امیدوار بندہ احمد رشید خاں نواب مکی نے اللہ اس کی اور اس کے والدین

من هجرة من له العز و الشرف عليه افضل الصلوٰة و اكمل السلام و اتم التحية آمين ۔ طبع الخاتم

صورة ما كتبه حضرة امام الاتقياء السالكين و مقدم الفضلاء العارفين جنيد زمانه و اوانه شبلي دهره و زمانه مخدوم الانام منبع الفيوض للخواص و العوام جناب الشيخ محب الدين المهاجر المكي الحنفي لا زال بحر جوده زاخرا و به رفيضه لامعا۔

الاجوبة صحيحة

حرره خادم الولي الكامل حضرة الشيخ امداد الله عليه رحمة الله محب الدين مهاجر مكة معظمة۔

کی خطاؤں سے درگزر کرے اور معاف فرماوے بجاہ شفیع گناہگاراں یوم قیامت بوم پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ ہجری۔

تقریر بلاسطور پیشوائے اتقیاء سالکین و مقتدائے فضلاء عارفین جنید زمانہ شبلی وقت مخدوم الانام چشمۂ فیض برائے خواص و عام جناب شیخ مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی حنفی ان کے سخا کا سمندر موجزن اور فیضان کا ماہتاب روشن ہے۔

تمام جوابات صحیح ہیں۔

کھا ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ نے۔

صورة ما كتبه رئيس الاتقياء الصالحين وامام الاولياء والعارفين مركز دائرة الفنون العربية وقطب سماء العلوم العقلية جناب الشيخ محمد صديق الافغاني المكي۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء كما قال تعالى ربكم اعلم بكم ان يشاء يرحمكم او ان يشاء يعذبكم وما ارسلناك عليهم وكيلا والذي قال ومن كفر بالله وملٰئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر فقد ضل ضلالا بعيدا والصلوٰة والسلام على من قال ابو ذر يا رسول الله وان زنى وان سرق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وان زنى وان سرق على رغم انف ابي ذر لله علم الغيب

تقریظ جو تحریر فرمائی نیکوکار پرہیزگاروں کے سردار اولیاء اور عارفین کے پیشوا دائرہ فنون عربیہ کے مرکز اور آسمان علوم عقلیہ کے قطب جناب مولانا شیخ محمد صدیق افغانی نے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریفیں اس اللہ کو جو شرک کو نہ بخشے گا اور اس کے سوا جس کو چاہے بخش دے جیسا کہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا رب تم کو خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر رحم فرمائے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تم کو لوگوں پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا اور فرمایا ہے کہ جس نے کفر کیا اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں اور یوم قیامت کا تو بیشک وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑا اور درود وسلام اس ذات پر جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنتی ہوا حضرت ابوذر نے یہ سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ چوری اور زنا کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ زنا

وانت بارادة الاله من تلقاء ذاته تعالى فالله متكلم من تلقاء نفسه
واما رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو مخبر لما اوحى اليه جليا
كان او خفيا كما قال الله تعالى وما ينطق عن الهوى ان
هو الا وحي يوحى الذي كتب مولانا الشيخ خليل احمد فى
هذه الرسالة فهو حق صحيح لا ريب فيه وماذا بعد الحق الا
الضلال وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان الله تعالى
عليهم اجمعين وانا العبد الضعيف محمد صديق الافغاني المهاجر

کرے اگر چہ چوری کرے ابوذر کو ناگوار ہو تو ہوا کرے اللہ ہی کو علم ہے غائب حاضر کا کیونکہ علم اسکا ذاتی ہے پس اللہ تعالیٰ متکلم ہے بذاتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے والے ہیں جو آپ کی طرف اللہ وحی فرماتا ہے خواہ جلی ہو یا خفی جیسا کہ ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے اور محمد نہیں بولتے خواہش نفس سے ان کا ارشاد تو بس وحی ہے جو انکی طرف بھیجی جاتی ہے جو کچھ مولانا شیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کوئی شک نہیں اور حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا میں ہوں بندہ ضعیف محمد صدیق افغانی مہاجر مکہ مکرمہ۔

چونکہ جناب شیخ العابد حضرت محمد سعید بابصیل جو تمام علماء مکہ مکرمہ زید شرفاً و فضلاً کے سردار اور ان کے امام ہیں لہٰذا ان کی تصدیق و تقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں مگر تاہم مزید اطمینان کے واسطے جن بعض علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقیں بتاجید وجہد حاصل ہوئیں وہ ثبت کردی گئیں اور اسی وجہ سے اس وقت تنگ میں جو کہ بعد از حج قبل از روانگی مدینہ منورہ زید شرفاً و فضلاً جو تصدیقیں میسر ہوئیں انھیں پر اکتفا کیا حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی مخالفت وغیرہ میں کوئی دقیقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للّٰہ الذی وفق من شاء من
عبادہ السادۃ الاتقیاء لاقامۃ منار الدین لقمع کل منابذ لشریعۃ
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وکل منتم الیہ
اما بعد فانی قد اطلعت بہذا التحریر وعلیٰ جمیع ما وقع علیٰ ہذہ
الاسئلۃ الستۃ والعشرین من التقریر فوجدتہ ہو الحق المبین
وکیف لا وھو تقریر عمدۃ الدین عصام الموحدین الاوان
محمود تفسیرہ کشاف الآیات التمکین فضیلۃ الحاج خلیل
احمد لا زال علیٰ معراج الہدایۃ یصعد فلیسعد آمین اللہم
آمین امر برقمہ مفتی المالکیۃ حالا بمکۃ المحمیۃ محمد عابد
بن حسین (طبع الخاتم)

تقریظ مولانا العلام الامام الہمام الفقیہ الزاہد والفاضل الماجد حضرت مولینا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ ادامہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریفیں اللہ کو جس نے اپنے متقی بندوں میں جس کو چاہا دین کے
منارہ قائم رکھنے کی توفیق بخشی کہ شریعت محمدیہ کے ہر مخالف اور جھوٹی نسبت کرنیوالے کا
قلع قمع کرے اما بعد میں اس تحریر اور جو کچھ ان چھبیس سوالات پر تقریر ہوئی ہے
سب پر مطلع ہوا تو میں نے اسکو کھلا ہوا حق پایا اور کیوں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو اور موحدین
کے پناہ کی جن کا عمدہ بیان آیات تمکین کا واضح کرنیوالا یعنی بزرگ حاجی خلیل احمد صاحب ہدایت
کی معراج پر سدا چڑھتا رہے صاحب نصیب ہیں آمین آمین اللہم آمین حکم کیا اس کے لکھنے کا محمد عابد
بن حسین مفتی مالکیہ نے۔ (مہر)

انتظار رکھا تھا اور اسی وجہ سے جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد
اس کے تصدیق کردی تھی مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلہ تقویت کلمات لیکر
لیا اور پھر واپس نہ کیا اتفاق سے انکی نقل کرلی گئی تھی سو ہدیہ ناظرین ہے۔

بسم الله الحمد لله على آلائه والصلوٰة والسلام على سيد انبيائه سيدنا محمد وعلى آله الكرام وصحابه السادة القادة الاعلام اما بعد فيقول العبد الحقير المالكي محمد علي بن حسين احد الائمة والمدرسين بالمسجد المكي اني وجدت ما حرره العالم العلامة المحقق الاوحد فضيلة الحاج الحافظ الشيخ خليل احمد على هذه الاسئلة الستة والعشرين هو الحق الذي لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه عند جميع المحققين فجزاه الله تعالى خير الجزاء ووفقنا وإياه دائما لصالح الاعمال العمية وحسن الثناء وامين اللهم امين كتبه الإمام المدرس بالمسجد المكي محمد علي ابن حسين المالكي۔ (طبع الخاتم)

تقریظ الشیخ الاجل والبحر الاکمل حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف برادر مفتی صاحب ممدوح دامت برکاتہ

تمام حمد اللہ کے لئے ہے اسکی نعمتوں پر اور درود وسلام سردار انبیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اولاد و کرام و اصحاب عظام پر اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر محمد علی بن حسین مالکی مدرس و امام مسجد حرام کہ عالم محقق یگانہ مولوی حاجی حافظ شیخ خلیل احمد نے ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے تمام محققین کے نزدیک وہی حق ہے کہ باطل نہ اس کے آگے آسکتا ہے نہ پیچھے سے پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیں اور انکو ہمیشہ نیک اعمال اور حسن ثنا کی توفیق بخشے آمین الٰہی آمین۔

لکھا محمد علی بن حسین مالکی مدرس و امام مسجد مکی نے

(مہر)

وقد كتب الفاضل العلامة في اول رسالته المسمّى بتثقيف الكلام ما نصه

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي له الكمال المطلق في ذاته وصفاته المنزه عن الحدوث وسماته الحكيم في افعاله الصادق في اقواله عز ثناؤه وتعالى جده ووجب علينا شكره وحمده والصلوٰة والسلام على سيدنا ومولانا محمد الذي بعثه الله رحمة للعالمين وجعل وجوده نعمة عامة للاولين والآخرين وختم بنبوته ورسالته نبوة الانبياء ورسالة المرسلين وعلى آله واصحابه وكل من تمسك بهديه الى يوم الدين اما بعد فقد قدم علينا بالمدينة المنورة والرحاب النبوية المطهرة جناب العلامة الفاضل والمحقق

سب سے اول امام فقہاء زمانہ و رئیس محدثین وقت مرکز علوم نقلیہ منبع معارف عقلیہ قطب فلک تحقیق و مدقق شمس سما الابانۃ والتصدیق حضرت مولانا سید احمد برزنجی مفتی شافعی سابق مفتی آستانہ نبویہ دامت فیوضہم کے رسالہ کا ملخص تین مقام سے لکھتے ہیں

خلاصہ تصادیق علماء مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً

★ مولانا ممدوح نے شروع رسالہ میں یوں تحریر فرمایا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریفیں زیبا ہیں اللہ جل کے لئے اسکی ذات وصفات میں کمال مطلق ثابت ہے منزہ ہے حدوث اور اسکی علامات سے حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں معزز ہے اسکی ثنا اور عالی ہے اسکی شان واجب ہے ہم پر اس کا شکر اور اسکی حمد اور درود و سلام ہمارے سردار و مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکو بھیجا اللہ نے دنیا جہان کے لئے رحمت بنا کر اور ان کا وجود بنایا تمام اگلے پچھلوں کے لئے نعمت اور ختم کیا انکی نبوت ورسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کو اور بعد سلام انکی اولاد و اصحاب اور تم

الكامل احد العلماء المشهورين بالهند الشيخ خليل احمد حين
تشرف بزيارة خير الانام سيد الانام والمرسلين اعظمه سيدنا و
مولانا محمد عليه افضل الصلوة والسلام وقدم الينا رسالة مشتملة
على اجوبة اسئلة واردة اليه من بعض العلماء لكشف عن حقيقة
مذهبه ومذهب ومعتقد مشائخه الفضلاء وطلب مني ان انظر في
تلك الاجوبة بعين الانصاف ومجانبة الانحراف عن الحق وترك
الاعتساف فجمعت ما في هذه الوريقات مما اداه اليه نظري من
التحقيقات معقبا لها من مشكوة ائمة الدين المقتدى بهم في
التمسك بحبل الله المتين لاصابة الحق وتلبية المرغوب به وسميته كمال
التثقيف والتقويم لعوج الافهام عما يجيب لكلام الله القديم وسبب
تسميتي له بهذا الاسم ان الكلام على الاجوبة التي اجابها عن

ان لوگوں پر جو ان کے طریقہ پر چلیں قیامت کے دن تک، امابعد جب میرے پاس تشریف
لائے مدینہ منورہ اور آستانۂ نبویہ میں جناب علامہ فاضل اور محقق کامل ہند کے مشہور
علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد صاحب بہترین خلق سید الانام و مرسلین
سیدنا مولانا محمد علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہونے کے وقت
اور ایک رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے جوابات تھے جو ان کے مذہب اور
عقائد اور ان کے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی حقیقت و ماہیت ظاہر کرنے
کے لئے ان کی جانب کسی عالم کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور شیخ ممدوح مجھ سے اس امر
کے خواہاں ہوئے کہ میں ان جوابات میں نظر کروں چشم انصاف سے اور حق سے انحراف
کرنے سے بچکر اور زیادتی چھوڑ کر پس میں نے ان کی خواہش کے موافق ان کا آرزو پوری کرنے
کو ان اوراق میں جہاں تک میری نظر پہونچی وہ تحقیقات جمع کر دیں جو ان کے پیشوایان
دین کے چراغدان سے اخذ کیا ہے جن کا اقتدا کیا جاتا ہے اللہ کی مضبوط رسی کے مضبوط
تھامنے میں اور میں نے اس کا نام کمال التثقیف والتقویم لعوج الافہام عما یجیب لکلام

تلک الاسئلۃ وان کان متنوعا متعلقا باحکام شتی من الفروع والاصول اھمہا ما یتعلق بوجوب الصدق فی کلام اللہ تعالیٰ النفسی واللفظی ولہذہ الاھمیۃ قدمت اللہ علی ھذا المبحث علی الکلام علی غیرہ من تلک الاجوبۃ باللہ المستعان ومنہ التوفیق وعلیہ التکلان ۔

★ وقال فی وسط رسالتہ الشریفۃ فی آخر المبحث الاول ما نصہ

وبعد اطلاعک علی ھذا البیان الشافی وادراکک لہ بالفہم السلیم الکافی تعلم ان ما ذکرہ الفاضل الشیخ خلیل احمد فی جواب الثالث والعشرین والرابع والعشرین والخامس والعشرین کلام معروف فی کثیر من الکتب المعتبرۃ المتداولۃ لعلماء الکلام المتأخرین کالمواقف والمقاصد وشروح التجرید

اللہ التقدیم رکھا اور اس رسالہ کے یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات دیئے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع و اصول کے مختلف احکامات کے متعلق ہیں مگر سب میں زیادہ اہم وہ مسئلہ ہے جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی و لفظی میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے اس بحث پر گفتگو کو دوسرے جوابوں پر مقدم اور اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور اسی کی طرف سے توفیق ہے اور اسی پر بھروسہ اس کے بعد کلام نفسی و لفظی کی تحقیق اور اس میں صدق و کذب کی تشریح اور علماء مذہب کی تنقید و اختلاف وغیرہ نقل کر کے

(اور چلتے رسالہ شریفہ کے وسط میں پہلی بحث کے آخر یوں تحریر فرماتے ہیں)

اور جب کے مخاطب تو اس شافی بیان پر مطلع ہو گیا اور کافی فہم سلیم کے ذریعہ سے اسکو سمجھ لیا تو معلوم کرنے لگا کہ جو کچھ فاضل شیخ خلیل احمد نے تیئیس چوبیس اور پچیسویں سوال کے جواب میں ذکر کیا ہے وہ موجود ہے بہت سے معتبر

والسايرة وغيرها و محصل تلك الاجوبة التى ذكرها الشيخ خليل احمد موافقة علماء الكلام المذكورين فى مقدورية مخالفة الوعد و الوعيد والخبر الصادق لله تعالى فى الكلام اللفظى المستلزمة للامكان الذاتى فى ذلك عندهم مع الجزم بعدم القطع بعدم وقوعها و هذه الفة لا يوجب كفرا و لا عنادا ولا بدعة فى الدين ولا فسادا كيف و قد علمت موافقة كلام العلماء والذين ذكرناهم عليه كما رأيته فى كلام المواقف وشرحه الذى نقلناه قريبا فالشيخ خليل احمد لم يخرج عن دائرة كلامهم لكن اقول مع هذه النصيحة له و لسائر علماء الهند انه ينبغى لهم عدم الخوض فى هذه المسائل الغامضة واحكامها الدقيقة التى لا يفهمها الا الواحد بعد الواحد من فحول العلماء المحققين فضلا عن غيرهم فضلا عن عوام

اور متاخرین علماء کلام کی متداول کتابوں میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید و مسائرہ وغیرہ کے شروحات میں اور خلاصہ ان جوابات کا جن کو شیخ خلیل احمد نے ذکر کیا ہے مذکورہ علماء کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلام لفظی میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا خلاف کرنا حق تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے جو ان کے نزدیک امکان ذاتی کو مستلزم ہے مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اتنا کہنے سے نہ کفر لازم آتا ہے نہ عناد اور نہ دین میں بدعت اور فساد اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کر چکا ہے

کہ یہ مذہب بالکل موافق ہے ان کے جن علماء کا ہم ذکر کر چکے ہیں چنانچہ تو مواقف اور اسکی شرح وغیرہ کی عبارتیں جنکو ہم نے ابھی نقل کیا ہے دیکھ چکا ہے کہ یہیں ....

شیخ خلیل احمد ان حضرات کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں لیکن باوجود اس کے میں ان سے اور نیز تمام علماء ہند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں جنکو عوام تو کیا بعض بڑے علماء سے بھی بجز ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں

المسلمين لانهم اذا قالوا ان مقدورية خلاف الوعيد والخبر الالهي لله تعالى مستلزمة لامكان الكذب في الكلام اللفظي المنسوب اليه تعالى بالذات لا بالوقوع واشاعوا ذلك بين عامة الناس تبادرت اذهانهم الى انهم قائلون بجواز الكذب في كلام الله تعالى فحينئذ يكون شان اولئك العامة مترددا بين امورين الاول ان يتلقوا ذلك بالقبول على الوجه الذي فهموه فيقعوا في الكفر والالحاد والثاني ان لا يتلقوه بالقبول وينكروه غاية الانكار ويشنعوا على قائله غاية التشنيع وتنسبوهم الى الكفر والالحاد وكلا الامرين فساد في الدين عظيم فلاجل ذلك يجب عليهم عدم الخوض في هذه المسائل الا عند الاضطرار الشديد مع توجيه الخطاب الى ذي قلب يلقي السمع وهو شهيد وقد وفقنا الله بهدايته وارشاده لسلوك السبيل

کی قدرت میں داخل ہے اور لازم اس سے لازم آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی طرف منسوب ہے کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فوراً اسی طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں کذب کے جواز کے قائل ہیں پس اس وقت ان عوام کی حالت ان دو امروں میں متردد ہو گی کہ یا تو جس طرح انکی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے مان لیں گے پس کفر والحاد میں گر پڑیں گے اور یا یہ کہ اسکو قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کریں گے اور اس کے قائل پر طعن وتشنیع کریں گے اور ان کو کفر والحاد کی طرف نسبت کریں گے اور یہ دونوں باتیں دین میں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب ہے کہ ان مسائل میں خوض نہ کریں ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہی پیش آجائے تو مجبوری ہے کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر مطلب سمجھا دیں جو صاحب دل ہو کر توجہ کا ن لگا کر سنے اور ہم کو اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے اپنے ارشاد اور ہدایت سے اس

التی فیہا التخلص من الوقوع فی هٰذه الخطر العظیم بالوجه الصحیح المستقیم والحمد لله رب العٰلمین۔

وقال فی اختتام رسالته الشریفة ما نصه

واذا وصل بنا الکلام الٰی هٰذه المقام فنقول قولا عاما شاملا لجمیع هٰذه الرسالة المشتملة علی ستة وعشرین جوابا التی قدمها الینا العلامة الفاضل الشیخ خلیل احمد للنظر فیها وتامل ما فیها من الاحکام انا لم نجد فیها قولا یوجب الکفر والابتداع ولا ما ینتقد علیه اعتقادا اصلا الا هٰذه المواضع الثلاثة التی ذکرناها ولیس فیها ما یوجب الکفر والابتداع ایضا کما علمت ذٰلک ثم کلمنا فیها ومن المعلوم انه لا یسلم کل عالم الف کتابا من العثرات فی بعض المواضع من کلامه فقد ما قیل من الف فقد استهدف و قال الامام مالک رضی الله تعالٰی عنه ما منا الا راد و مردود علیه

کا راستہ پر چلنے کی جس میں اس بڑے خطرے میں واقع ہونے سے نجات ہے صحیح و مستقیم صورت سے اور اللہ کا شکر ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور فرمایا اپنے رسالہ شریفہ کے آخر میں جس کی عبارت یہ ہے،

اور جب اس مقام پر تک تقریر پہنچ چکی تو اب ایک قول عام بیان کرتے ہیں جو اس تمام رسالہ کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جن کو علامہ فاضل شیخ خلیل احمد نے اس میں نظر کرنے اور اس کے احکامات میں غور کرنے کے لیے ہمارے سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایک بات بھی اس میں ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازم آئے بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس پر کوئی باریک بینی اور کسی انتقاد کی گنجائش ہو اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب تصنیف کرے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش کھا جانے سے سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے قدیم سے

الا صاحب هذا القبر الكريم يعني قبره صلى الله عليه وسلم و حسبي الله وكفى والحمد لله رب العالمين. تم جمعها وكتابتها في اليوم الثاني من شهر ربيع الاول عام الف وثلاثمائة و تسع وعشرين من الهجرة النبوية على صاحبها افضل الصلوة و ازكى التحية

جو تو لفت بتاؤ وہ شان بناؤ امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے دوسرے پر رد نہ کیا ہو یا جس پر رد نہ ہوا ہو بجز اس بزرگ قبر والے یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مجکو اللہ کافی ووافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے تمام کا ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب وکتابت دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کو۔

شیخ ممدوح کے اس رسالہ پر جو بہت سے علیحدہ طبع ہو چکا ہے اور اس مختصر رسالہ میں جس کا مقصود اجوبہ مذکورہ پر تقریظ وتصدیق کرنے والے اصحاب کی عبارت و مواہیر کا نقل کرنا ہے اس رسالہ کے اول و آخر و اوسط تین مقامات لکھ دیئے گئے ہیں مفصل ذیل علما کی مہریں ثبت ہیں۔

المدرس مدرسة الشفا
رسرمی عمر ۱۳۲۳

المدرس في الحرم النبوي
البخاري الحنفي ملا محمد خان
۱۳۲۹

خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
راجي فيض الكريم خليل بن ابراهيم ۱۳۰۵

شيخ المالكية بحرم خير البرية
السيد احمد الجزائري

خادم العلم بالمسجد النبوي
محمد السوسي الخياري

خادم العلم بالمسجد الشريف النبوي
محمد بن حمدان المحرسي

خادم العلم والمدرس
في باب السلام
موسى كاظم بن محمد

من مشاهير علماء العرب
احمد بن المامون البلغيثي ۱۳۲۰

خادم العلم بالحرم
الشريف النبوي
معصوم احمد ۱۳۲ سيد

خادم العلم الشريف في دمشق
الشام وخطيب جامع السرجي
محمد توفيق

خادم العلم بالمسجد الشريف
احمد بن محمد خير الحاج العباسي

من علماء العرب
عبد الله القادر بن
محمد بن سودة
العرسي وليه

خادم العلم الشريف في بلدة النبي صلى الله عليه وسلم
ابن لغمان ۱۳۲۶ محمد منصور

المدرس بالحرم
الشريف النبوي
ملا عبد الرحمن

الفقير اليه عز شانه احقر الورى
الشهير بالعزاء الدمشقي
يس عفي عنه

خادم العلم بالحرم
الشريف النبوي
محمود
عبد الجواد

خادما بالحرم الشريف النبوي
احمد ليبا

خادم العلم بالحرم الشريف
النبوي محمد حسن سندي

الفقير النابلسي الحنبلي خادم العلم
بالحرم النبوي عبد الله ۱۳۲۸

خادم العلم بالحرم الشريف
النبوي
محمد بن عمر الفلاني

خادم العلم في الحرم الشريف النبوي
احمد ابن احمد اسعد

صورة ما كتبه على اصل الرسالة حضرة شيخ العلماء الكرام وسند الاصفياء العظام محي السنة الغراء وعضد الملة الفيحاء رئيس السادة العظام ومقدام الفضلاء الفخام جناب الشيخ احمد بن محمد خير الشنقيطي المالكي المدني لازالت بحار فيضه زاخرة آمين

نقل تقریظ جسکو اصل رسالہ جو ہے پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علماء کرام اور سند اصفیاء عظام روشن سنت کے زندہ کرنے والے اور شفاف ملت کے بازو سرداران باعظمت کے مقتداء اور جلالت مآب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی نے سدا ان کے فیضان کے سمندر موجزن رہیں

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لمستحقه والصلوة والسلام على افضل خلقه امابعد لما اطلعت على رسالة الاستاذ المحقق والحبر المدقق الشيخ خليل احمد لازال مشمولا بتوفيق الملك الصمد وملحوظا بعناية الواحد الاحد وجدت ما فيها موافقا لمذهب اهل السنة كله ولم يبق للمتكلم مجالا الا في مسئلة القيام عند ذكر مولده الشريف والاحوال التي تعرض لذلك والحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حمد اس ذات کو جو اس کا مستحق ہے اور درود و سلام بہترین مخلوق پر اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے صاحب تحقیق استاذ اور صاحب تدقیق علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کا مطالعہ کیا بے نیاز شاہنشاہ کی توفیق سدا ان کے شامل حال ہے اور یکتا مولی خدا کی عنایت انپر دائم ہے جو کچھ اس میں ہے بالکل اہل سنت کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گفتگو کی گنجائش نہ پائی بجز ذکر مولود شریف کے وقت مسئلہ قیام اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا ہے اور حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اسکی طرف اشارہ

كما اشار اليه الشيخ بل صرح بعضهم ان المولد الشريف ان كان سالما مما يعرض له من المنكرات فهو امر مستحب محمود شرعا كما هو المعروف عند اكابر العلماء جيلا بعد جيل وقرنا بعد قرن ان لم يسلم من المنكرات كما ذكره الاستاذ انه يقع في الهند مثلا واما في غير الهند فالنادر وقوعه بل نسمع بشيء مما ذكر انه يقع في الهند واقع في غيره فيمنع من جهة ما عرض له والحاصل ان العلة تدور مع المعلول وجودا وعدما فحيث وجد المنكر لزم ترك الوسيلة اليه وحيث عدم استحب اظهار ما هو من شعائر المسلمين وفي مسئلة السوال الثاني والعشرين ان من اعتقد قدوم روحه الشريف من عالم الارواح الى عالم الشهادة الخ اما قدوم روحه عليه الصلاة والسلام في بعض الاحيان لبعض الخواص امر غير مستبعد

کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کردی ہے کہ مولود شریف اگر عارضی ناشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے اور اگر مولود مشروعہ سے سالم نہ ہو جیسا کہ استاذ نے ذکر فرمایا ہے کہ ہندمیں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے علاوہ دوسری جگہ شاذو نادر ایسا ہوتا ہوگا بلکہ وہ باتیں جن کا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہے دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتا بھی نہیں سنا تو اس پیش آجانے والی وجہ سے ایسی مجلس مولود سے ضرور منع کیا جائیگا خلاصہ یہ ہے کہ وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں مولود میں کوئی امر ناشروع پایا جائیگا وہاں اس شئی کا چھوڑنا بھی ضروری ہوگا جو اس ناشروع کا وسیلہ ہے اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو وہاں اس ذکر کا جو مسلمانوں کا شعار ہے ظاہر کرنا مستحب ہوگا اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لانے کا الخ پس خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ومعتقد هذا القدر لا يعد مخطئاً لكونه امراً ممكناً فهو صلى الله عليه وسلم حي في قبره الشريف يتصرف في الكون باذن الله تعالى كيف شاء لكن لا بمعنى كونه صلى الله عليه وسلم مالكاً للنفع والضرر فانه لا نافع ولا ضار الا الله تعالى قال تعالى قل لا املك لنفسي نفعاً ولا ضراً الا ما شاء الله واما اعتقاد تجدد الولادة فلا يتصور من ذي عقل تام واما قول الاستاذ فهو مخطئ متشبه بفعل المجوس فكان ينبغي للاستاذ عبارة هو الين من هذه لكونه ضاكماً لهم بالاسلام كان يقول فيه بعض شبه مثلاً والله تعالى اعلم وفي مسئلة القيام في الفصل الخامس والعشرين اقوال المسئلة الخلاف فيها مشهور وينبغي عدم الخوض مع اهل البدع في مثلها واما الاستاذ فهو ناقل من كلام اهل السنة لا محالة وحيث كان ناقلاً من كلام اهل السنة باي حال

کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اس بات کا عقیدہ رکھنے والا برسر غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں مگر نہ بایں معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع ونقصان کے مالک ہیں کیونکہ نفع اور ضرر پہونچانے والا بجز اللہ جل شانہ کے کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ کہدو اے محمد میں مالک نہیں اپنے نفس کے لئے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا مگر جو کچھ اللہ چاہے اب رہا پیدائش کے از سر نو ہونے کا عقیدہ سو کسی پورے عقل والے سے اسکا احتمال بھی نہیں ہوتا ہاں استاذ کا یہ فرمانا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا خطا وار اور مجوس کے فعل سے مشابہت کرنے والا ہے سو استاذ کو زیبا تھا کہ کوئی اور عبارت اس سے بہتر ہوتی جو ان پر اسلام کا حکم قائم رکھتی مثلاً یوں فرماتے کہ اس میں کچھ مشابہت ہے واللہ اعلم

كان على هدى قال فى الوسيلة وكل رأى لاتباع السلف ادى
من المجمع والمختلف فيه فمن برأه لا اصلا له فبرأيه لا ولا
اصل له وكل ما اجمع اهل السنة على خلافه فلا سنة
يهلك اما يعمل الانسان فيه وان زينه الشيطان حيث كان
دائرا بين الاشاعرة والماتريدية فهو على ملة الحق قال فى الواضح
المبين واعلم بان الملة المرضية فى الحق التى عليها الاشعرية او
الماتريدية اذ هى الحق التى بها احمد هادى الامة ومن يحد عنها يكن
مبتدعا فنعم من كان لها متبعا كتبه خادم العلم بالحرم
النبوى احمد بن محمد خير الشنقيطى عفى الله عنه

احمد ١٣٣ بن محمد الشنقيطى

اور چھبیسویں سوال میں کلام مسئلہ کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس
مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے اور مناسب ہے کہ ایسے مسئلوں میں بد عقیدوں کے ساتھ
گفتگو اور خوض نہ کیا جائے اور اسے یقیناً اہل سنت کا کلام نقل کر جو یہی ادب
کلام ائمہ اہل السنۃ کے ناقل ہوئے تو بہر حال ہدایت پر ہوئے اسی وسیلہ میں مسطور ہے
ہر وہ رائے جو سلف کے اتباع میں ہو مسئلہ اتفاقیہ میں ہو یا اختلافیہ میں تو اس رائے
کو کون شخص گمراہی کہہ سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں نہ وہ منقول ہے اور نہ اصل البتہ
ہر وہ مسئلہ جس کے خلاف پر اہل سنت کا اجماع ہو وہ بیخ کنی کی طرح مہلک ہے اگر انسان
اس میں خوض کرے اگرچہ شیطان اسکو آراستہ بنا دے پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ
اور ماتریدیہ کے درمیان دائر ہے تو مذہب حق ہوا چنانچہ واضح مبین میں مذکور ہے
کہ جان لے کہ ملت مطلب پسندیدہ طریقہ وہی ہے جس پر اشعریہ یا ماتریدیہ ہوں کیونکہ
وہی ہے جسکو راہبر طریقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے جو اس سے
منحرف ہو وہ بدعتی ہے پس کیا اچھا ہے وہ شخص جو طریقہ مذکورہ کا متبع ہو لکھا
حرم نبوی میں علم کے خادم احمد بن محمد خیر شنقیطی عفی اللہ عنہ نے

صورة خطوط التصديقات للسادة العلماء بمصر والجامع الازهر

صورة ما كتبه حضرة امام الفضلاء الكاملين
ومقدام الفقهاء والعارفين سند العلماء المتقين وسيد الحكماء
المتقنين حجة الله على العالمين ظل الله على المؤمنين نور الاسلام
والمسلمين مخزن حكم رب العالمين حضرة الشيخ سليم البشري
شيخ العلماء بالجامع الازهر الشريف متع الله المسلمين بطول بقائه

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده
اما بعد فقد اطلعت على هذه الرسالة الجليلة فوجدتها مشتملة
على العقائد الصحيحة وهي عقائد اهل السنة والجماعة غير ان
انكار الوقوف عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم والتشنيع على
فاعل ذلك بتشبيهه بالمجوس او بالروافض ليس على ما ينبغي لان
كثيرا من الائمة استحسن الوقوف المذكور بقصد الاجلال والتعظيم
للنبي صلى الله عليه وسلم وذلك امر لا محذور فيه والله اعلم۔

شيخ الجامع الازهر

كتبه محمد ابراهيم القاياتي بالازهر	كتبه سليمان العبد بالازهر	سليم البشري

خلاصہ تصدیق علماء مصر و جامع ازہر

نقل تعریظ کی جو تحریر فرمائی حضرت کاملین کے امام، فقہاء عارفین کے پیشوا اور علماء متقین
میں معتمد اور حکماء متقنین کے سردار اہل دنیا پر اللہ کی حجت اور مؤمنین پر سایۂ خداوندی اسلام
اور مسلمانوں کے نور اور رب العالمین کی حکمتوں کے مخزن حضرت شیخ سلیم بشری جامع ازہر
شریف کے شیخ العلماء نے ہمروایب فرمائے اللہ مسلمانوں کو ان کی بقاء طول فرمائیں۔

سب تعریف اللہ ہی کو ہے اور درود و سلام اس ذات پر جس کے بعد کوئی
نبی نہیں ہے اس کے بعد یہ رسالہ مطلع ہوا پس میں نے اسکو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا

خلاصة التصديقات للسادة العلماء بدمشق الشام

الشام صورة ما كتبه النحرير الفاضل والعلامة الكامل شمس العلماء الشاميين وبدر الفضلاء الحنفيين مفخر الفقهاء والمحدثين ملاذ الادباء والمفسرين جامع الفضائل كابراعن كابر حضرة مولانا السيد محمد ابو الخير الشهير بابن عابدين بن العلامة احمد بن عبد الغني عمر عابدين الحسيني النقشبندي الدمشقي متع الله المسلمين بطول بقائه آمين وهو من احفاد العلامة ابن عابدين صاحب الفتاوى الشامية رحمه الله تعالیٰ

اور یہی عقائد میں اہل سنت والجماعت کے الیتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دیکر تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکورہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و عظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جسکی ذات میں کوئی خرابی نہیں ۔

سلیم البشری شیخ الجامع الازہر نے تصحیح کیا اسکو محمد ابراہیم قایاتی نے ازہر میں مُہر کیا اسکو سلیمان عبد نے ازہر میں

خلاصہ تصادیق علماء دمشق الشام

نقل تقریظ جو تحریر فرمائی فاضل نحریر علامہ کامل علماء شام کے آفتاب اور فضلاء احناف کے ماہتاب فقہاء محدثین کے مایۂ فخر و ادباء و مفسرین کے پشت پناہ جامع فضائل آباؤ اجداد سے حضرت مولانا سید محمد ابو الخیر معروف بہ ابن عابدین خلف علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی اللہ آپکی درازی عمر سے مسلمانوں کو منتفع فرمائے اور وہ نواسہ ہیں علامہ ابن عابدین کے جو مصنف تھے فتاویٰ شامی کے رحمۃ اللہ علیہ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فقد اطلعنی المولی الفاضل المکرم المحترم علی ہذہ الرسالۃ فوجدتہا مشتملۃ علی التحقیق الذی ہو بالقبول حقیق ولقد اتی مؤلفہا حفظہ اللہ بالعجب العجاب ماہو معتقد اہل السنۃ والجماعۃ بلا ارتیاب مما یدل علی فضلہ وسعۃ اطلاعہ فلازال کشافا للمشکلات حلالا للمعضلات جزاہ اللہ الجزاء الاوفی فی ہذہ الدنیا وفی الاخری حررہ علی عجل الفقیر الیہ تعالیٰ خادم العلماء ابو الخیر محمد بن العلامۃ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین الحسینی نسبا الدمشقی بلدا عفا اللہ عنہ بمنہ وکرمہ

ابو الخیر محمد عابدین

صورۃ ما کتبہ الفاضل الجلیل الامام النبیل رئیس الفضلاء وسند الکملاء محقق عصرہ ومدقق دہرہ وحید الزمان صفی الدوران جناب الشیخ مصطفیٰ بن احمد الشطی الحنبلی لازال مغمورا فی رضوان الملک العلام آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ سب تعریف اللہ کو اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ مجھے دکھایا پس میں نے اس کو مشتمل پایا اس تحقیق پر جو قبول کرنے کے قابل ہے اور اس کے مؤلف نے حق تعالیٰ انکو محفوظ رکھے عجیب تحریر لکھی جو بلا شک اہل سنۃ والجماعت کا عقیدہ ہے اور جو دلالت کر رہا ہے مصنف کے وسعت معلومات پر پس وہ ہمیشہ مشکلوں کے کھولنے والے رہیں اور دشواریوں کے حل کرنیوالے اللہ انکو پوری جزا عطا فرمائے اس دنیا میں اور آخرت میں عجلت میں لکھا محتاج رب خادم العلماء ابو الخیر محمد بن علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین نے جو ہیں روئے نسب حسینی ہیں اور وطن دمشقی اللہ اپنے لطف وکرم سے ان کو بخشے

(مہر)

نقل تقریظ جسکو تحریر فرمایا جلیل الشان فاضل سردار فضلاء مسند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الاول بلا بدایۃ والآخر بلا نہایۃ فسبحانہ من الٰہ تفضل علی ہٰذہ الامۃ المحمدیۃ بفضائل لا تحصی وخصہم بخصائص لا تستقصی سیما وقد جعل منہم علماء ونبلاء وفضلاء وانار قلوبہم بنور معرفتہ وجعل منہم اولیاء وورثۃ لخاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام و لسائر الانبیاء وان ممن یرجی انہ یکون منہم الشیخ حضرۃ العالم الفاضل والنبیہ الاریب الکامل مؤلف ہٰذہ الرسالۃ المشتملۃ علی مسائل شرعیۃ وابحاث شریفۃ علمیۃ تشتمل للرد علی فرقۃ الوہابیۃ فی بعض مسائل علی مذہب السادۃ الحنبلیۃ وہٰذہ الرد ان شاء اللہ فی محلہ فجزاہ اللہ تعالیٰ ہٰذا

کملاء امام عاقل محقق وقت مدقق زمانہ یکتائے زمان برگزیدہ دوراں جناب شیخ مصطفےٰ بن احمد شطی حنبلی نے سدا شاہنشاہ علام کی رضا میں غرق رہیں آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو اول ہے بلا ابتدا کے اور آخر ہے بلا انتہا کے پس پاک ہے وہ معبود جس نے فضیلت بخشی اس امت محمدیہ کو بے شمار فضائل سے اور خاص فرمایا لا انتہا خصوصیتوں سے خصوصًا اس نعمت سے ان میں علماء و کملاء اور فضلاء اور ان کے دلوں کو روشن فرمایا اپنی معرفت کے نور سے اور بنائے ان میں اولیاء اور خاتم الرسل علیہ وعلیٰ سائر الانبیاء الصلوٰۃ والسلام کے وارث اور امید کی جاتی ہے کہ انھیں خاصان خدا میں سے عالم فاضل فہیم عقیل کامل اس رسالہ کے مؤلف بھی ہیں جو چند شرعی مسئلوں اور شریف علمی بحثوں پر مشتمل ہے وہابی فرقہ کی تردید کے لیے علماء حنبلی کے مذہب کے موافق بعض مسائل میں اور یہ رد ان شاء اللہ اپنے موقع پر ہے ایسی بہتر جزا دے ان مؤلف کو انکی سعی کی اور ان پر احسان فرمائے اور ہم کو اور انکو

المؤلف عن سعيه خيرا وتقبله باحسانه ووفقنا واياه لما يحب ربنا تعالى ويرضى كما انى اؤمل منه الدعاء لى ولاولادى ومشائخى وللمسلمين فى ظهر الغيب وجمعنا واياه على التقوى بجاه خاتم المرسلين صلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه اجمعين آمين يارب العالمين كتبه الفقير مصطفى بن احمد الشطى الحنبلى بدمشق الشام۔

صورة ما كتبه صاحب المناقب العليه والمفاخر البهية ذى الرأى الصائب والفهم الثاقب جامع التحقيق والتدقيق معلم الحق والتصديق حضرة الشيخ محمود رشيد العطار لا زال فى نعم الملك الغفار التلميذ الرشيد للشيخ بدر الدين المحدث الشامى دامت بركاته آمين۔

ایسے اعمال کی توفیق بخشے جو چاہتے رب کو محبوب و پسندیدہ ہوں اور میں امیدوار ہوں مصنف سے غائبانہ دعا کا اپنے لئے اور اپنی اولاد اور مشائخ اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہ ہم کو اور ان کو جمع فرمائے تقوی پر بجاہ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین آمین یارب العالمین لکھا اسکو فقیر مصطفیٰ احمد شطی حنبلی نے دمشق الشام میں۔

نقل تقریظ جسکو لکھا بلند منقبتوں اور چمکتے مفاخر والے درست رائے روشن فہم والے جامع تحقیق و تدقیق حق اور تصدیق کی تعلیم دینے والے حضرت شیخ محمود رشید عطار نے سدا بخشش ہار سے شاہنشاہ کی نعمتوں میں رہیں جو شاگرد رشید ہیں شیخ بدر الدین محدث شامی دامت برکاتہم کے۔

الحمد لله الذی اقام لنصرة دینه من اختاره ووفقه وجعل کلامهم بسهاما صائبة فی افئدة من زاغ عن الحق وفرقه والصلوٰة والسلام علی من هو الوسیلة العظمی لنیل کل فضیلة والغایة القصوی الوصول للمراتب الجلیلة وعلی اٰله واصحابه واتباعه واحزابه لاسیما من ذب عن الدین المحمدی کل جهول وهابی معتدی امابعد فانی وقفت علی هذا المؤلف الجلیل فوجدته سفرا حافلا لکل دقیق وجلیل من الرد علی الفرقة المبتدعة الوهابیة اکثر الله تعالیٰ من امثال مؤلفه واعانه بعنایة الربانیة کیف لا والکلام من هذا الموضع من اهم ما یعتنی به فی الاصول والفروع فجزا الله مؤلفه العالم الفاضل والانسان الکامل افضل ما جوزی عامل علی عمله وسقاه الله من الرحیق علله ونهله ونرجو منه الدعاء بحسن الخاتمة والتوفیق لما فیه النجاة فی الاٰخرة. کتبه الفقیر الی الله تعالیٰ۔ محمود بن رشید العطار

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے کھڑا کیا اپنے دین کی مدد کے لئے جسکو منتخب فرمایا اور توفیق بخشی اور ان کے کلام کو بنادیا تیر پہونچنے ان کے کلیجوں میں جو حق سے پھرے اور علیحدہ ہوئے اور درود وسلام اس ذات پر جو بڑا وسیلہ ہے ہر فضیلت کے حاصل کرنے کو اور نہایت مراتب جلیلہ تک پہونچنے کو اور انکی اولاد و اصحاب اور تابعین جماعت پر خصوصًا ان پر جنھوں نے دین محمدی سے ہر جاہل وہابی معتدی کو دفع کیا۔ امابعد پس میں مطلع ہوا اس تالیف جلیل پر پس پایا اسکو جامع ہر باریک و باعظمت مضمون کا جس میں رد ہے بدعتی وہابیوں کے گروہ پر۔ مؤلف جیسے علماء کو حق تعالیٰ نے زیادہ کرے اور انکی مدد فرمائے عنایت ربانیہ سے کیوں نہ ہو اس مضمون میں گفتگو کرنا اصول فروع کے قابل توجہ مسائل میں اہم وضروری ہے پس اللہ جزا دے اسکے مؤلف کو جو عالم فاضل اور

خلاصۂ تصادیق علمائے حماۃ الشام

★ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین القائل کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر والصلاۃ والسلام علی اشرف خلقہ وخاصتہ من انبیائہ القائل لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین حتی یاتیہم امر اللہ وھم ظاھرون وعلی آلہ واصحابہ القائمین بنصرۃ الدین فی الحرب والسلم وسلم تسلیما کثیرا الی یوم الدین ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب اما بعد فاقول قد اطلعت علی ھذہ الاسئلۃ واجوبتہا للعلامۃ الفاضل والجھبذ الکامل فرید عصرہ ووحید دھرہ الھمام العمام شیخی واستاذی

انسان کامل ہیں بہترین جزا جو عمل کنندہ کو اس کے عمل پر ملا کرتی ہے یہاں کو شراب جنت سے سیراب کرے۔ رہا اور ہم امید وار ہیں ان سے دعا حسن خاتمہ کی اور اعمال کی توفیق کہ جس میں نجات اخروی حاصل ہو لکھا اس کو فقیر محمود بن رشید عطار نے۔

صورۃ ماکتبہ التحریر العلامہ رئیس الفضلاء الاعلام حضرت شیخ محمد البوشی الحموی تغمدہ اللہ بحر مراحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب تعریف اللہ رب العالمین کو جس نے ارشاد فرمایا کہ اے امت محمدیہ تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئیں کہ حکم کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور درود و سلام بہترین مخلوقات اور برگزیدہ پیغمبران پر جس کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے غالب رہیگا یہاں تک کہ آجائے حکم الٰہی اور وہ غالب ہی ہوں گے اور انکی اولاد و اصحاب پر جو دین کی مدد پر قائم رہے جنگ اور صلح میں اور سلام نازل ہو بکثرت روز قیامت تک اے ہمارے رب کج نہ فرما ہمارے دلوں کو اس کے بعد کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور عطا فرما ہم کو اپنے پاس سے رحمت

وعمدتی وملاذی مولانا المولوی الشہیر بخلیل احمد فوجدتہا
بما علیہ السواد الاعظم من اہل السنۃ والجماعۃ ولما علیہ مشائخنا
الاعلام والسادۃ الفخام سقی اللہ بعہدہم صوب الرحمۃ والغفران
فجزی اللہ ذلک الفاضل عن السنۃ خیر الجزاء والسلام قالہ بفمہ
ولفقہ بلسانہ ورقمہ ببنانہ الفقیر الحقیر ذی العجز والتقصیر
محمد البوشی الحموی الازہری المدرس والامام فی الجامع الشہیر
بجامع الدباغین بحماۃ الشام۔

الحمد للہ الواحد فلا یحد الاحد الذی فی سرمدیتہ
توحد الفرد الذی فی ربوبیتہ لوتفرد والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا
محمد المسجد وعلی آلہ واصحابہ الذین جاھدوا مع من تمرد اما

بے شک تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات
پر مطلع ہوا جنکو تحریر فرمایا ہے زبردست عالم صاحب فضل اور سردار کامل
یکتائے زمانہ اور یگانۂ روزگار وقت پیشوا بحر مواج میرے شیخ اور میرے استاذ
اور معتمد اور پشت و پناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے پس میں نے پایا ان کو
اسکے موافق جس پر بااعظمت گروہ یعنی اہل السنۃ والجماعت ہیں اور اسکے مطابق
جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران عظام ہیں حق تعالیٰ انکی ارواح کو رحمت
و مغفرت کی بارش سے سیراب کرے پس اللہ جزا دے اس فاضل مؤلف کو
سنت کی طرف سے بہتر جزا والسلام کہا اپنے ذہن سے اور ظاہر کیا زبان سے اور
لکھا قلم سے فقیر حقیر محمد بوشی سند یافتہ جامع ازہر مدرس و امام جامع مدفن واقع
شہر حماۃ ملک شام نے۔

صورۃ ما کتبہ الامام الاجل والہمام الاکمل حضرت الشیخ محمد سعید الحموی علاہ اللہ
لیطع الحق والجلی

سب تعریف اللہ احد کو جسکا انکار نہیں ہوسکتا یکتا کہ اپنی بقا میں یگانہ ہے فرد کہ اپنی

بعد فانی لما سرحت نظری فی الرسالۃ المنسوبۃ للعالم الفاضل والامام الکامل مولانا خلیل احمد وجدتہا مطابقۃ لاعتقادنا ومشائخنا فاللہ یجزیہ الجزاء الاوفی ویحشرنا وایاہ تحت لواء المصطفیٰ آمین (محمد سعید)

● الحمد للہ الذی وقانا من الاھواء والبدع والضلالات ووفقنا لاتباع سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب المعجزات الباھرات وثبتنا علی ما کان علیہ ھو واصحابہ الکرام (امابعد) فانی لما اعثر فی ھذہ الرسالۃ المنسوبۃ للعلامۃ الفاضل مولانا خلیل احمد الا علی ما یوافق اعتقادنا واعتقاد مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ من معتقدات اھل السنۃ والجماعۃ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء وحشرنا وایاہ معہم فی زمرۃ سید الانبیاء والحمد للہ رب العالمین خادم العلماء علی بن محمد الدلال الحموی عفی عنہ۔

ربوبیت میں لاشریک ہے اور درود وسلام سیدنا محمد مجید پر اور انکی اولاد و اصحاب پر جنہوں نے جہاد کیا ہر اس شخص سے جس نے شرارت کی اما بعد میں نے جب نظر ڈالی اس رسالہ میں جو منسوب ہے عالم فاضل امام کامل مولانا خلیل احمد صاحب کیطرف تو اسکو پایا مطابق اپنے اعتقاد اور اپنے مشائخ کے اعتقاد کے پس اللہ جزا دے انکو پوری جزا اور ہمکو اور انکو جمع فرمائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آمین

صورۃ ما کتبہ البارع النبیل الفاضل الجلیل صاحب الکمال حضرت الشیخ علی بن محمد الدلال الحموی لازال معمورا بالافضال

سب تعریف اللہ کے لئے جس نے ہمکو محفوظ رکھا ہوائے نفسانی و بدعات اور گمراہیوں سے اور ہمکو توفیق بخشی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی جو روشن معجزوں والے ہیں اور ہمکو ثابت قدم رکھا اس طریقہ پر جس پر آپ اور آپکے صحابہ تھے اما بعد میں نے کوئی بات

• الحمد لله على ما انعم + وعلمنا ما لم نكن نعلم والصلوة والتسليم
على افصح من نطق بالضاد والخصم بباهر حجته كل من عانده
وحاد عن طريقة الرشاد سيدنا محمد الذي جاء بالحق المبين
وعاب ببراهينه القاطعة شبه الضالين المضلين وعلى آله و
اصحابه المتمسكين بسنته المتأدبين بآداب شريعته وبعد
فقد اطلعت على هذه الاجوبة الظاهرة والعقود الفاخرة فوجدتها
موافقة لما عليه اهل السنة والدين مخالفة لمعتقد المبتدعين
المارقين جزى الله مؤلفه كل خير واكثر من امثاله وابده

اس رسالہ میں جو منسوب ہے علامہ فاضل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف ایسی تصریحات ہیں
جو موافق ہیں اہل السنۃ والجماعت کے عقیدوں میں ہمارے متقدمین اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد کے
انکا حکم جانا ہے اور یہ کہ اہلسنت والجماعت کے ساتھ وہابیہ کے زمرہ میں [illegible] الحمد للہ رب العالمین [illegible]

صورة ما كتبه الاديب الكامل والحبر الفاضل الامام الرباني حضرت الشيخ
محمد اديب الحوراني متع الله بعلمه القاصي والداني

اللہ کے لئے حمد ہے ان نعمتوں پر جو اس نے دیں اور ہم کو سکھایا جو ہم
جانتے نہ تھے اور درود وسلام اس ذات پر جو ضاد بولنے میں سب سے زیادہ فصیح
ہیں اور معاند و منحرف کو اور اسکی جو انکی راہ رشد سے پھرا پائمال دلیل سب سے
زیادہ عجیب کرنے والے ہیں یعنی سیدنا محمد جو کھلا ہوا حق لیکر آئے اور اپنے دلائل
قاطعہ سے گمراہوں گمراہ کنندوں کے شبہات مٹائے اور انکی اولاد و اصحاب پر
جنہوں نے آپ کا طریقہ مضبوط پکڑا اور آداب شریعت کے عامل بنے ہیں ان عمدہ
جوابوں اور فخر کے لائق باروں پر مطلع ہوا تو انکو موافق پایا اس طریقے کے جسپر
سنت اور دین والے ہیں اور مخالف پایا بددین بدعتیوں کے عقیدہ سے اللہ
صلہ دے اسکے مؤلف کو ہر قسم کی بھلائی کا اور زیادہ کرے ان جیسے علماء اور
انکی تائید فرمائے ان کے اقوال و افعال میں آمین۔

فی اقواله وافعاله ۔ آمین

الراجی نیل الربانی محمد ادیب الحورانی المدرس فی جامع السلطان بحماة (طبع الخاتم)

قد اطلعنا علی رسالة الفاضل الشیخ خلیل احمد المشتملة هذه الرسالة علی الاسئلة والاجوبة بخصوص العقائد وشد الرحال لزیارة نبیه المرسلین فوجدناها موافقة لعقائد نا اهل السنة والجماعة خالیة عن الخلل ماعلیها رد من جهة بذلك فنشکر فضل الاستاذ المذکور کتبه الفقیر الیه تعالی عبد القادر لبابیدی

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله نحمده ونستعینه ونستهدیه ونستغفره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان سیدنا محمدا عبده ورسوله ارسله الله رحمة

امیدوار عطاء ربانی محمد ادیب حورانی مدرس جامع مسجد سلطانہ حماۃ ملک شام (مہر)

صورة ما کتبه صاحب الفضل الباهر والعلم الزاهر حضرت الشیخ عبد القادر لازال محمود امن الاصاغر والاکابر

ہم مطلع ہوئے صاحب فضل شیخ مولانا خلیل احمد کے اس رسالہ پر جو مشتمل ہے چند سوالات وجوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سرور عالم کے لئے سفر کرنے پر پس ہم نے ان کو پایا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے بالکل خالی خلل سے جس پر کسی طرح کا رد نہیں ہوسکتا پس ہم استاذ مذکور کی فضیلت کے شکر گذار ہیں، لکھا فقیر عبد القادر نے ۔

صورة ما کتبه العلامة الوحید الدر الفرید حضرت الشیخ محمد سعید من الله علیه باحسانه المدید وکرمه المجید

بسم الله الرحمن الرحیم سب تعریف اللہ کو ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی کی مدد چاہتے ہیں اور اسی کی ہدایت کے اقرار کرتے اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ

للعالمین بشیراً و نذیراً و سراجاً منیراً صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ نجوم الاہتداء و ائمۃ الاقتداء وسلم تسلیماً کثیراً۔
اما بعد فقد اطلعت علی ہذہ الاجوبۃ الجلیلۃ التی کتبہا العالم الفاضل الشیخ خلیل احمد فرأیتہا مطابقۃ لما علیہ السواد الاعظم من علماء المسلمین وائمۃ الدین من الاعتقاد الحق والقول الصدق وہی جدیرۃ بان تنشر بین المسلمین ولتعلم لسائر المؤمنین فجزی اللہ مؤلفہا الخیر ووقاہ الاذی والضیر ہا انا قد اجریت قلمی بالتصدیق علیہا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ کتبہ الفقیر الیہ تعالیٰ محمد سعید۔ (طبع الخاتم)

● (ترجمہ) احمد اللہ علی الائہ واصلی واسلم علی خاتم انبیائہ وعلی

کوئی معبود نہیں مگر اللہ یکتا لاشریک۔ اور گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں جنکو اللہ نے بھیجا جہان بھر کیلئے رحمت بنا کر مژدہ سنانیوالا ڈرانیوالا روشن چراغ اللہ کی رحمت ہو آپ پر اور آپکی اولاد و اصحاب پر جو ہدایت کے تارے اور اقتداء کے امام ہیں اور سلام ہو بکثرت میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر جنکو لکھا ہے عالم فاضل شیخ خلیل احمد نے پس میں نے انکو پایا مطابق اس اعتقاد برحق اور سچے قول کے جسپر علماء مسلمین و پیشوایان دین کا گروہ اعظم ہے اور یہ جوابات اس لائق ہیں کہ انکو پھیلا دیا جائے تمام مسلمانوں میں اور سکھا دیا جائے سارے مؤمنین کو بس اللہ اس کے مؤلف کو جزائے خیر دے اور محفوظ رکھے تکلیف و ضرر سے اور لو میں نے اس کی تصدیق پر قلم چلا دیا۔ محمد سعید ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ۔ (مہر)

صورۃ ما کتبہ الفصیح الشاعر والناظم المدرار حضرت الشیخ محمد سعید لطفی حنفی عمرہ اللہ بفضلہ العلی

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اسکے احسانات پر اور درود بھیجتا ہوں خاتم الانبیاء پر اور انکی آل

آلہ واصحابہ الذین فازوا بنصرتہ وولایتہ امابعد فقد اطلعت علی
ھذہ الاجوبۃ الفاضلۃ فوجدتھا مطابقۃ للحق خالیۃ من کل
شبھۃ باطلۃ کیف لا وطرز برد ھا شمس سماء البلاد الھندیۃ
ذو تاج علماء تلک البقعۃ البھیۃ فقد احرز قصبات السبقۃ فی
مضمار العلم والقیت الیہ مقالید الذکاء والفھم عید اعیان
ھذا الزمان والسان عین الانسان مقتدی اھل الفضل والصلاح
ووسیلۃ النجاۃ والنجاح حضرۃ الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد
دام بعنایۃ الملک الصمد ولازالت اشعۃ شموسہ مشرقۃ مضیئۃ
وانوار بدورہ فی افق السماء العلم بازغۃ منیرۃ آمین یارب العالمین

سرحت طرفی فی میا ⁂ دین السؤال مع الجواب
الفیت ما فیھا حقیقا کلہ عین الصواب
لا غرو اذا بداہ ذو القدر العلی اللیث اللباب

واصحاب پر جو آپ کی مدد اور محبت سے مالا مال ہوئے امابعد میں مطلع ہوا ان فضیلت
والے جوابوں پر پس انکو پایا حق کے مطابق اور ہر باطل شبہ سے خالی کیوں نہ ہو جبکہ
اسکے مؤلف آسمان ہند کے آفتاب اور اس جانب کے علماء کے سرتاج کہ جنہوں نے
علم کے میدان میں مراتب سبقت و فضل کو پایا اور ذکاء و فہم کی کنجیاں ان کے
قبضہ میں آئیں بزرگان زمانہ کی عید اور ہر انسان کی آنکھ کی پتلی اہل فضل و جلالت
کے پیشوا اور نجات و کامیابی کے وسیلہ حضرت حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب
ہیں بے نیاز شاہنشاہ کی عنایت سے دائم قائم رہیں اور ان کے آفتاب کی شعاعیں
روشن اور چمکتی رہیں اور ان کے ماہتاب کے انوار آسمان علم کے افق پر تاباں و درخشاں
رہیں آمین یارب العالمین۔

سوال و جواب کے میدانوں پر میں نے نظر ڈالی تو اس کا سب مضمون بالکل
صواب اور حق پایا ایسا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اسکو بلند مرتبہ والے قابل ہستی نے

من صيته قد طار ڈ ✤ بين السهول والهضاب

ويحفظ احكام الشريعة جار بالعجب العجاب

وهو الحسام الفضل في ✤ اعناق اهل الارتياب

وهو الامام اللوذعي ✤ وقوله فصل الخطاب

دم بالرعاية يا خليل وانت محمود الجناب

وانا العبد الفقير الاسير التقصير الراجي لطف ربه الجلي والخفي محمد سعيد
لطفي الحنفي عفا الله عنه

الحمد لله حمد من اعترف بجنابه الاقدس بجميع الكمالات
معروف انه تعالى وتنزه عن جميع ما يقول اهل البدعة واهل الضلالات
واعتقد بان حجتهم داحضة وترهاتهم متناقضة والصلوة
والسلام على سلطان دوائر الحضرات الربانية وسيد سادات
المرسلين اولى المشاهد المقدسة سيدنا ومولانا محمد الذي هو

جسنے ظاہر کیا ہے جسکا شہرہ نیک نامی نرم و سخت غرض تمام زمین میں اڑ گیا اور
شریعت کے احکام کی حفاظت میں عجیب مضمون بیان فرمایا اور وہ ایک فیصل کی
تلوار ہیں اہل شک کی گردنوں میں اور پیشوائے زکی ہیں اور ان کا قول گفتگو کا فیصلہ
ہے اے خلیل تم محمود بارگاہ ہو کر ہمیشہ نگہداشت تمام رہو۔ میں ہوں بندہ فقیر محمد
سعید لطفی حنفی عفی عنہ۔

تقریظ

صورة ما كتبه الشيخ الاوحد ذو الفضل المجيد حضرت محمد حسن بن محمد امده
الله بمنه الطول

تمام حمد اللہ کے لئے ہے ایسی حمد جو اسکی بارگاہ اقدس کے لئے تمام
کمالات کا معترف ہو اور جانتا ہو کہ وہ عالی اور منزہ ہے اور تمام ان باتوں سے
جو کہتے ہیں بدعتی اور اہل ضلال اور معتقد ہو اس بات کا کہ ان کی دلیل ضعیف ہے
اور انکی بکواس باہم متعارض ہے اور درود و سلام ربانی بارگاہ کے حضوروں کے

محمد دوحة الموجودات واحمد كتائب الكائنات وعلى آله اقمار
سموات المفاخر واصحابه نجوم المحافل والمحاضر الى يوم الدين
اما بعد فيقول العبد الذي اذا غاب لا يذكر واذا حضر لا يوقر
خويدم السنة السنية والفقراء الاحمدية فارس بن احمد الشقفة
الحموي مولدا ووطنا والشافعي مذهبا والرفاعي طريقة والمدرس
في جامع الحصة الكائن بمدينة حماه المحمية احدى البلاد الشامية
قد طالعت الرسالة المباركة المشتملة على ستة وعشرين جوابا
التي اجاب بها العالم الكامل والجهبذ الفاضل المحقق المدقق
والمقدام المفرد مولانا المولوي خليل احمد وعند ما تصفحت
تلك العبارات الفائقة وتلقيت هاتيك المعاني الرائقة وجدتها
للشريعة المطهرة موافقة ولما عليه مشايخنا ومعتمدو اشياخنا من

بادشاہ اور پاک مجالس والے بزرگ پیغمبران کے سرداران سیدنا و مولانا محمد پر جو
تمام عالم کی حکومت کے سنوارنے والے اور سارے جہان کی مخلوقات کے ممدوح ہیں اور آپ کی
اولاد پر جو آسمان ہائے مفاخر کے ماہتاب ہیں اور آپ کے صحابہ پر جو محافل و مجالس
کے تارے ہیں روز قیامت تک۔ اما بعد کہتا ہے بندہ جو غائب ہو تو نہ یاد کیا جاوے اور
موجود ہو تو عظمت نہ کی جاوے روشن سنت اور احمدی فقراء کا ادنیٰ خادم فارس
ابن احمد شقفہ حموی جائے ولادت و وطن جس کا ہے اور مذہب شافعی اور مشرب
رفاعی اور ملک شام کے شہر حماۃ کی مسجد جامع عصر میں مدرس ہے میں اس مبارک
رسالہ پر مطلع ہوا جو چھبیس ۲۶ جوابوں پر مشتمل ہے جو عالم کامل زیرک فاضل محقق
مدقق پیشوائے یگانہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں اور جب میں
نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشگوار مضامین کو غور سے دیکھا تو ان کو شریعت
مطہرہ کے مطابق اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدوں کے موافق پایا۔ اللہ
ان کو جزائے خیر دے اور ہم کو اور ان کو سید المرسلین کے زیر لوائے محشور

السلف والخلف مطابقة فجزاه تعالی خیراً وحشرنا وایاه تحت لواء
سید المرسلین والحمد لله رب العالمین قاله بفمه وکتبه بقلمه الفقیر
لربه المعترف بذنبه فارس بن احمد الشقفة الحموی

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الواحد الذی عدمت
له النظائر والاشباه والصمد الذی اقرت بربوبیته الضمائر والافواه
الجلیل الذی سجدت لهیبته الاذقان والجباه القادر الذی جرت
خاضعة لقدرته الریاح والامواه المقتدر الذی اطاع امره الفلک
الاعلی وما علاه الواحد الذی نطقت حکمه بوحدانیته فما ابتدعه
وسواه واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له شهادة
یرغم بها الجاحد المنافق ویعظم بها الرب القدوس الخالق
واشهد ان سیدنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وقرة عیوننا ابا القاسم محمدا

فرمائے والحمد للہ رب العالمین، کہا اپنے ذہن سے اور لکھا قلم سے فقیر فارس بن
احمد حموی نے۔

صورة کتبہ البحر الجواد وقدوة الزہاد والعباد حضرت الشیخ مصطفےٰ الحداد سقاہ
اللہ بالرحیق یوم التناد

بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریف اللہ کو جو یکتا ہے کہ اسکی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں
بے نیاز ہے کہ اس کے رب ہونے کا اقرار دل اور منہ سے کرتے ہیں با عظمت ہے
کہ اسکی طاقت سے ہوائیں اور پانی مسخر ہیں زبردست ہے کہ فلک اعلیٰ اور اس کے بالا
بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں یگانہ ہے کہ جو کچھ ایجاد فرمایا ہے اس کی حکمت اس
کی وحدانیت بتا رہی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود نہیں بجز اللہ یگانہ لاشریک
کے جس کو منکر منافق نہیں مانتا اور جس سے پاک پروردگار پیدا کرنے والے
کی عظمت ظاہر ہوا اور گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا ہمارے محبوب اور
آنکھوں کی ٹھنڈک ابوالقاسم محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں جو سب کے سردار اور پیدا

عبده ورسوله المبعوث باحمد الطرق وحبيبه وامينه المكاشف
لغيوب الحقائق صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم مالاح و
ميض بارق وبعد فقد وقفت في هذه الاوانة على رسالة تتضمن
ستة وعشرين سوالا مع اجوبته عنها العالم الفاضل الشيخ خليل
احمد وفقني الله واياه والمسلمين لما به في الدارين نسعد وفي
الملاوبه نحمد فوجدته قد نهج في اجوبته المذكورة المنهج الصحيح
ووافق بها الحق الصريح ورد منطوقها المبين وجلا مفهومها
الغين عن العين والحمد لله الهادي الى سبيل الصواب اليه
المرجع والمآب وصلى الله على سيدنا ومولانا محمد عالي القدر العظيم
الجاه وعلى آله وصحبه ومن والاه + كتبه العبد الضعيف الملتجي
الى مولاه خادم السنة السنية في مدينة حماه الراجي من ربه في
الدنيا التوفيق للقيام على قدم السداد وفي الآخرة كرامة السوال
والمراد به الفقير اليه سبحانه مصطفى الحداد عفي عنه (طبع الختم)

طریقہ دکھلایا جیسے بہتر اور امین ہیں کہ مخفی حقیقتیں ظاہر فرماتے ہیں یا ان پر اور
انکی اولاد و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جب تک انکی چمک ظاہر ہے اما بعد
زمانہ حال میں اس رسالہ سے آگاہ ہوا جو ان چھبیس سوالات کو شامل ہے جنکے
جوابات عالم فاضل شیخ خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں اللہ ہم کو اور انکو اور تمام
مسلمانوں کو ان اعمال کی توفیق بخشے جنکی بدولت ہم دارین میں صاحب نصیب
ہوں اور عالم بالا پر ہماری تعریف ہو۔ پس میں نے پایا کہ شیخ ممدوح ان مذکورہ جوابات
میں صحیح طریق پر ہیں اور صریح حق کی موافقت کی اور اسکی عبارت سے باطل کو رد
کیا اور مضمون سے آنکھوں کی ظلمت رفع کی اور سب تعریف اللہ کو جو درست
طریقہ کا راہ نما ہے اور اسی کی طرف لوٹنا اور آخر جانا ہے اور رحمت فرمائے اللہ سیدنا
مولانا محمد رفیع القدر و عظیم الجاہ پر نیز انکی اولاد و اصحاب اور ان کے دوستوں پر
لکھا بندہ ضعیف مصطفیٰ الحداد نے ۔۔۔ تمت